تاریخ نظام اُردُو

حصّہ اوّل

مسلطان سلاطین خاندان قطب شاہیہ اور اونکی عہد حکومت کی تعمیر شدہ عمارات و بقاع و اماکن
وغیرہ کے حالات مِن از عہد حکومت سلطان قلی قطب شاہ تا زمانہ سید ابوالحسن تانے شاہ
وحالات و انتقال سلطنت گولکنڈہ بخاندان تیموریہ مغلیہ شہنشاہان دہلی

مولوی محمد عبدالرحیم خان صاحب

رامپوری ناظر مدارس ضلع ورنگل نے بغرض تفریح طبع ارباب دکن اور خصوصاً بنظر تعلیم
وتدریس طلباء کالج و اسکول ہاے سرکاری کے بہت سی معتبر تواریخون اور ترجمہاے
تواریخ انگریزی اور سرگذشتون اور سفرنامون وغیرہ سے تصنیف کیا

اور جسکو سنہ ۱۳۱۱ہجری مین

حاجی منشی نوشہ علیخان صاحب تاجر کتب بازار چار مینار نے

طبع کروایا

دفعہ اول ۵۰۰ جلد

قیمت فی جلد [illegible]

دیباچۂ کتاب

اس بات کے جاننے کے لئے ہر انسان کا دل چاہتا ہوگا کہ ہمارے آبا و اجداد کون تھے اونکی ابتدائی حالت کیسی تھی کہان سے آئے اور اون کے مذہبی عقاید کیسے تھے۔ وہ کس درجہ اور شان و شوکت کے آدمی تھے۔ اون کے کارنامے کیسے تھے۔ اونپر کیا کیا مصائب و آلام پڑے اور کن کن سختیون کو انہون نے جھیلا۔ کیسی کیسی فارغ البالی اور خوشحالی سے زندگی بسر کی۔ اور ہوتے ہوتے ہم تک ہمارے بزرگون اور اسلاف کی کیا کیا حالت گذرتی رہی اور ہم کس طرح اور کس باعث سے موجودہ حالت مین آگئے ہین۔ اور پہلے کس ابتدائی حالت سے رفتہ رفتہ علوم و فنون کی ترقی ہوتی ہوتی ہماری طرز معیشت موجودہ کی نوبت پہونچی ہے۔ ان باتونکا جاننا گویا اوس راستہ کا دیکھ لینا ہے کہ جسپر دنیا کی ترقی و تنزل کا دار و مدار ہے اور جس کے جاننے سے انسان عقل و شعور اپنی ترقی کا راستہ نکال سکتا ہے اور اون گذشتہ حالات مین سے اپنی ہمت و عقل کے لائق اپنے اور اپنے خاندان آئندہ کے لئے ایک طریق مناسب منتخب کر سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ زمانہ حال کے دانشمندون نے علم تواریخ کو ایک اعلی ذریعہ دنیا کے مختلف تجربات حاصل کرنیکا ٹہرا کر علم تواریخ کو دیگر علوم و فنون کے ساتھ ایک جزو تعلیم مقرر کر دیا ہے۔ ہمارے سلطنت نظام کے سرکاری اسکولون مین بھی تاریخ پڑہائی جاتی ہے مگر وہ ایسی تاریخ ہے جسکا پڑہنا رعایا نظام کے لئے مطلق مفید نہین ہے مناسب تھا کہ رعایا نظام کو اسی سلطنت کی تاریخ پڑہائی جاتی۔ لیکن ابتک یہی مشکل ہے۔ کہ کوئی تاریخ زبان اردو مین ایسی نہین ہے جو تعلیم کے قابل ہو۔ یا جس سے ہمارے مبارک شاہی خاندان آصفیہ نظامیہ خلد اللہ ملکہم و بانیان حکومت کا حال معلوم ہو سکے یا ارباب دکن کو اپنے آبا و اجداد اور اپنی اصلیت سے واقفیت حاصل ہو سکے۔ یا یہ ظاہر ہو سکے کہ ہماری سلطنت اور یہ ہماری کسب معیشت کے طریقے یہ ہمارا طرز ہمارے دستورات ہماری زبان۔ ہماری حال ڈہال جو اسوقت ہے کیونکر ہو گئی۔ ہمارے بزرگون کو یہ جاہ و جلال کیونکر حاصل ہوا اور پہر تنزل اور تنزل سے فلاکت ہم پر کیون طاری ہوتی جاتی تھی تاکہ ہم اوس سے نتایج اخذ کرین اور دیکھین کہ ہمکو کونسی راہ آئندہ حاصل ہو سکتی ہے اور کونسا طریقہ ہمکو اپنی فلاحیت کے لئے اختیار کرنا چاہئے۔ انہین اغراض کے پورا کرنے کیلئے مین نے ایک تاریخ بعنوان تذکرہ بالا مختصر زبان اردو سے بالکیزہ تفصیل حالات آخر عہد ہنود سے ابتدا اسلام تا این زمان چار سال مین مرتب کر کے تاریخ نظام نام رکھا۔ اس کتاب کی تصنیف مین مین نے یہ التزام رکھا ہے کہ نہ تو پرانی فارسی تاریخون کی طرح فضول عبارت سے بہر دین نہ انگریزی رخون کی طرح بیجا اور ناجائز اعتراضات اور خواہ مخواہ بادشاہون اور امراء دربار کے افعال پر نکتہ چینیان بہتر ہین بلکہ وہ نہین معاملات کو تحریر کیا ہے جن سے صاف صاف اور صحیح صحیح فائدہ تواریخی مرتب ہوتا ہے اس کتاب کے چار باب یا حصے کر دیئے گئے ہین جنمین سے حصہ اول مین سلاطین قطب شاہیہ حصہ دوم مین شاہان آصفیہ حصہ سوم مین وزرا و امراء دربار آصفیہ کا ذکر ہے اور حصہ چہارم مین علما و مشایخین فقرا و کاملین کے ذکر کے لئے وقف کر دیا ہے فقط

خاکسار محمد عبد الرحیم خان ناظر مدارس ضلع ورنگل۔

تمہید

کوہ ہمالیہ سے براعظم ہندوستان کے شمالاً جنوباً دو حصے ہو گئے ہین ایک شمالی ہند اور دوسرا جنوبی ہند۔
شمالی ہند کے مسلمانون نے اوس تمام ملک کا نام دکن رکھدیا ہے جو کوہستان بندہیاچل کے جنوب مین
مثلث کی شکل پر راس کماری تک سمندر کیطرف کو چلا گیا ہے مگر قدیم زمانے مین اس سرزمین کا مجموعی ایکنام تھا
یہان کے قدیمی باشندے ستھیا (شمالی راس) منگولیا (مغلستان) کے نسل والے کتنے ہی غولون مین سے
بعد دیگرے توران سے آکر اول شمالی ہندوستان مین بسے تھے اور پھر رفتہ رفتہ ایکدوسرے کے بعد دکن کے
طرف چلے آئے۔ انہین کی اولاد مین جنوبی ہند کی وہ چار بڑی بڑی نسلین ہین جو اب تک تامل
ملیالی۔ تلنگی۔ کنڑی ہین۔ سنسکرت زبان کے مخلوط ہونے سے بیشتر یہان پانچ زبانین بولی جاتی
تھین۔ دراوڑ دیس مین تامل۔ اور کرناٹا یا کنارا مین کنڑی (کناری) تلنگانہ مین تلنگی۔
مرہٹہ یا مہاراشٹر مین مرہٹی اور اڑیسہ مین اڑیا۔

علاوہ ان کے گونڈوانہ مین گونڈی زبان بھی تھی جو جنگلی بکثرت سمجھی جاتی تھی۔ انہین زبانون کے
لحاظ اور پہاڑون کے حائل ہونے کی وجہہ سے جنوبی ہند کے اسقدر خطہ ہو گئے ہین جنمین
سے بعض تو بالکل اور بعض کا کچھہ حصہ ملکت نظام مین اب بھی شامل ہے اور اسیوجہہ سے دکن کا
اطلاق اس زمانہ مین اکثر حضور نظام ہی کی عملداری پر آیا کرتا ہے جسکے حدود اربعہ یہہ ہین۔

حد مشرقی پر پریزیڈنسی مدراس کے اضلاع۔ کرنول۔ گنٹور۔ مچھلی بندر پھیلے ہوے ہین
اور دریائے گوداوری بھی بہتا چلا گیا ہے۔ شمالی حد۔ ممالک متوسط ہند اور ضلع ناسک
سے گھیری ہوئی ہے۔ جنوبی حد پر ضلع کرنول کی عملداری اور دریائے تنگبھدرا ہے
مغربی حد پر علاقہ خاندیس۔ احمدنگر۔ اضلاع دہارواڑ۔ کلاڈگی پھیلے ہوے ہین۔

اس ملک مین ۱۷ اضلع ہین دارالخلافہ بلدہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد ہے۔ اس سرزمین مین
ایک کرور تیرہ لاکھہ باشندے بستے ہین جنکے جان و مال کی حفاظت حضور نظام کے ذمہ

سابق مین یون عرب مسلمان اس ملک مین سمندر رونکے کنارے کنارے ملیبار اور کنارا وغیرہ مین تجارت کے واسطے آغاز اسلام سے آیا جایا کرتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عہد خلافت مین حضرت ثقفی حاکم بحرین وعمان نے ۲۱ھ مین جنوبی حد کے بمبئی ٹاپو پر ایک حملہ کردیا لیکن خلیفہ اس لڑائی سے خوشنود نہوے اور حضرت ثقفی پر عتاب فرمایا لیکن پھر بعد اسکے کسی مسلمان نے ۶۹۶ھ کے آغاز تک اس ملک کی تسخیر کرنے کا ارادہ نکیا اور اس سرزمین کے چھوٹے بڑے آریانسل راجے جو ستہیا اور منگولیا نسلون کے بعد قابض ہوگئے تھے بے کھٹکے اپنی اپنی عملداریون مین راج کرتے رہے لیکن ۶۹۶ھ مین سلطان علاؤالدین خلجی نے اپنے چچا جلال الدین فیروز کے زمانہ سلطنت مین دیوگڈھ یعنے دولت آباد پر جو مہاراشٹر دیس مین واقع ہے ایک مختصر اور جرار سپاہ سوارون سے حملہ کیا اور دیوگڈھ کو فتح کرکے وہان کے راجا رام دیو کو خراج گذاری اور اطاعت کے وعدہ پر پھر راجگدی پر قائم رکہا مگر اصل مین مسلمانون کو ملک لینا منظور تھا جسکا انجام یہہ ہوا کہ بہت ہی جلد یعنے [illegible]ھ تک تمام راجستان ہند جنوبی تونگدرن تک ختم ہوکر سلطنت اسلامیہ دہلی مین شامل ہوگیا اور جو چھوٹے موٹے ہندو راجے باقی تھے وہ اطاعت و فرمان برداری اور خراجگذاری کے اقرار پر بحال رکھے گئے۔ خاندان خلجی کے بعد خاندان تغلق کا ستارہ چمکا اور دہلی کی سلطنت اون کے ہاتھ آئی۔ دو بادشاہون کے جاہ و جلال مین کچھ فرق نہ آیا مگر تیسرے بادشاہ فیروز شاہ کے وقت مین کلبرگہ مین ایک نئی سلطنت اسلامی قایم ہوگئی جو خاندان بہمنیہ کے نام سے مشہور تھی جب اس خاندان بہمنیہ کا خاتمہ ہوگیا تو ملک دکن مین پانچ ریاستین قائم ہوگئین۔ جو ایلچپور۔ بیدر۔ گولکنڈہ۔ احمدنگر۔ بیجاپور کے نام سے موسوم تھین۔ ان مین سے بیجاپور۔ اور گولکنڈہ کی سلطنتین مدت دراز تک قایم رہین آخرکار ۱۰۹۸ھ مین عالمگیری تلوارون نے ان دونون کا بھی خاتمہ کردیا اور تمام دکن سلطنت مغلیہ دہلی مین شامل ہوگیا۔

حصہ اول سلاطین قطب شاہیہ کے حال مین

زمانہ قدیم مین قلعہ گولکنڈہ ایک کچی گڑہی تہی اور اسکے مضافات اور قلعہ مذکور پر راجہ بیجانگر کے متوسل راجاؤن کی حکومت تہی مسلمانون کی
عظمت و شان یہان تک نہین پہیلی تہی سلطان محمود بہمنی والی محمد آباد بیدر نے ۹۰۵ ہجری مین سلطان قلی قطب شاہ کو ایک
جرار لشکر کے ساتہ قلعہ گولکنڈہ پر بہیجا اونے اس قلعہ پر قبضہ کر کے تمامی مضافات قلعہ مذکور تسخیر کر کے اسلامی سلطنت بیدر مین شامل کر لیا

ذکر سلطنت سلطان قلی قطب شاہ

مولف تاریخ فرشتہ لکہتا ہے کہ یہ بادشاہ موضع سعد آباد سلطنت ہمدان مین [illegible] ہجری مین پیدا ہوا جب اسکی عمر بیس
برس کو پہونچی تو ملکی دشمنون کے خوف سے اپنے چچا امیر اللہ قلی بیگ کے رفاقت مین عراقی گہوڑون پر ہندوستان مین آیا اور
دکن کے بادشاہ سلطان محمود بہمنی کی سرکار مین باریاب ہوا اور چند روز مین دربار سلطانی مین بڑی عزت حاصل کی۔
حتی کہ وصول پیشکش قلعہ گولکنڈہ کیواسطے مامور ہوا چنانچہ یہ سلطان وہان پہنچا اور قلعہ گولکنڈہ پر قبضہ کر لیا اور سولہ
سال یعنی [illegible] ہجری تک سلطان محمود بہمنی کی اچہی طرح اطاعت کرتا رہا لیکن جب سلطان محمود بہمنی مر گیا اور اوسکے
صوبہ داران ایلچپور۔ احمد نگر۔ بیجاپور نے سلطنت بیدر سے سرتابی کر کے خود جدا جدا سلطنت قایم کر لی تب سلطان
قلی قطب شاہ بہی گولکنڈہ کا خود مختار بادشاہ بن بیٹہا اور سلطنت گولکنڈہ کو تا دریاے شور شرقی بندر [illegible] تک
وسعت دی اور اس ملک تلنگانہ مین کہ جہان کے باشندون نے کبہی ذکر اسلام بہی نہ پایا تہی جا بجا جہاد کر کے ہزارہا
بتخانون اور مندرون کو منہدم و مسمار کر کے بجاے انکی مساجد و معابد عالیشان تعمیر کرائے اور کلمہ طیبہ محمدی کی خوشنوا
صدائین ہر مقام مین گونج اوٹہین اور ہلال اسلام کہ پہریرے جا بجا اڑنے لگے قریب سال تک

۱- یہی گڑہ اس زمانہ مین نہایت زبردست متعصب ہندو کی سلطنت تہی جسکا [illegible] اور اطراف دکن کے تمام ہندو راجہ بیجانگر
کو اپنا سرتاج و پیشوا جانتے تھے جو راجہ گولکنڈہ مین راج کرتا تہا اوسکی [illegible] سے ادب دل سے کرتے تھے ۱۲

۲- سلطان محمود بہمنی بادشاہ بہمنیہ خاندان کا یہ قصہ مولف تاریخ ہندوستان نے لکہا ہے کہ گنگو بہمن [illegible]
[illegible] حسن خان نامی نوکر تہا اس حسن خان کے حال [illegible]
[illegible]

یہ بادشاہ فتوحات اور ملک گیری مین مشغول رہا اور سرحد گولکنڈہ سے تا دریائے شور شرقی۔ قلعہ بانگل و مچھلی پٹن و راجبندری و راجکنڈہ و کوبلکنڈہ و کنڈبیڑ و کونڈہ پلی و ویلور وغیرہ ستر قلعہ رفیعہ کو قبضہ اقتدار مین لایا اور قلعہ نلگنڈہ کو مفتوح کرکے وہانکے راجہ ہری چندر کو دس ہزار پیدل سپاہ رکھتا تہا بزنجیر کرکے لوہے کی پنجرے مین قید کیا اور قلعہ ذکور کے بالا حصار پر جو بتخانہ تہا اسکو توڑکر عالیشان مسجد تعمیر کی۔ اس بادشاہ کا مذہب امامیہ تہا بلکہ وہ خود کہا کرتا تہا کہ مین نے اس مذہب کو قبل از جاری کرنے شاہ اسمعیل صفوی کے ممالکت ایران مین شیوع کیا ہے اور خطبہ اثنا عشری مساجد مین پڑہوایا ہے یہہ کوئی نہ کہے کہ مینے شاہ اسمعیل صفوی کی تتبع کرکے یہ مذہب جاری کیا ہے اسیوجہ سے یہان بہی اس بادشاہ نے تمام مملکت دکن مین خطبہ اثنا عشری پڑہوایا اور مذہب شیعہ کو شائع کیا اور اگر ٹہیک ٹہیک خیال کیا جاوے تو اس شخص کے بدولت ہی ہندوستان مین شیعہ مذہب نمودار ہوا آخرکار یہہ بردست بادشاہ بانی مبانی سلطنت اسلامیہ گولکنڈہ نے ۹۵۰ ہجری مین باغوائے جمشید خان اپنے بیٹے کے میر محمود ملازم کوتوالی کے ہاتہ سے عین نماز عصر مین بائیس زخم کاری کہاکر شہید ہوا کہتے ہین کہ اوسکی دل مین آرزوے شہادت مدت مدید سے جو کمال رہتی جو میر محمود کے ہاتہ سے بر آئی سولہ برس نیابت سلطان محمود بہمنی اور چالیس سال خودمختار اکثر پچاسی برس سلطنت کی عمر اسکی نوے سال کی ہوئی اگلے زمانہ کے لوگ اسی کنایہ ہوا

عمارات جدید عہد سلطان قلی قطب شاہ

اس بادشاہ کے عہد مین مسجد جامع قلعہ محمد نگر اور بالا حصار بالائے کوہ قلعہ مذکور تعمیر ہوئی قلعہ کے دامن مین عمارت دکاکین بنائی گئین جو اسکے جابجا ہیں ہشت پہلو عمارت شاہی و حمام و مسجد جامع و عاشور خانہ تعمیر کیا قلعہ کوہ قلعہ محمد نگر پر جو مسجد ہے وہ محمد شاہ بہمنی کی تعمیر کی ہوئی ہے محمد شاہ بہمنی چند روز اس قلعہ مین آکر رہا تہا علاوہ اسکے سلطان قلی قطب شاہ نے اپنے امرا و خوانین و رعایا برایا کو حکم دیدیا تہا کہ ہر شخص اپنے حوصلہ کیموافق عمارات و محلات رفیعہ تعمیر کرے

[1] ایک فارسی مورخ رقمطراز ہے کہ قلعہ نلگنڈہ کو سلطان قلی قطب شاہ نے صرف چار جوانان رستم حکم کیساتھ فتح کیا تہا اور دس نوح کفار کو تہ تیغ بدریغ کرکے سری چندر کو اسیر کرکے قفس آہنی مین مقید کیا اس قلعہ کو مولف نے بھی بخوبی دیکھا ہے نہایت سخت دشوار گذار قلعہ ہے ایک سو آٹہ فیٹ سے زیادہ بلند پہاڑ پر واقع ہے چار دیوارین پتہر کی پے در پے طے کرنا پڑتے ہین جنکے دروازے بھی سنگین اور مستحکم ہین بالا حصار پر ایک کوٹہی راجہ کیوقت اب شکستہ پڑی ہے مگر یہہ نہین معلوم کہ صرف چار جوانون سے اس زبردست قلعہ کا مفتوح ہونا کس حکمت عملی کا نتیجہ تہا۔

[2] مولف گلزار آصفیہ کا قول ہے کہ ۹۱۸ ہجری مین سلطان محمود بہمنی نے وفات پائی اور ۹۲۴ ہجری مین سلطان قلی قطب شاہ خود مختار بادشاہ ہوا اور خود بھی یہی لکہتا ہے کہ چالیس سال حکمرانانہ سلطنت کرکے ۹۵۰ ہجری مین مارا گیا اسکا ۔۔۔ غلط معلوم ہوتا ہے

سلطان قلی قطب شاہ کی اولاد

اس بادشاہ کی اولاد مین چار بیٹیان اور چھ بیٹی تھی۔ فرزند اول حیدر علی کہ باپکے ساتھ لڑائیون مین لڑا کرتا تھا اور
باپکے سامہنی ہی مر گیا فرزند دوم قطب الدین جو ولیعہد سلطنت تھا جمشید خان نے اسکی آنکھون مین سلائی
پہروائی اور تہوڑے دنون بعد یہ بہی مر گیا تیسرا یار قلی جمشید خان کہ نہایت سفاک تھا۔ چوتھا عبد الکریم دلاور
کہ باپکے سامہنی فوت ہوگیا پانچوان دولت خان کہ قلعہ بہونگیر مین رہتا تہا چھٹا ابراہیم مرزا کہ ذکر اسکا آگی ہوگا

ذکر سلطنت یار قلی جمشید قطب شاہ

جب میر محمود نے سلطان قلی قطب شاہ کو شہید کر ڈالا تو فوراً وہان سے بہاگ کر جمشید خان کے پاس گیا یہ خبر قلعہ مین قید تہا پہنچی اور اسکو
خلاصی دیکر بہت ہی جلد قطب الدین ولیعہد کے مکان پر گیا اور اسکی آنکہون مین نیل کی سلائی پہروا دی اور پہر آکر جمشید خان کو تخت
سلطنت پر بٹہا دیا مجبوراً امرا و خوانین و لشکر نے اسکی اطاعت اختیار کی جمشید خان نے بہی سب کی استمالت کر کے رعایا برایا کو بہی
حکومت سے مسرور و مطمئن کر لیا اور جب اس طرف سے مطمئن ہوگیا تو بادشاہان اطراف سے بسخت محاربے و مجادلے کرنا شروع کئے چنانچہ ایک
مرتبہ ملک قاسم برید سے لڑنے کی لئی کولاس تک گیا اور وہان قلعہ کوہ پر جگدیو راو نائکواری کے اہتمام سے ایک زبردست قلعہ بنوایا
ملک قاسم برید بادشاہ بیدر اسکی خوف سے بہاگا پہرتا تہا اسکو ابراہیم عادلشاہ بادشاہ بیجاپور نے محبوس کر لیا مجبوراً ملک قاسم نے
جمشید قطب شاہ کو عرضی دی چونکہ بہانہ ہی ڈہونڈہتا تہا فوراً بیجاپور پر چڑہ دوڑا اور بزور شمشیر عادلشاہ کو عاجز کر کے اسکا
مشہور و معروف لاثانی صباح الخیر نام گہوڑا اور چنچل نام ہاتہی کو کہ شہرۂ آفاق تہی معہ ملک برید کے لیلیا اور از سر نو ملک بیدر ملک قاسم برید
کو عطا فرمایا۔ ملک قاسم برید نے اس نوازش کے عوض مین قلعہ سیدک حصار اور دزاین کہیرہ جمشید بادشاہ کے نذر کیا اور مقام بیدر مین
جمشید قطب شاہ کی ضیافت بڑے دہوم دہام سے کر کے بیبہا جواہرات عہد بہمنیہ کے نذر گزرانے تہوڑے عرصہ کے بعد بادشاہ ایسی بڑے
کام کر کے یکلخت عیش و عشرت مین ڈوب گیا اور بیحد شراب پینے لگا آخر کار عارضہ سرطان مین مبتلا ہوکر ۹۵۰ ہجری مین انتقال
کا راستہ لیا اپنے باپکے مقبرہ پاس لنگر فیض مین مدفون ہوا مدت سلطنت اسکی سات سال چھ ماہ تہی

ذکر سلطنت چند روزہ سبحان قلی قطب شاہ

جب جمشید قلی قطب شاہ مر گیا تو عمایان سلطنت نے شوہر کے سبحان قلی قطب شاہ کو کہ ہفت سالہ بچہ تہا تخت سلطنت

کرسکتا ہے دولت خان کو بہونگیر سے لا کر تخت سلطنت پر بٹھایا چاہیے یہ مشورہ سنکر سبحان قلی کو واللہ [illegible]
کہ جمشید خان سے ناراض ہوکر احمدنگر کو چلا گیا تھا ملک کے مختار کاروبار سلطنت کا مقرر کردیا اس انتظام سے [illegible]
وغیرہ کہ رکن سلطنت جمشید کے تیر سے ناراض ہوا اور دولت خان کو قلعہ بہونگیر سے نکال کر بادشاہ [illegible]
اور چند قلعے فتح کرکے فساد برپا کردیا آخرکار عین الملک نے ان سب کو شکست فاش دی اور دولت خان کو پھر قلعہ [illegible]
مقید کردیا لیکن جب عین الملک نے [illegible] بڑے [illegible] چند دن برپا ہوکر ناشروع ہو گیا تھا امرا دکھن میں [illegible]
اتفاق کرکے چاہا کہ شاہزادہ مرزا ابراہیم کو جو باپ کے حکم کے مطابق قلعہ دیوکنڈہ میں رہتا تھا بلا کر تخت پر بٹھا دیں
جمشید خان کے وقت میں یہ شاہزادہ جان کے خوف سے قلعہ دیوکنڈہ سے بھاگ کر ملک قاسم برید پاس چلا گیا تھا
لیکن وہاں قاسم برید کی بہائے خان جہان نے چاہا کہ اسکو گرفتار کرکے جمشید خان کے حوالہ کردے جب [illegible]
اسنے قلعہ بیدر کی کنجی اور چالیس ہاتھی شاہزادہ مرزا ابراہیم [illegible] روز اسکی گرفتاری کی فکر کرتا تھا [illegible]
نے بڑی دانائی کی کہ بیدر سے بھاگ نکلا اور سیدھی [illegible] وقت دریشانی کی [illegible] میں
[illegible] کی جان کا دشمن اور گرفتاری کا درپیا [illegible] جمشید خان کے حوالے [illegible] مستعد تھا رام راج والی بیجانگر کے پاس [illegible]
[illegible] پہنچا تھا اس شاہزادہ کو باپ کے حقوق نعمت کے خیال سے سات برس تک [illegible] آرام سے اپنے پاس رکھا اور
یہ شاہزادہ وہیں مقیم تھا کہ اس عرصہ میں متواتر عرضیاں ملک کے ارکان و امرا قلعہ محمدنگر کی شاہزادہ کے پاس امید
تشریف آوری کی گولکنڈہ پہونچیں شاہزادہ فی الفور [illegible] کو لیکر گولکنڈہ جانے پر مستعد ہو گیا لیکن رام راج نے [illegible]
سے منع کیا اور جب [illegible] تو فوج [illegible] کہا مگر [illegible] شاہزادہ نے [illegible] کیا اور سیدھا گولکنڈہ کو روانہ
ہوا جب مقام [illegible] میں اسکی پہونچنے کی خبر پہونچی تو فورا [illegible] ارکان [illegible] سبحان قلی کو [illegible]
رکھنے لگی تو قتل کر ڈالا اور [illegible] قلعہ میں پھرایا اور سبحان قلی کو مقید کردیا اور یہ ساری کیفیت شاہزادہ مرزا ابراہیم
کو لکھ بھیجی عین الملک نے [illegible] سبحان قلی [illegible] اور خوف شاہزادہ ابراہیم سے [illegible] نامہ [illegible] کی درخواست کی [illegible]
شاہزادہ مرزا ابراہیم نے اس [illegible] پر [illegible] کہ بعد جلوس [illegible] عمل میں آوے گی [illegible]
عین الملک مایوس ہوکر سرکاری علاقہ کو تاراج کرتا ہوا [illegible] کو چلا گیا اور شاہزادہ مرزا ابراہیم
دوسرے روز - بارہویں رجب ۹۵۷ ہجری کو تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا۔

ذکر سلطنت سلطان ابراہیم قطب شاہ بن سلطان قلی قطب شاہ

جب سلطان ابراہیم قطب شاہ بالاستقلال بادشاہ ہو گیا تو اسنے تمام امرا و ارکان سلطنت اور رعایا پر [illegible]
[illegible] کو خوش کر لیا اور جا بجا [illegible] اکثر [illegible]
[illegible] پیدا کی اپنی سلطنت کا مدار المہام خان اعظم مصطفے خان کو [illegible]
پرگنات و دیہات و قلعجات [illegible] کے تحت و تصرف میں رکھے [illegible]
بادشاہ [illegible] رامراج والی بیجانگر کی بڑائی سے جو دکن کے تمام مسلمان بادشاہوں نے اتفاق کر کے شروع کی تھی اس
لڑائی میں علی عادل شاہ بادشاہ بیجاپور حسین نظام شاہ بادشاہ احمد نگر علاد شاہ بادشاہ برار و برید شاہ [illegible]
بیدر و ابراہیم قطب شاہ بادشاہ گولکنڈہ شریک تھے ۔ یہہ عظیم الشان لڑائی والی بیجانگر سے واقع ہوئی ان تمام
مسلمان بادشاہوں کا یہہ انتہائی لشکر مقام تالیکوٹہ سے کہ برلب دریا کرشنا واقع ہے [illegible] اور یہہ [illegible]
لڑائی شروع کی گئی ۔ رزمگاہ سے بیجانگر تیس کوس پر تھا اس تیس کوس کے فاصلہ میں تین لاکھہ آدمی ۔
رامراج کے قتل ہوئے اور خود رامراج بھی مارا گیا بیجانگر فتح ہو کر خوب لوٹا گیا اور وہ سارا ملک [illegible]
ہونے لگا جو ابراہیم عادلشاہ اور ابراہیم قطب شاہ کے علاقوں میں سے رامراج کے تصرف میں چلا گیا تھا ۔
پھر دونوں بادشاہوں کے قبضہ میں آ گیا اور تمام قلعے اور گاؤں فتح کر لیے گئے رامراج کے پسماندوں نے اپنا
مرکز [illegible] قرار دے لیا ابراہیم قطب شاہ نے قلعہ ورنگل بھی ایک بڑی زبردست فوج [illegible] کے تحت میں بھیجکر فتح کر لیا
اور یہاں کے گجپتی راجاؤں کا نام و نشان بھی مٹ [illegible] آج تک یہہ قلعہ ورنگل مسلمانوں کے قبضہ میں ہے
مولانا عنایت اللہ وکیل مطلق سلطنت کے اختیار سے حسین نظام شاہ کی ہمشیرہ [illegible] سے شادی کی اور تمام

۱ [illegible] بیجانگر کا یہہ حال لکھتے ہیں کہ دکن میں بادشاہوں [illegible] لڑائی [illegible]
ہندوستان [illegible] ریاست سلمانوں کے [illegible] [illegible]
[illegible]

اور تمام معاملات جنگ اور صلح مین حسین نظام شاہ سے موافقت پیدا ہو گئی - مولف گلزار آصفیہ کا قول ہے کہ اس بادشاہ
کے لشکر کو کبھی شکست نہین ہوئی وہ بڑا اولوالعزم اور ہوش باد شاہ تھا پل پل کی خبر ہر جگہ سے اوسکو پہونچتی تھی اور خود عدالت
مین بیٹھ کر داد خواہان کا انفصال کرتا تھا ہر وقت سفر و حضر مین علما فضلا شعرا حکما و اہل علم کا مجمع اوسکے ساتھ
رہتا تھا اوسکی ملکی انتظام کا یہ حال تھا کہ تمام ڈاکو اور رہزن ناپید ہو گئے تھے کہین کسی طرح کا خلش نہ تھا تمام قلمرو مین
امن و امان تھا ایک بڑہیا بھی سونا اچھالتی چلی جاتی تھی اوسکی عملداری قلعہ گولکنڈہ سے کسنلوٹہ اور راجبندری
اور کونبہ بیر تک اور بارہ شو پہیلی ہوئی تھی مسافرون اور غریبون کو مفت کہانا ملتا تھا - ہر دیار و امصار سے تاجر لوگ آتے تھے
اور علاوہ اپنے مال کے معقول قیمت کے خلعت گران بہا اور انعام پاتے تھے - نعل صاحب کا تبرک بھی مقام بیجاپور اسی بادشاہ
کے وقت مین آیا ہے اس بادشاہ کے وقت مین آیا ہے اس بادشاہ کے موت کا موجب یہ ہے کہ رام راج اور تسخیر ولایت
دکن کے بعد وہان سے طلائی و نقری بت و تصاویر رنگارنگ لایا تھا ابراہیم قطب شاہ کا مزاج اسکے ملاحظہ سے بگڑ گیا اور فساد
تپ محرقہ عائد حال ہوئی ہر چند طبیبون نے بہت کچھہ روز لگائے مگر تقدیر کے آگے کچھہ تدبیر پیش نہ گئی اور یہ زبردست نیک نام
عادل بادشاہ اکیس ربیع الاول ٩٨٨ ہجری کو جنت کو سدہارا اور لنگر فیض مین اپنے باپ کے مقبرہ کے پاس مدفون ہوا
مدت سلطنت اسکی ٣٢ سال نو مہینے رہی اور عمر اسکی اکاون ٥١ برس کی ہوئی -

ابراہیم قطب شاہ کی اولاد

اس بادشاہ کی اولاد مین چھہ بیٹے تھے سب سے بڑا سلطان محمد قلی قطب شاہ تھا جسکا بیان آیندہ آوے گا

عمارات تعمیر شدہ عہد سلطان ابراہیم قطب شاہ

اس بادشاہ کے عہد دولت مین قلعہ گولکنڈہ کی شہر پناہ بنائی گئی خان اعظم مصطفے خان مدار المہام نے بادشاہ
عرض کیا کہ جہان پناہ رام راج کی لڑائی سے فراغت پا چکے تاہم ممالک محروسہ کے اطراف و جوانب مین بہت سے قوی زمیندار
موجود ہین اور ہر سال لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہین لیکن دار السلطنت قلعہ جیسا کہ چاہئے مستحکم و مضبوط

اس نعل صاحب کی حقیقت کو تاریخ قطب شاہی کا مولف اسطرح بیان کرتا ہے کہ خود یعنی لوہے کا ٹوپی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا
جنگ کربلا کے روز امام حسین علیہ السلام کے فرق مبارک پر تھا اوس خود مین ناک کے حفاظت کیلئے ٹوپی کا جو ہلال تھا اوس عربی زبان
مین نعل کہتے ہین معرکہ کربلا مین دشمنون کے مارنے سے یہ ہلال علیحدہ ہو گیا اور بعد مدت بانتقاد مدت یوسف عادل شاہ بیجاپوری کے ہاتھ
آیا اور وہان سے ابراہیم قطب شاہ کے وقت مین سلطنت گولکنڈہ کو پہنچا اب تک حیدرآباد مین موجود ہے ٥ محرم کو درشن
ہوتا ہے

نہیں ہے اگر فدوی کو حکم ہووے تو بہت تھوڑی عرصہ میں اس قلعہ کے گرداگرد شہر پناہ سنگین تعمیر کرادی جس سے اطمینان
خاطر ہو چنانچہ یہ مشورہ بادشاہ کو پسند آیا اور تیس لاکھ روپیہ منظوری دی گئی تعمیر شروع ہوئی اور صرف عرصہ ۲ ماہ میں اٹھارہ
گز مدور سنگین دیوار و چار سو برج مع چبوترون کے اور آٹھ دروازے آہنی اور خندق دشوار گزار تعمیر ہوگئے جو
اب تک موجود ہے۔

موسی ندی کا پل کہنہ بھی اسی بادشاہ کیوقت میں بخرچ نود و شش ہزار روپیہ تعمیر ہوا کہتے ہیں کہ جونپور میں ندیا گومتی کا پل بھی
اسی سال میں بنا ہے علاوہ اسکے باغ ابراہیم شاہی متصل قلعہ و باغ گلشن اندرون قلعہ و لنگر یارہ امام و تالاب حسین ساگر باہتمام
حسین شاہ ولی آتا د بادشاہ و تالاب ابراہیم پٹن و کٹنہ کنکور و کٹنہ بودمیل و تالاب قصبہ نرساپور و کالا چبوترہ و قلعہ
و مساجد و مدارس اور دوسری عمارتین بھی اسی بادشاہ کیوقت میں تعمیر ہوئین۔ کہ مبارک ہو۔ الٰہی کا عرس بھی اسی بادشاہ کے زمانہ میں
شروع ہوا ہے

ذکر سلطنت سلطان محمد قلی قطب شاہ بن ابراہیم قطب شاہ

جب سلطان ابراہیم قطب شاہ نے اس دنیا سے منہ موڑ کر تخت شاہی کو خالی کیا تو تمام امرا دولت متفق ہو کر
ابو الفتح سلطان محمد قلی قطب شاہ کو کہ وارث تخت و تاج اور فرزند ابراہیم قطب شاہ کا تھا مسند سلطنت پر
بٹھا کر تاج شاہی سر پر رکھا۔ جب یہ بادشاہ سریر آرائے دولت ہوا تمام اعیان سلطنت و ارکان دولت
ور رعایا برایا کو الطاف خسروانہ سے مسرور و شادکام کیا اور امیر شاہ میر کو کہ سرحلقہ امیران دولت تھا ایک
جرار لشکر دیگر سپاہ نظام شاہیہ کے ساتھ تسخیر قلعہ نلدرگ کیلیے روانہ کیا لیکن ابراہیم عادل شاہ نے منت
سماجت کی اور قلعہ مذکور کی فتح سے روکا چنانچہ محمد قلی قطب شاہ نے امیر شاہ میر کو اس حملہ سے منع کیا امیر
مذکور نے وہاں سے کوچ کرکے موضع کاکن و ناکادی وغیرہ کو مفتوح کرکے مراجعت کی اور علی خان لر کو کہ مکرام

صاحب ابراہیم قطب شاہی بطراز ہے کہ دریائے موسی کا پرانا پل ابراہیم قطب شاہ نے اس وجہ سے بنایا کہ اسکا بیٹا محمد قلی جو بھاگمتی طوائف کے حسن
جانفزا پر مائل تھا اور ہر روز رات کو موضع چچلم کہ اب حیدرآباد کی آبادی ہے گولکنڈہ سے چچلم تک جو باپ سے مخفی جایا کرتا تھا ایک روز برسات میں وہ گھوڑے پر سوار ہو کر گولکنڈہ سے جب موسی ندی پر آیا تو نہایت طغیانی پر پایا مگر جوش
کہ روک جاوے مگر جذبہ عشق نے نہ مانا، فوراً گھوڑا دریا میں ڈالا خدا کے فضل نے اسکو سلامت دوسرے کنارے پر پہونچایا جب سوانح
یہ خبر بادشاہ کو پہونچائی بادشاہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور فوراً دریائے موسی کا پل تیار کرنیکا حکم دیا چنانچہ یہ پل حیدرآباد کی بستی سے چودہ سال
پیشتر تعمیر ہوا ایک شخص نے سنہ تاریخ تعمیر کہا نسو اشرف الانعام پایا سنہ تحت او گزرد ما بود گزیم با این شدہ تاریخ او گزر گہ ما

ہو گیا تھا سخت سزا دی جاوے اسکے اس سال بادشاہ نے امیر شاہ میر کی بیٹی سے اپنی شادی کی اور اپنی بہن کی شادی ابراہیم
عادل شاہ بادشاہ بیجاپور سے کر دی اسی بادشاہ نے قلعہ گولکنڈہ چھوڑکر حیدرآباد بسایا اور اسکو دار السلطنت بنایا
اس حیدرآباد کے بسنے کا حال ضمن حالات محمد قلی میں آئندہ لکھیں گے۔ اس بادشاہ کے وقت میں قلعہ [illegible] کی تسخیر کیلئے
ملک امین الملک کو کنڈبگنڈہ کیطرف بھیجا گیا اور خود بادشاہ بھی اوسطرف روانہ ہوا چنانچہ رستم راج نے [illegible]
اوٹھائی اور اسکی تمام قلعے فتح کئے گئے قلعہ بنگپنڈہ بھی مسخر ہوا جب افضل خان حاکم مرتضی نگر نے سرکشی کی راہ سے
بیجانگر سے جنگ کی اور سرکار شاہی سے افضل خان کی سرکوبی کیلئے سردار بھیجے گئے لیکن ان سرداروں میں
سے رستم خان نے بدعملی کی اور بیجاپوران شاہی میں گڑبڑ کردی اسپر اعتبار خان اور علم خان و
بہالی راؤ وخانسخانان غرہ استکفا کیلئے بھیجے گئے مگر ان میں بھی نا اتفاقی ہوئی نمک حرامی نے اثر کیا اور
خانسخانان و علم خان و بہالی راؤ والی مرتضی نگر سے مل گئے آخرکار بادشاہ نے امین الملک کو ان
کی سرکوبی کیلئے مامور کیا چنانچہ امین نے دست سردار بنے ان سب کو مار پیٹ کر ٹھیک بنادیا ایک شخص کیو قلندر
نام تھا سرحد بیجانگر میں باغی سلطنت کا علم کھڑا کیا اعتبار خان سردار شاہی نے اسکو بھی شکست دیکر
کیا اور بہالی تلندر کو درگاہ سلطانی میں لاکر حاضر کیا یہہ شخص پھر اپنی موروثی جاگیر پر سرفراز ہوا لیکن
پھر اسنے مخالفت کی آخرکار الماس خان کے کہنے پر بادشاہ نے ان سب کا قلع قمع کر ڈالا [illegible]
راجبندری نے شکایت کی کہ اسطرف بہت سے کافروں نے ہنگامہ بپا رکھا ہے انکی استیصال کیلئے
بندوبست فرمایا جاے لہذا امین الملک ایک لشکر جرار لیکر روانہ ہوا اور وہان کے بدکرداروں سے
لڑائی شروع ہوئی راگوت راؤ مارا گیا ہرچند بھاگ گیا جلمور فتح ہوا بیٹھے بٹھائے آفت جو آئی
کشتمراج ہوالی کنکوٹہ کا سر پھرایا اور بادشاہ سے مخالفت شروع کی چنانچہ کشتمراج پر فوج بھیجی گئی
اور کستمونہ تسخیر کیا گیا اور کمموٹہ کی سپہ سالاری پر سید حسن سرفراز ہوا۔ بعد ان سب جھگڑوں
کے عہدۂ وزارت سلطنت پر سید مرزا محمد امین سرفراز ہوا سنہ ہجری میں شاہ عباس
بادشاہ ایران کیطرف سے اغزلو سلطان اس بادشاہ کی خدمت میں ایلچی ہو کر آیا تھا اور بہت سے
تحائف مع محبت نامہ ہمرہ آمود

تحایف مع محبت نامہ مودت آمود پادشاہ کے جانب سے لایا تہا محمد قلی شاہ نے مہدی قلی
سلطان طالش کو بہت سے تحایف ہند و دکن کے ساتھ ایلچی بناکر ایران بہیجا تہا - اس
پادشاہ کے فرزند نرینہ نہ تہا اسلئے اس نے اپنی بہائی کے بیٹے کو بطور فرزند پرورش کیا تہا نام
اوسکا سلطان محمد تہا جب وہ جوان ہوگیا تو اوسکی شادی اپنے دختر کے ساتھ کردی اور اس
خوشی مین بڑے بڑے جشن کئے اس پادشاہ کے وقت مین چند بدمعاشون نے پادشاہ کے
خلاف حیدرآباد کے بازار مین فتنہ و فساد برپا کیا چنانچہ وہ سب اپنے کیفر کردار کو پہونچے پادشاہ
کے بہائی خدابندہ نے بہی کچہہ فساد برپا کیا وہ بہی قلعہ محمدنگر مین قید کیا گیا - دستادیو راجہ ورنگل
نے جو ایک محکوم راجہ رہگیا تہا اوس نے مخالفت کی پادشاہ نے چنگیز خان کو اس راجہ کی سرکوبی
کیلئے مامور کیا چنانچہ وستادیو گدی سے اتارا گیا اور بجائے اوسکے کشا راجہ کو گدی نشین کیا گیا
اس کشا راجہ نے پادشاہ کو دو لاکھ ہون اور تین ہزار ہاتہی نذر گذرانی اور یہہ خراج سالانہ قرار
مقرر رہوا - ایکبار[2] پادشاہ نے مرزا محمد امین وزیر کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا تہا اس وزیر نے
پادشاہ کی بہت دہوم دہام سے دعوت کی تہی - ۱۰۲۰ھ ہجری مین راجہ بستر پرتاب ونت نے

نوٹ[1] ان تحایف مین علاوہ دیگر اشیا کے ایک تاج موتیون سے مرصع تہا اور خنجر آبدار جواہر نفیسہ سے مرصع مع کل اور چالیس عربی گہوڑے
عباسی زرنگار ساز و یراق سے سجے ہوے - اور پانصد توپ مخمل و اطلس فرنگ و زربفت اعلی ہے اور پانصد توپ اطلس و مخمل
و زربفت و میلک جنکی رنگ مختلف ہے اور بار ہ جوڑ قالین کرمانی کے کہ ہر ایک ادمین بار اگز عرالیفن و طویل تہا آئی تہی - اس ایلچی کو مع
اوسکے ایکسو ہمراہیون کے سلطان محمد قلی قطب شاہ نے انعام و اکرام سے مالامال کردیا اور اپنی طرف سے بہی مہدی قلی سلطان طالش کو ایلچی بناکر
مع تحایف شاہانہ ہند و دکن ایران بہیجا تہا اس محبت و وداد کا اصلی سبب یہ تہا کہ شاہ عباس ایران اور سلطان محمد قلی
دونون شیعہ مذہب تہے نوٹ[2] اس دعوت مین وزیر نے علاوہ دیگر تحایف کے تیس عربی گہوڑے بیس ہاتہی مع سامان نقرہ
و طلا اور ایک کمربند مرصع اور ایک آئینہ مدور بلوری دو رویہ اور چودہ جلد قرآن اور بائیس غوری لنگیان اور بائیس شال کشمیری
اور تیس تکیہ کرمانی اور بیس خوان پر از زر و جواہر پادشاہ کی نذر گذرانی - اور پچاس ہزار روپیہ طوایفون کو
دئے پادشاہ نے اپنے کاندہے پر سے چادر اتار کر وزیر کو عنایت کی اور پانچ گہوڑے مع سازِ طلا اور پانچ ہاتہی و خلعت فاخرہ عطا کیا -

شور و شر مچایا چنانچہ اوسکی سرکوبی کیلئی آپ اسیر اونکا یادگاری مقرر ہوا۔ اسکی دربار کا یہہ معمول تہا کہ ہر صبح
امرا و خوانین مجرے کیلئی حاضر ہوتے تہی اور یہہ امرا و شاہی مان سفر اپنی ساتھہ مہیا رکھتی تہی تاکہ حکم ہوتی ہی منزل مقصود کو
روانہ ہو جاوین آخرکار یہہ بادشاہ (۱۷) ذیقعدہ ۱۰۲۰ ہجری شب شنبہ کو تینتیس سال سلطنت کرکے انچاس برس کی عمر مین
رہگرای عالم جاودانی ہوا اور اپنے دادا کی قبر کے پاس لنگر فیض مین مدفون ہوا اب تک اوسکا گنبد موجود ہے۔

عمارات سلطان محمد قلی قطب شاہ

مین مسلّم ہون کہ اسوقت موجودہ مین عملداری نظام مین دار السلطنت حیدر آباد کے عمارات عالیشان جو کچھہ اپنا جلوہ
دکھارہے ہین وہ سب اسی بادشاہ کے بابرکت سلطنت کے یادگار ہین خاص شہر حیدر آباد۔

غرضکہ بنیاد اسی بادشاہ جہان پناہ کا بسایا ہوا ہے اوسکے آباد ہونے کی اصل وجہ تو وہی بہاگمتی طوایف کا خیال اس
بادشاہ کو تہا۔ لیکن اوسنے اپنی امرا اور خوانین سے یہہ ارشاد فرمایا کہ چونکہ قلعہ گولکنڈا ایک چہوٹی جگہہ ہے اور اوسمین جیسا کہ
چاہیئے ہماری امرا اور روسا وسکنائی دار الخلافت کو آرام نہین ہے علاوہ اسکی ہماری جاہ و حشمت کی شایان
نہین ہے لہذا دریا موسی کے اوسطرف جو میدان نمونہ خلد برین پڑا ہے اوسپر ایک نیا شہر بنایا جاوے پس فوراً ایسے
تعمیر کو حکم ہوا کہ ساعت سعید مین بنیاد شہر قایم کرے اوسمین چار بازار ہون اور ہر بازار کے کنارہ
چار طاق اور چودہ ہزار دکانین و محل و سائبان اور بارہ
ہزار محلہ مساوی الاضلاع تعمیر کرین اور عمارت اور دولت خانہ شاہی کے اور دروازہ
عالی اور دار الشفا و جلوخانہ و نقارخانہ شاہی و مکانہای کارخانجات اور بہت سی محل
واسطے اہل خدمات کے اور جامہ خانہ و تنبول خانہ و سلاح خانہ و مطبخ خانہ وغیرہ و مسجد
جامع و عاشور خانہ عالی وغیرہ تعمیر کئے جاوین حسب الحکم بادشاہ کے چار طاق جلوخانہ
کے کہ اب چار کمان کے نام سے مشہور ہین ۔ تعمیر کئے گئے۔ اس کمان غربی کو
دروازہ دولت خانہ عالی اور دروازہ شرقی کو نقارخانہ شاہی کے نام سے موسوم
کیا اور وسط جلوخانہ مین ایک حوض مدور بنایا گیا اور ہر دو تختہ بازو کے کہ حوض کے
دروازے ہتے ساگوان کی لکڑی سے بناکر اوسپر صندل و عاج لگایا گیا اور نقش
و نگار کئے گئے اور اوسکے قبہ اور میخین اور جال سراسر طلائی خالص کے بنائے

گئے۔ دروازون پر زربفت کے پردے لگائے گئے نقارخانہ مین پانچ وقت نوبت
کہڑکنے لگی اور متصل طاق جنوبی کے جامع مسجد اور اوسکے پہلو مین حمام تعمیر کیا گیا
اسکے سواے۔ چندن محل اور گگن محل جاگیردارون اور سلحدارون اور امرا
و خوانین کے نشست کے لئے تعمیر کئے گئے۔ معمول تہا کہ ہر روز پہر دن چڑہے
بارا ہزار سلحدار و بارگیر مسلح و طیار نشست پر آتے تہے شب کو اونہین کہانا
ملتا دوسرے روز اوسیوقت یہہ گروہ چلا جاتا تہا اور دوسرا گروہ اونکی
جگہہ آجاتا تہا۔ عدالت کے واسطے داد محل تعمیر ہوا۔ دار الشفا بیمارون کے
لئے طیار کیا گیا جسمین دوا غذا سرکار سے ملتی تہی۔ دریای موسے پر
ندی محل و نبی باغ کہ آخری چہارشنبہ کو اوسمین جلسہ ہوتا تہا اور نبات
گہاٹ اور عمارت کوہ طور و محمدی محل و حیدری محل و حسنی و حسینی محل
و جعفری محل و حیدر محل کہ بعد ازان حیدر سند وزی کے نام سے مشہور ہوا
اور بہت سے باغ سیر و تماشا کے لئے تیار کئے گئے۔ ایکسال شہر حیدرآباد
مین زور و شور سے وبا پہیلی۔ اسکے رفع کرنے کے لئے عاشور خانہ پادشاہی
تعمیر کیا چونکہ سلطان محمد قلی قطب شاہ کو منظور تہا کہ آبادی شہر حیدرآباد کی
مثل مشہد مقدس کی صورت پکڑے اسلئے بجاے روضہ امام ضامن علی موسے
رضا کے چارمنار تعمیر کیا گیا اوسوقت اسکی بلندی باسٹہہ گز تہی۔ اور ایک
مسجد تعمیر کی گئی اور حوض بنایا گیا طالب علمون کے لئے مدرسہ بہی حوض
کے پہلو مین تعمیر ہوا اس مدرسہ کے بیچ اور ایک حوض بنائی گئی جسمین
شیرون اور ہاتہون کی صورت کے فوارے لگائے گئے۔ بعض کہتے
ہین کہ چارمنار تین لاکہہ روپیہ کی لاگت سے اور بعض کا قول ہے کہ دو لاکہہ
ساٹہہ ہزار کے خرچ سے تعمیر ہوا ہے۔ تاریخ تعمیر اسکی (یا حافظ)

ہے جس سے سنہ ۱۰۰۰ ہجری نکلتے ہین - یہہ چارمینار بہت خراب حالت مین تہا نواب [illegible] الدولہ
بہادر نے اسکو درست کراکر روح سلطان محمد قلی قطب شاہ کو مسرور کیا - مسجد جامع [illegible]
خان ملک امین الملک کے اہتمام سے سلطان قلی قطب شاہ نے بخرچ دو لاکھ روپیہ سنہ [illegible]
مین تعمیر کرائی - اس قول کی تصدیق مین دروازہ جامع مسجد پر امین الملک مہتمم تعمیر جامع
کا نام کندہ ہے اس جامع مسجد مین مدرسہ وخانقاہ بھی بنالی گئی تہی - غرض کہ شہر
مینو سواد حیدرآباد ہر ہر خوبی وخوش اسلوبی سے تعمیر ہوکر آباد ہوگیا اسکی فصیل [illegible]
کی نہین ہے حضرت آصفجاہ مغفرت مآب کے وقت کی تعمیر کردہ ہے سلطان محمد قلی قطب شاہ
کو شاہ کو ہر سال حیدرآباد سے چار لاکھ ہون حاصل ملتا تہا اور وہ کل رقم غریبون کو
ایتام تقسیم کرنے اور انعامات سادات وعلما ومولد شریف و یک لاکھ روپیہ خوشبوئون
مین صرف ہوتا تہا ساٹھ ہزار روپیہ لنگر امام مین صرف ہوتا تہا اور بارہ ہزار ہون مجاورین
کو دیا جاتا تہا - یہہ بادشاہ شیعہ مذہب تہا اسلئے غرہ محرم سے سیاہ لباس ماتمی پہنتا
تہا - الناس علی دین ملوکہم کے قول پر رعایا بہی سیاہ پوشاک پہنتی تہے اونکو بہی

نوٹ ۱۰ - میر ابو طالب ناظر شاہی لکہتا ہے کہ شہر حیدرآباد بعہد سلطان محمد قلی قطب شاہ بخرچ ستر لاکھ ہون
کہ ہر ایک ہون چہہ روپیہ کا ہوتا تہا تعمیر ہوکر آباد ہوا ہے اور اوسکی آبادی بلدہ سے قصبہ [illegible]
و ابراہیم پٹن و پٹن چیرو و بہونگیر نامی پلی تک تہی - ہر ہر سردار فوج اپنا لشکر لیکر متفرق
طور پر آباد ہوگئے تہے اسیوجہ سے جابجا جنگلون مین مساجد وتختہ مکانات اور گنبدون کے
نشان ابتک موجود ہین جب شہر حیدرآباد کا حصار آصفجاہ نے بنوایا اوسوقت بہت مشکل پڑگئی
اور شہر کے اندر زمین ایسی گران ہوگئی کہ زمین پر برابر روپیہ بچہا دینے سے زمین نہین ملتی
تہی مجبوراً بیرون شہر آبادی بڑہکر چادر گہاٹ الوال تک اور [illegible] کے چشمہ تک اور باغ [illegible]
تک شہر سے چہہ کوس پرے پہونچ گئی ہے -

نوٹ ۱۱ - الغ خان کے نسبت لکہا ہے کہ یہہ شخص ہر سال اسی ہزار روپیہ زائرین مکہ ومدینہ
و کربلائے معلے کو تقسیم کیا کرتا تہا -

یہہ لباس سبز و سیاہ سرکار سے ملتا تہا۔ دو علاوہ بہی اوسنے بنائے جنمین بارہ ہزار طاق روشنی کے ہتے۔ ایک لاکھ روپیہ دست خاص سے خیرات کیا کرتا تہا۔ اور بہت سا روپیہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و نجف اشرف و کربلای معلی و مشہد مقدس وغیرہ کو بہیجا کرتا تہا۔ رعایا مین جو ولد ز محل شاہی کے پیچہے سے نکلتے تہی خلعت پاتے تہی۔ اور جو شخص اپنے بچہ کا ختنہ کرتا اور شاہی محل کے نیچے آتا خلعت فاخرہ پاتا تہا اسوجہ سے پادشاہی محل کے نیچے روزانہ ہزار ہا مخلوق جمع رہتی تہی اور سرکار شاہی سے بہرہ ور ہوکر جاتے رہتے۔ عاشورخانہ پادشاہی سنہ ۱۰۰۲ ہجری مین تعمیر ہوا ہے اور سا ٹہہ ہزار روپیہ اسکی تعمیر مین لگا ہے سلطان عبداللہ قطب شاہ کے و... مین چینی کے مقصو... نے آکر اسمین نقش و نگار بنائے ہین اور جابجا سلطان عبداللہ قطب شاہ لکہدیا ہے لیکن دراصل یہہ عاشورخانہ محمد قلی قطب شاہ کے عہد کا تعمیر شدہ ہے جسکا نام تاریخ تعمیر کے ساتہہ عاشورخانہ کے ایک طاق پر لکہا ہے یہہ عاشورخانہ مدت دراز تک گاریخانہ تہا لیکن نواب نظام علیخان بہادر نے نوازش علیخان کے لکہنے سے بارہ ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر مقرر کردی اور علم کہڑے کئے جانے کا حکم دیدیا نواب سکندرجاہ بہادر نے بہی دو ہزار روپیہ سالانہ نقد مقرر کردیا ہے سنہ ۱۲۵۸ ہجری مین نواب ناصرالدولہ بہادر ایک روز رات کو تماسا دیکہنے اس عاشورخانہ مین تشریف لاے تہے ایک شخص مسلح قرابین ہاتھہ مین لئے حضور پرنور کے قریب تک پہونچ گیا فوراً اعتصام الملک عزیز نے ابکولات مات کرکے نیچے گرادیا اور حسب الحکم حضور گرفتار کرلیا بعد تحققات وہ شخص ہاتی کے پانون سے باندہا گیا اور اسیطرح گہسٹتے گہسٹتے مرگیا علم مبارک کا تبرک بہی۔ علی آقا نام مغل ولایت عرب سے اسی پادشاہ کیوقت مین لایا ہے جسکا حال آئندہ عبداللہ قطب شاہ کے ذکر مین آویگا۔

سلطان محمد قلی قطب شاہ کے خصلت و عادات و اولاد

یہہ بادشاہ نہایت رحم دل تہا کبہی کسی کے دل کو بلاوجہ نہین دکہایا۔ آغاز عمر مین جو یہ عیش سے لیکے
پہر نہایت متقی اور پرہیزگار ہوگیا۔ عالمون اور فاضلون کا قدردان تہا۔ تعمیر کا شوق جو
اس حد پر تہا کہ بیان سے باہر ہے۔ اپنا جاہ وجلال دکہلانیکا بہی اوسکو بڑا شوق تہا تمام
عمر مین کبہی کسیکو قتل کا حکم نہین دیا۔ البتہ شرع سے مجبور تہا کہ قصاص کا حکم دینا پڑتا تہا
داد ودہش حد سے زیادہ تہی ۔ مذہب کا پکا اثنا عشری تہا اس سبب سے تمام ملک تعزیہ
پرست ہوگیا تہا اچہا اور نیک نام رہا۔ فرزند نرینہ نرکھتا تہا اسی لئے اپنے بہتیجے سلطان محمد کو روز
تولد سے لیکر بطور فرزند پرورش کیا تہا۔ وہی ولیعہد سلطنت تہا اور پہر اوسکو اپنی بیٹی بہی
دیدی تہی اسی بادشاہ نے دو لاکھ ہون زکات کی معاف کرکے برہمنون کے ظلم وستم
سے رعایا کو نجات دی تہی ۔

ذکر سلطنت سلطان محمد قطب شاہ

یہہ بادشاہ سلطان محمد قطب شاہ کا بہتیجا اور داماد تہا اور چونکہ چچا کا ولیعہد تہا اسلئے بلا
روک ٹوک تخت سلطنت پر بیٹہہ گیا اسنے بہی جملہ امرا وخوانین ورعایا وبرایا کو انعام واکرام و
جاہ ومنصب سے راضی اور شاد کام کیا لکہتے ہین کہ جسوقت سلطان محمد قلی قطب شاہ نے اس
بہتیجے کے تولد کی خبر میر مومن وزیر کی زبانی سنی اوسیوقت اس شاہزادہ کو اپنے مہد عاطفت
مین پرورش کرنے کے لئے منگا لیا جسکو آخرکار تخت شاہی نذر کردیا یہہ شاہزادہ
چہارشنبہ کے روز ۲۳۔ ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۱ ہجری مین تولد ہوا تہا۔ جب سلطان محمد قلی
قطب شاہ قریب المرگ پہونچا تو میر مومن صاحب کو بلا کر سخت تاکید وتنبیہ کردی کہ سوا ے
شاہزادہ سلطان محمد کے کوئی تخت پر نہ بیٹہے وہی وارث تخت وتاج ہے چنانچہ میر مومن
موصوف نے سلطان محمد قلی قطب شاہ کا دم نکلتے ہی اس شاہزادہ کو تخت پر بٹہلا دیا اور
بعدہ تجہیز وتکفین شاہ مرحوم کی عمل مین آئی۔ جب سلطان محمد قلی قطب شاہ کی وفات

اور سلطان محمد قطب شاہ کی تخت نشینی کی خبر اطراف وجوانب کے بادشاہون کو پہونچی تو اونہون نے ادای تعزیت وفات وتہنیت جلوس کے لئے ایلچی بھیجے۔ ابراہیم عادل شاہ بیجاپور کے طرف سے میر محمد تقی اور مرتضے نظام شاہ احمدنگر کیطرف سے۔ میر ابو الفتح ایلچیان آئے اور ان دونون کے خط محبت آمود پیش کئے یہانسے بھی جواب محبت آمود بھیجا گیا۔

سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین میر محمد امین میر جملہ کو دس ہزار ہون سرکار شاہی سے بغرض روانگی بیت اللہ عطا ہوے۔ اسی سال مین راجہ دشتر کی سرکوبی کے لئے سید کمال الدین مازندرانی بھیجا گیا۔ اور اوسنے اوسکو مغلوب کرکے بادشاہی رعب وداب ولاہیت دشتر مین قایم کردیا۔ ابو الفتح شاہ عباس والی ایران کا ایلچی حسین بیگ قبچاقی بھی بہت سے تحفے تحایف بہی لیکر آیا۔ سلطان محمد قطب شاہ نے بہی اپنا ایلچی شیخ محمد خاتون کو مقرر ایران روانہ کیا۔ مولف گلزار آصفیہ نے شاہ ایران کا خط تمام وکمال درج تاریخ کیا ہے اوسمین بہت سے فضول عبارت درج ہے جو بادشاہون کے جوجلے بین اصل مطلب اتنا ہے کہ ہم نے آپکے چچا مرحوم کی وفات کی خبر سنی اسی بہت کچہہ ملال ہوا لیکن تمہارے تخت نشینی سے وہ غم دور ہو گیا اور ہم مبارکباد دیتے ہین اور آج کل ہمارے اور سلطان روم کی صلاح ہے جو کچہہ ضرورت تمکو لاحق ہوے اوس سے فوراً اطلاع بخشو ہم ہرطرح سے مدد کرینگے اور ہمیشہ مثل اپنے بزرگون کے ہم سے بہت رکہو۔ ایک تاج وخنجر وپچاس عربی گھوڑے بہی علاوہ دیگر تحایف کے بھیجے۔

اس بادشاہ کے فرزند جگر بند بتاریخ ۲۸۔ شوال المکرم سنہ ۱۰۲۳ ہجری روز دوشنبہ پیدا ہوا۔ جسکی بڑی خوشی منائی گئی۔ اس فرزند کا نام بادشاہ نے سلطان مرزا عبد اللہ رکہا سنہ ۱۰۲۶ مین دوسرا لڑکا پیدا ہوا۔ اس بادشاہ نے بہی مثل اپنے چچا سلطان محمد قلی قطب شاہ کے ایک نیا شہر بسانا چاہا تہا۔ اور قلعہ کی تعمیر حیدرآباد سے مشرق طرف شروع بہی ہوگئی تہی جسپر نو لاکھ روپئے صرف ہوچکے تھے۔ لیکن اوسی حالت مین یہہ بادشاہ بیمار ہوگیا۔ اور مصری اطبا کے معالجہ سے یہہ نیک نام متقی بادشاہ صدمہ اوٹہا کر سنہ ۱۰۳۵ ہجری مین خلد برین کو عازم ہوا۔ مدت سلطنت

اوسکی بیس سال سے کچھہ زیادہ رہی اور عمر اوسکی بیالیس سال کی تہی - گلکنڈہ مین اپنے
آباؤ اجداد کے پہلو مین دفن ہوا ہنوز گنبد اوسکا موجود ہے -

اولاد سلطان محمد قطب شاہ

اس بادشاہ کے اولاد مین دو بیٹے تہے بڑے بیٹے کا نام عبداللہ مرزا تہا جسکی عمر باپ کے وفات
کے وقت صرف (۱۸) سال کی تہی - بعد باپ کے یہہ تخت نشین ہوا - کہتے ہین کہ جب سلطان
محمد قطب شاہ کا مزاج حد سے زیادہ بگڑ گیا اور موت کے آثار نظر آنے لگے تب اوس نے اپنے
معصوم بیٹے عبداللہ مرزا کو بلایا اور حکم دیا کہ اس مصلے پر جاؤ اور دو رکعت نماز حاجت پڑہکر ہماری
صحت کے لئے دعا مانگو - عبداللہ مرزا نے وضو کیا اور دو رکعت نماز حاجت ادا کر کے دعا
مانگنا شروع کی - کہ الٰہی میری سلطنت کو استحکام اور استقلال دے اور اس مراد کے برآنیکے
لئے بہت سے زار ونالے درگاہ باری مین کئے - پہر باپ کے سامنے حاضر ہو کر عرض کیا
کہ غلام نے درگاہ احدیت مین حضور کی صحت مزاج کے لئے بہت کچھہ زار و نالی کی ہین انشاءاللہ
بہت جلد شفاے عاجلہ وصحت کاملہ حضور کو نصیب ہوگی - بادشاہ نے یہ دیر بیٹے کی منہہ کو
دیکہا اور قیافہ سے اصل مقصد کو پہنچا مگر فرمایا کہ اے فرزند تم نے اپنی سلطنت استحکام اور قیام
کے لئے دعا مانگی وہ درگاہ باری مین قبول ہوی - بیشک یہی دعا مانگنی ضرور تہی - اب جاؤ
اور اپنی سلطنت کو دیکہو ہم رخصت ہوتے ہین - سبحان اللہ عقل بادشاہان کا ملان کرامت
سے کم نہین ہوتے -

عمارات سلطان محمد قطب شاہ

اس بادشاہ کی بنائی ہوی عمارات مین اسوقت مکہ مسجد موجود ہے - کہتے ہین کہ یہہ مسجد
اسی بادشاہ کے عہد مین بنا شروع ہوی - اور سلطان ابوالحسن تانا شاہ کی وقت تک

بنتی رہی جب سلطان محمد قطب شاہ کو منظور ہوا کہ ایک ایسی عالیشان مسجد نافت تعمیر بنائی
جاوے جسکا ثانی و نظیر دور دور تک نہ نکلی تب اوسنی اپنی ملک مین اشتہار دیا کہ جس شخص
کی نماز عصر بصر قضا نہوی ہو وہ آوے چنانچہ بے انتہا لوگ جمع ہوے اور بادشاہ بھی آیا اور باواز
بلند پکارا کہ کون کون شخص ہین کہ جنکو نماز نہ قضا کرنے کا دعوے ہے اوس ہزارہا مخلوق مین سے
صرف دو شخص نکلے ایک نے کہا میری ایک رکعت نماز فجر مین قضا ہوی ہے مین نماز مین تھا کہ
سورج نمودار ہوا دوسرے نے کہا کہ نماز فجر مین ایک وتر مجھکو قضا ہوجانیکا شک ہوا ہے اسلیے
دوبارہ پڑھ لی ہے بادشاہ نے کہا میرا آجتک کبھی قضا نہین ہوا اور یہہ کہکر پتھر اپنے
سر پر اوٹھا کر پایہ پر رکھدیا وہ دونون شخص بھی شریک ہوے اور انعام سے بہرہ ور ہوکر رخصت
ہوے جب دولت قطب شاہیہ نے اس خاندان سے منہ موڑا اور یہہ مملکت دکن اورنگ
اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی کے تحت مین آئی اوسوقت تک اسکی تعمیر
جاری تہی آٹھ لاکھ روپیہ صرف ہوچکے تھے داروغہ تعمیر نے بادشاہ غازی سے عرض کیا
اگر ایک لاکھ روپیہ اور مرحمت ہون تو تعمیر ختم کو پہونچ جاویگی اوسپر بادشاہ نے حکم دیا ع
کار دنیا کسی تمام نکرد + ہرچہ گیرید مختصر گیرید + اور یہہ مسجد اوسی طرح رہ گئی گلزار آصفیہ کے مولف
نے اس حال پر بڑی طول عبارت اپنی تاریخ مین درج کی ہے اور عالمگیر کو طرح طرح سے بدنام کیا ہے
کنجوسی خساست کا بہتان لگایا ہے مگر وہ یہہ نہین خیال کرتا کہ عالمگیر ظاہری عمارت کی تعمیر کو
ناپائدار جانتا تھا جو فی الواقعی ہے برخلاف اسکی وہ قصر و ایوان دین اور اسلامی بیخ مستحکم و پائدار
عمارت کی بنیاد ڈالتا تھا جو قیامت تک مسلمانون کے پائداری کا باعث ہونا افسوس ہے
کہ اسکی اولاد نالایق نکلی کاش اگر عیش پرستی سلاطین قطب شاہیہ کے مانند اوسکی اولاد مین
پھیل جاتی تو دیکھ لیتے کہ اہل اسلام مشرق و مغرب مین تیموریہ نسل کے قدم کے ساتھ نظر
آتا یہہ دکھن کے فتوحات ہے کا بد نتیجہ ہوا کہ اسکی اولاد عیاش ہوگئے اور سلطنت
کہو بیٹھے ۔

پرانا قلعہ جو سرور نگر کے قریب پڑا ہے اسی سلطان محمد قطب شاہ نے تعمیر کرانا شروع کیا تھا اور
اوسکا سلطان نگر نام رکھا تھا۔ مگر وہ مر گیا عبداللہ قطب شاہ نے اسکی تعمیر کو منحوس جان کر
موقوف کر دیا۔ قلعہ محمد نگر کے راستہ مین ایک مسجد دمڑی مسجد کے نام سے ابتک مشہور ہے
اسکا قصہ یون لکھا ہے کہ داروغہ تعمیر کہ مسجد کو دمڑی فی روپیہ خرچ تعمیر سے ملتا تھا
اوسنے یہ دمڑی جمع کرکے یہہ عالی مسجد تعمیر کی ہے۔ کہ مسجد سنہ ۱۰۲۲ ہجری مین بنکر تیار ہو گئی
باغ محمد شاہی بھی اس بادشاہ نے دولتخانہ شاہی کے قریب بنوایا تھا جسکا اب نام ونشان باقی
نہین ہے سنہ ۱۰۲۱ ہجری مین ایک عمارت بنام آلہی محل تعمیر کی گئی جس شخص کو فریاد کرنی کی
ضرورت ہوتی وہ بلاتوسط غیرے بادشاہ سے عرض معروض کرسکتا تھا۔ پرانی عیدگاہ بھی
اسی بادشاہ کے وقت کی تعمیر شدہ ہے۔

ذکر سلطنت سلطان عبداللہ قطب شاہ بن سلطان محمد قطب شاہ

یہہ بادشاہ بعد وفات اپنے باپ سلطان محمد قطب شاہ کے اٹھارہ برس کی عمر مین تخت
سلطنت پر بیٹھا جملہ امرا و خوانین نے متابعت کی اور نذر تہنیت جلوس گذرانی تخت
پر بیٹھتے ہی اس بادشاہ نے اپنی ساری ہمت تعمیر عمارات پر صرف کرنا شروع کی افسوس
کہ اس بیوقوف غافل بادشاہ نے تعمیر لشکر و آراستگی سپاہ کا مطلق خیال نکیا حالانکہ دولت
قطب شاہیہ شاہان تیموریہ کے اوقات تختہ مشق بن رہی تھی چنانچہ عمارت گوشہ محل جسمین
بقول مؤلف گلزار آصفیہ ایکہزار حجرے تھے اور نہایت عظیم الشان ایک حوض تھا اور جسکی

نوٹ اعظم الامرا ارسطو جاہ نے قلعچہ سرور نگر کو اپنی منکوحہ سرور افزا بیگم کے نام سے تعمیر کرنا چاہا تو اسی پرانے
قلعہ کے پتھر نکالکر لائے اور قلعچہ سرور نگر مین لگائے گئے۔ اس سرور نگر کو حضور نواب ناصر الدولہ بہادر نے ازسرنو
درست کرایا ہے۔ اور پرانے قلعہ مین ایک بڑی وسیع باوڑی بنوائی ہے باغ بھی لگوایا ہے جسمین
ہر قسم کے درخت لگائے گئے ہین۔

بلندی اسقدر تہی کہ اچھا زبردست جوان سیمون کو نہایت زور سے اگر بلندی کے طرف جب پہینکتا تہا تو ہرگز نہ پہونچتا تہا اسی بادشاہ نے بصرف تین لاکھ چالیس ہزار روپیہ تعمیر کرایا ہی - اب اس گوشہ محل کی عمارت مین صرف حوض اور ہنواره اور بابیہ عمارت باقی ہے باقی سب عمارت فنا ہوگئی - سواے اسکے باغ لنگر ڈہی بھی بصرف تین لاکھ روپیہ اسی بادشاہ نے تعمیر کرایا اس بادشاہ کے فیلخانہ مین دو مشہور ہاتہی صورت - مورت - نام تہے جنکا گوشہ ابتک حیدرآباد مین مشہور ہے - مورت نام ہاتہی کا عجیب وغریب قصہ مولف گلزار آصفیہ نے لکہا ہے جو بادشاہ کو چار شبانہ روز جنگلون مین سلیے پہرا تہا

نوٹ اس باغ لنگر ہلی کو سلطان عبداللہ قطب شاہ نے اسبابِ نظیر بنوایا تہا کہ گویا زمین پر فردوس برین اتار دی تہی - ایک درویش باکرامت شاہ مومن صاحب چپ فقرا اوس زمانہ مین زندہ تہے وہ کسی سے بات نکرتے تہے کہتے ہین کہ وہ دیوار قہقہہ پر بہت سے فقیرون کے ساتہ گئے تہے اور دیوار پر چڑہکر دوسرے طرف دیکہتے ہی اپنے آپ کو اوسی سمت مین گرا دینا چاہا لیکن دیگر فقرا نے انکی کمر اور پیرون مین مضبوط رسیان باندہ دی تہین جب اونہون نے اوسطرف گرنا چاہا فقیرون نے کہینچ لیا لیکن اوس روز سے وہ خاموش ہوگئے اور کبہی زبان کو ایک حرف سے آشنا نہ کیا اسیوجہ سے مومن چپ کے نام سے مشہور ہوگئے - عبداللہ قطب شاہ کے حکم سے انکو باغ لنگر ہلی مین لاکر سیر کرائے شاہ موصوف نے ہجوم طوایفان رقاص اور تراکم اشجار اور جوشش انہار و حوضہای بسیار و صدا جانوران خوش گفتار کو دیکہا اور سنکر صرف اسقدر فرمایا کہ (آن اصل است و این ہمہ نقل او است) پہر ہر چند بجد ہوکر دریافت کیا کچھہ نہ بولے

(نوٹ کہتے ہین کہ اکیرویں (۲۲) ذیحجہ کو سلطان عبداللہ قطب شاہ مورت نامی فیل پر سوار ہوکر حیدرآباد سے گولکنڈہ کو جاتے تہے راستہ مین مورت نے دریا موسے کی تلاطم و تموج و طغیانی کو دیکہکر مستی شروع کی اور فیلبان کو کاندہے پر سے اوٹہاکر پہینکدیا اور سیدہا جنگل و جہاڑی کا رستہ لیا بادشاہ نے ہر چند چاہا کہ ہاتہی کو قابو مین لاوین مگر وہ سب سنتا تہا چار شبانہ روز لئے پہرا - سلطان کی والدہ جناب بخشی بیگم صاحبہ کو سخت غم و الم تہا اونہون نے کہانا چہوڑدیا

سلطان عبداللہ قطب شاہ اپنی وسعت سلطنت کے لئے صرف تلنگانہ مین لڑا مگر بادشاہان دہلی
سے بالکل دب گیا اور ہمیشہ اونکو نذرین بہیجا رہتا تہا اسکا زمانہ خاص شاہجہان صاحبقران
ثانی کا زمانہ تہا منشی ذکاء اللہ کہتے ہین کہ ۱۰۴۵ہجری مین شاہجہان بادشاہ غازی نے بذات
خود دکن پر چڑہائی کی اور شاہانہ سفر کرتا ہوا دولت آباد مین پہونچا اس زمانہ مین گولکنڈہ کا بادشاہ
عبداللہ قطب شاہ شاہجہان سے باغی تہا دولت آباد سے شاہجہان نے اس کے نام ایک فرمان
اس مضمون کا بہیجا کہ تمہارے ملک مین تبرا ہوتا ہے اور خطبہ مین شاہ ایران کا نام پڑہا جاتا ہے
یہہ دونون حرکتین ہمکو ناپسند ہین اونکو موقوف کردو ورنہ تمہارا ملک ضبط کیا جاویگا اور نذر

نوٹ متعلق صفحہ (۱۹) کتاب ہذا

اور تمام محلات اور شہر مین ایک شور قیامت برپا ہو گیا۔ حیات ماں صاحبہ نے ہر ہر درخت مین ایک
صراحی پانی کی اور کہانا بند ہوا دیا تاکہ سلطان فاقہ کشی سے بچے رہین آخرکار جب ہلال محرم فلک
پہ نمودار ہوا تب حیات بخشی بیگم صاحبہ نے نہایت زار ونالے کرکے حضرت امام مظلوم سے یہہ دعا مانگی کہ اگر
میرا فرزند صحیح وسالم آکر مجہسے ملاقات کرے تو مین اوسکے محلات شاہی مین داخل ہونے سے پیشتر
ایک سونے کا چالیس من پختہ کا لنگر سلطان عبداللہ تمہارے غلام کی کمر مین باندہکر پیادہ پا گولکنڈہ سے
حیدرآباد کو لاونگی اور وہ تمام طلائی زنجیر فقرا وغربا مین آپ کے نام پر تقسیم کردونگی مولف گلزار آصفیہ
لکہتا ہے کہ یہہ دعا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے منظور فرمایا اور مورت ہاتہی کو سلطان کے قبضہ مین
بہر داس دماسکے مسخر کردیا اور بادشاہ اوسکو ہانکتے ہوی روانہ قلعہ ہوئے۔ ماں سلطان نے حکم دیا
کہ جب تک مین ہمہ لنگر ادا نہ کرلون تب تک سلطان محل مین داخل نہون چنانچہ فوراً زرگرون نے زنجیر طلائے
چہل من پختہ طیار کردی اور بادشاہ پیادہ پا اس زنجیر کو کمر مین باندہے حسینی علم تک تشریف لائی اوسی
روز سے لنگر کی رسم جاری ہوی جو آج تک حیدرآباد مین جاری ہی۔

معمولی جو تمہارا باپ بھیجا کرتا تھا اوسے بھی وہ فرمان ہم اپنی نوکر عبداللطیف گجراتی کے ہاتھہ بھیجتے ہین کہ وہ تم کو زبانی بھی فہمائش کردی چنانچہ جسوقت یہہ فرمان عبداللہ قطب شاہ نے مطالعہ کیا عبداللطیف گجراتی کی بڑی خاطرداری اور مہمان نوازی کی اور ملک بھر مین تبرا کرنے کی ممانعت کردی اور بادشاہ کا خطبہ بطریق سنت وجماعت دارالسلطنت مین پڑھوایا اور خطیب پر زر وگوہر نثار کیا اور ایک نہایت عمدہ پیشکش بادشاہ کے پاس روانہ کی۔

یہہ محبت واطاعت گذاری عبداللہ قطب شاہ [illegible] ہجری تک برابر کرتا رہا لیکن اسنی اپنی وزیر میرجملہ کی بیٹی کو مقید کرلیا جب وزیر کے کہنی سنی پر بادشاہ نے کچھہ التفات نکیا اور میرجملہ کی بیٹی محمد امین قید ی کو رہا نہ کیا تب میرجملہ نے شاہجہان سے گذارش کی شاہجہان نے عبداللہ قطب شاہ کو سختی سے ساتھہ لکھا کہ محمد امین کو رہا کردو تب عبداللہ قطب شاہ اس دخل بیجا پر نہایت برہم ہوا اور اس فرمان کی تعمیل نکی۔ بادشاہ نے اورنگزیب صوبہ دار دکن کے نام حکم بھیجا کہ اپنی بیٹی سلطان محمد کو لشکر کے ساتھہ گولکنڈہ کی مہم

نوٹ اس واقعہ کو الفنسٹن صاحب مشہور مورخ نے کسی تاریخ سے یون نقل کیا ہے کہ شہزادہ اورنگزیب نے یہہ بہانہ بنایا کہ اوسکی بیٹے سلطان محمد کی شادی اوسکی بھائی شاہ شجاع صوبہ بنگال کی دختر سے قرار پائی تھی یہہ فوج اسکو جلو مین جاتی ہے۔ راہ کی صورت یہہ تھی کہ اورنگ آباد سے ایک سڑک بنگال کو مسولی پٹن پر چکر کھا کر اسطرح جاتی تھی کہ گولکنڈہ کے جنگل بیچ مین پڑتا اور اس سبب سے حیدرآباد اس راہ سے بہت قریب پڑجاتا تھا عبداللہ قطب شاہ یہہ خبر سنکر اورنگزیب کی دعوت کرنے کی ساز وسامان مین مصروف ہوا کہ اسی بیخبری مین اورنگزیب کا لشکر دفعۃً اوس پر ٹوٹ پڑا اور قطب شاہ کو صرف اتنی مہلت ملی کہ وہ بھاگ کر گولکنڈہ کی پہاڑی قلعہ مین چلا گیا مگر مکاتیب عالمگیری کے دیکھنی سے یہہ سب غلط معلوم ہوتا ہی عبداللہ قطب شاہ کو محمد امین کے رہائی کے بارہ مین کئی خط لکھے ہوے ہین جسکا کچھہ اوسنے خیال نکیا اور آخرکار تلوار سے سیدھا بنایا گیا۔

اور اس گستاخی و بے ادبی کا علاج تلوار سے کرے - اورنگ زیب نے دس ہزار سوار سے ربیع الاول
سنہ ۱۰۶۶ ہجری مین اپنے بیٹے کی سرداری مین عبداللہ قطب شاہ کے ملک پر بڑھائی اور خود بھی اوسطرف روانہ
ہوا - اورنگ زیب مدت سے اس سلطنت پر دانت کیٹے کیے بیٹھا تھا یہہ خوب موقع ہاتھہ لگا جب
شاہزادہ سلطان محمد حیدرآباد کے قریب پہونچا تو عبداللہ قطب شاہ پانچ چھہ ہزار سوار اور دس پانچ
ہزار پیدل موسے محراب کی سرداری مین حیدرآباد مین چھوڑکر قلعہ گولکنڈہ کو چلا گیا اور محمد امین
کو قید سے رہا کرکے دس کوس پر سلطان محمد کے پاس بھیجدیا مگر مال واسباب نہ بھیجا تہا
اس وجہ سے سلطان محمد آگے بڑھکر حیدرآباد کے نیچے آگیا اوس وقت محمد امین کے ہاتھہ عبداللہ
قطب شاہ نے ایک صندوقچہ جواہرات کا سلطان محمد کے خدمت مین بھجوایا اور قریب تہا کہ حیدرآباد
آفت تاخت و تاراج سے بچ جاوے مگر عبداللہ قطب شاہ کی اوس فوج نے جو حیدرآباد
مین متعین تہے کچھہ شوخی شروع کی - شاہزادہ سلطان محمد نے اس خبر کے سنتے ہی فوراً
حیدرآباد پر حملہ کردیا اور فوج متعینہ قطب شاہیہ کو مار بھگایا - اور شہر کو اچھی طرح لوٹا کھسوٹا
بعد ازان قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کرلیا - عبداللہ قطب شاہ نے عادلخان بیجاپوری سے امداد طلب
کی - یہہ خبر سنکر اورنگ زیب بھی جرار لشکر لیکر گولکنڈہ کی دیوارون کے نیچے آگیا ادھر
شاہجہان کے حکم سے مالوہ کا لشکر شاہی بھی دھوم دہام سے زیر قلعہ گولکنڈہ آچکا اور
اندہیا ہر دونون طرف سے توپ گولہ برسنا شروع ہوا - میر جملہ بھی جسکے بدولت یہہ ساری
خرابی دولت قطب شاہیہ پر نازل ہوی حوالی گولکنڈہ مین آپہونچا - جب والی بیجاپور
نے شاہ گولکنڈہ کی کچھہ مدد نہ کی اور باوجود کوشش بلیغ محاصرہ نہ اوٹھہ سکا تب مجبور
ہوکر عبداللہ قطب شاہ نے اپنے داماد میر محمد کو اورنگ زیب پاس بھیجکر صلح اور رحم کی
درخواست کی - اورنگ زیب نے ان شرطون پر صلح کرلی کہ بادشاہ اپنی بیٹی کی شادی
شاہزادہ سلطان محمد کے ساتھہ کردے اور اپنی والدہ کو ہمارے پاس بھیجے اور ایک کروڑ
روپیہ نذرانہ مین دے چنانچہ یہہ سب شرطین عبداللہ قطب شاہ نے پوری کین اور اورنگ زیب

شعبان سنہ ۱۰۹۶ ہجری مین اورنگ آباد کو واپس چلا گیا۔ اور پہر جملہ امرا رشاہ جہانی مین داخل ہوگیا جو عالمگیر کی سلطنت کا رکن اعظم بنا اس بادشاہ کے وقت مین شاہ دہلی کے حکم سے ایکبار پہر دلیرخان سپہسالار نے قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کیا تھا جو ناکام اوٹھایا گیا۔ آخرکار یہہ بادشاہ سنہ ۱۰۸۳ ہجری مین بیالیس سال سلطنت کرکے ساٹھہ برس کی عمر مین رہگرائی عالم باقی ہوا اور لنگرفیض مین مدفون ہوا۔

سلطان عبداللہ قطب شاہ کی عمارت

عمارت گوشہ محل و رباغ لنگرپلی کے سواے اس بادشاہ نے قلعہ گولکنڈہ کے تالاب کے پاس جو چھوٹا پہاڑ واقع ہے اوسکے گرداگرد حصار باندہکر قلعہ گولکنڈہ سے ملادیا ہے اسکے آراستگی الات حرب و ضرب اور تعمیر مین پانچ لاکھ چورانوے ہزار روپیہ صرف کئے تہے۔ عاشورخانہ بادشاہی جو اندرون بلدہ حیدرآباد واقع ہے اسی بادشاہ کے وقت مین چین کے مصورون نے آکر رنگ آمیز کیا ہے (حیات بخشی بیگم صاحبہ والدہ سلطان عبداللہ قطب شاہ نے بہی بہت سی عمارات و مساجد تعمیر کئے ہین۔ چنانچہ قلعہ و مسجد و آبادی حیات نگر انہین کی ہے تالاب حیات سالنصاحبہ اور بہت سی مسجدین بہی شہر مین انہین کی ہین فتح دروازہ کی مسجد اور شہر دل کے کمان سے متصل کی مسجد بہی آپ ہی کی بنائی ہوی ہے یہہ بیگم صاحبہ نہایت ہی خوش قسمت تہین جنکا فیض آج تک جاری ہے۔ ایک بات تو انکی خوش قسمتی کی یہی دیکہو کہ باپ سلطان محمد قلی قطب شاہ بادشاہ۔ خاوند محمد قطب شاہ بادشاہ۔ بیٹا سلطان عبداللہ قطب شاہ۔ یعنے باپ خاوند۔ بیٹا۔ تینون بادشاہ تہے)

اولاد سلطان عبداللہ قطب شاہ

اس بادشاہ کے کوئی فرزند نرینہ نہ تہا البتہ تین بیٹیان تہین اون مین سے ایک بیٹی

سلطان محمد شہزادہ دہلی سے بیاہی گئی اس بیٹے کی اخراجات پان کے لیے سرکار رام گیر دی گئی تھی۔ یہہ شہزادہ سلطان محمد جلد فوت ہوگیا۔ دوسرے بیٹی ایک شخص نو وارد آمدۂ ایران سید محمد مدنی کو دی گئی تیسری لڑکی کو بھی اس بادشاہ نے ایک دوسرے نو وارد سید احمد نامی کو دینا چاہا تھا مگر بادشاہ کے داماد سید محمد اور اوسکی بی بی یعنی شاہزادی عبداللہ قطب شاہ اور بیگم شاہ نے اس امر سے بادشاہ کو منع کیا لیکن بادشاہ نے نہ مانا تب یہہ تینوں مرنے پر مستعد ہوگئے۔ مجبوراً سلطان عبداللہ قطب شاہ نے دوسرا داماد تلاش کیا وزرا امرا نے سلطان ابوالحسن تانا شاہ کو جو بادشاہ سے قرابت قریبہ رکہتا تھا پیش کیا اور فوراً اسکی ساتھہ شادی ہوگئی سید احمد خفا ہوکر عالمگیر کے خدمت میں حاضر ہوا جو اوسوقت اورنگ آباد میں پڑا تھا عالمگیر نے اوسکو ایکہزار روپیہ ماہانہ پر نوکر رکہہ لیا اور منصب ہزاری سے سرفراز کردیا تہوڑی عرصہ بعد سید محمد بادشاہ داماد مر گیا۔ اور بعد اوسکے سلطان ابوالحسن تانا شاہ بے کھٹکے سلطنت کا حقدار ہو گیا

نوٹ صاحب تاریخ گلزار آصفیہ لکھتے ہیں کہ عبداللہ قطب شاہ نے دوسری بیٹی ایک نو وارد شخص سید محمد آمدہ ایران کو دی تھی حسن اتفاق سے ایک دوسرا شخص سید احمد نامی بھی ایران سے آیا اور بیان کیا کہ میں بھی بزرگ منش ہوں اور عالیخاندان ہوں بادشاہ نے اوسکی حالات داماد سابق سے دریافت کئی اوس نے سید احمد کو شریف النسب بیان کیا بادشاہ نے اوسکی کہنی پر تیسری بیٹی سید احمد کو دینا چاہی اکبر وزیر سید احمد سے بادشاہ نے سید محمد کے حالات دریافت کئی اوس نے کہا کہ اگرچہ وہ اصل ہے مگر نہایت مفلس خاندان کا آدمی ہے اسکی بزرگ میری یہاں پیر ہوا کرتے تھی بادشاہ تو یہہ سنکر چپ ہا مگر سید محمد کو جب اس کی خبر پہونچی تو وہ آگ بگولہ ہوگیا اور اپنی بی بی سے کہنے لگا یہہ شخص محض مفلس ہے اگر بادشاہ اسکو بیٹی دیگا تو میں خودکشی کرلونگا بیٹی نے ماں سے ماں نے بادشاہ سے کہا بادشاہ برہم ہوا اور حکم دیا کہ سید محمد میری داماد ہیں مگر میری خاندان کے مالک نہیں ہیں اسیوقت شادی کا سامان کیا جاوی اور فوراً نکاح سید احمد سے کردیا جاوی اسپر سید محمد اور اسکی بی بی اور اوس کے ساس اور وہ شاہزادی جسکی شادی ہوتی تھی سب خودکشی پر آمادہ ہوگئے مجبوراً بادشاہ باز رہا اور فوراً اسی نیا داماد فوراً طلب کیا وزرا نے ابوالحسن کو پیش کردیا وہ اس شاہزادی سے۔

ذکر سلطنت سلطان ابوالحسن تانی شاہ

چونکہ بعد وفات سلطان عبداللہ قطب شاہ کے اوسکا کوئی فرزند ہوشیار سلطنت نہ تھا لیکن
ابوالحسن تانا شاہ داماد عبداللہ قطب شاہ جو سب سے بڑا حقدار اور وارث تخت و تاج
تھا میر مظفر وزیر کی کوشش سے سریر سلطنت پر جلوہ آرا ہوا یہہ بادشاہ خاندان قطب شاہیہ کا
ڈوبتا ہوا آفتاب اور بجھتا ہوا چراغ یعنے آخری بادشاہ تھا اسنے تخت پہ بیٹھتے ہی حکم دیا کہ
کہ فرد گوشوارہ خزانہ عامرہ کی قریب مرتب ہوکر ہمارے روبرو بہت جلد پیش ہو چنانچہ میر
مظفر وزیر نے یہہ فرد پیش کی پادشاہ نے اوسپر دستخط کردئے اور حکم دیا کہ اسکے چار حصے
کرو- ایک حصہ خدا کے نام پر خیرات کردو- دوسرا حصہ تنخواہ سپاہ مین پیشگی دیدو ایک حصہ
ہمارے عیش و عشرت کے لئے رکھو اور ایک حصہ ضرورت کے لئے خزانہ مین جمع رہے-
میر مظفر نے عرض کیا کہ مملکت دکن مین بادشاہان غیر سے ہمیشہ لڑائیان رہتی ہین اگر خزانہ مین
روپیہ نہوگا تو ان مہمات عظیم کا کیونکر بندوبست ہوگا بادشاہان سلف نے اسی غرض سے
یہہ خزانہ جمع کیا ہے کہ وقت ضرورت کے کام آوے سلطان ابوالحسن نے جواب دیا کہ شاہان
سلف نے جمع کرکے بحفاظت رکھا اور چھوڑ گئے لیکن ہم اپنے ساتھ لے جاوینگے-
اس بیان اور حال سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابوالحسن محض درویش سیرت شخص تھا اوسکی مزاج
مین دوراندیشی کا شمہ نہ تھا وہ تارک الدنیا فقیر کی صحبت سے نکلکر تخت شاہی پر بیٹھا تھا اسلئے

نوٹ متعلق صفحہ (۲۴) کتاب ہذا

بیاہا گیا اور آخر کار بادشاہ ہوا- کہتے ہین کہ تانی شاہ اپنے پیر کے خدمت مین حاضر تھا اور پیر اوسکو دامادی
شاہ کی بشارت دی تھی جب سید احمد سے تیسری شہزادی کے نسبت ٹھہر گئی تب ابوالحسن کے مرشد سے اس بارہ مین عرض کیا
پیر نے اوسکو دولہا بنایا مہندی لگائی اور اپنے پاس بٹھالیا تھوڑی دیر مین بادشاہی پالکی آئی اور ابوالحسن کو لیگئی چنانچہ
اوسیوقت داماد بادشاہ بنگیا ان پیر و مرشد کا نام مورخ مذکور نے شاہ راجو حسینی لکھا ہے اور خاندان حضرت بندہ نواز گیسو دراز کا لکہا ہے

اوس نے دو کام ہی اپنے اوپر فرض سمجھے اول عیش پرستی و عیاشی جو مطلق العنان بادشاہون کو ہمیشہ غارت اور تباہ کرتی رہی ہے بڑے بڑے زبردست سلطنین صفحہ ہستی سے مٹا لئے ہین۔ دوسرے اپنے مرشد کے خیالات جو اوسکو دولت دنیا کے حقیقت ہر وقت ہیچ بتلاتے اور آزادون کے طور پر اوسکے بربادی کے درپے تھے۔ آخرکار وہی ہوا جو اوسنے چاہا اور سارا خزانہ برباد ہوگیا اوسنے مطلق اس امر کا خیال نکیا کہ شاہان دہلی اس تخت و تاج کے تاک مین بیٹھے ہین جسکا آج مین وارث بنا ہون چوتھای خزانہ جو اوسنے خیرات کر ڈالا اور وہ چوتہائی خزانہ جو اوسنے اپنی عیاشی کے لئے تجویز کیا کاش اگر جدید فوجون کی بھرتی کرنی اور دوسرے ممالک پر چھاپے مارنی مین صرف کیا ہوتا تو تیموریہ خاندان کچھہ دیر اور خاموش رہجاتا۔ بلکہ سراسر اسکے خلاف ہوا اور وہ بالکل عیش دوست بنگیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ بادشاہ کی کاہلی دیکھہ کر سب اوسی رنگ پر ہو دے اور بزدل ہوگئے تاہم ابوالحسن کے اعزاز مین ۱۰۹۶ھ ہجری تک کچھہ فرق نہ آیا لیکن جب سلطنت بیجاپور بالکل فتح ہوکر داخل سلطنت خلیفہ عادل عالمگیر بادشاہ غازی ہوگئی اور بیجاپور کے بادشاہون کا بالکل نام و نشان مٹ گیا تو یہہ کب ممکن تہا کہ سلطنت حیدرآباد بچی رہی۔

حیدرآباد گولکنڈہ پر شاہزادہ مرزا معظم کا حملہ

جس زمانہ مین افواج عالمگیری بیجاپور کے فتح مین مصروف تہین اوسی حالت مین تہوڑی فوجین ممالک حیدرآباد کے علاقون پر بہی چھاپے مار رہی تہین لیکن جب ۱۰۹۷ھ ہجری مین سلطنت بیجاپور بالکل فتح ہوگئی اور وہان صوبہ داری مقرر کردی گئی تب عالمگیر نے حیدرآباد کے طرف کوچ کیا پہلے اپنے فرزند مرزا معظم کو اس جنگ پر متعین کیا۔ حیدرآباد مین تاناشاہ کا وزیر ایک لایق ہندو برہمن تھا اوسکا نام مادنا پنتلو تھا اوسکا بہائی آکنا بہی اوسکا مشیر کار تہا لیکن ابراہیم خان سپہ سالار فوج تاناشاہی اس برہمن سے سخت عداوت رکہتا تہا وہ چاہتا تہا کہ یہہ نیو

پھر مینا ہی مین ہون۔ خان جہان خان شہزادہ مرزا معظم کے ساتھ چھب والکھیڑ مین
پہونچا تو تاناشاہ نے ابراہیم بیگ کو لڑنے کے لئے بھیجا ان دونون مین سخت لڑائیان
ہوئین اور دکھنی ایسے لڑے کہ مغلون کے منہ پھیر پھیر دئے مگر میدان عالمگیری فوج
کے ہاتھ رہا۔ جب زیادہ عرصہ اس لڑائی مین لگ گیا تب عالمگیر نے بیٹے پر عتاب فرمایا
اسنے سپہ سالار تاناشاہ کو لکھا کہ مین توقف جنگ کے سبب سے بادشاہی عتاب مین معتوب ہون
اسلئے بہتر ہے کہ جس قدر ملک ابتک بادشاہی قبضہ مین آگیا ہی اوس سے آپ ہمیشہ کے لئے دستبردار
ہو جائے تو مین عفو تقصیر کے لئے بادشاہ کو لکھون اگرچہ تاناشاہ تو راضی تہا لیکن امرا نے کہا
کہ جو ملک بادشاہی قبضہ مین آگیا ہے وہ ہماری نوک سنان اور دم شمشیر سے وابستہ اور
غصہ مین آکر بادشاہی لشکر پر ایسے بان مارے کہ شاہزادہ معظم کے خاص برادر کے سر کے
طعام کا خوان اڑ گیا اور ایسے توپین ماریں کہ مغلون کے منہ پھر گئے پیر شاہزادہ نے لشکر
کو بڑہا کر دکھنیون کو وہ مار دے کہ میدان جنگ مین کشتون کے پشتے لگ گئے شام تک
دکھنی میدان مین ڈٹے رہے رات کو حیدرآباد مین چلے گئے لڑائی تو بڑی بہاری اور بڑی
عمدگی سے ہو رہی تھی مگر مدنا پنڈت نے تاناشاہ سے کہا کہ ابراہیم بیگ آپکا سپہ سالار شاہزادہ
سے ملا ہوا ہے اسپر تاناشاہ نے چاہا کہ اوسے قید و قتل کرے مگر ابراہیم کو خبر ہو گئی اور
وہ شہزادہ معظم سے جا ملا گویا تاناشاہ کی سلطنت اوس سے جا ملی تاناشاہ کبھی جوانمردی کے
پاس ہو کر نہین نکلا تھا جسوقت اوسنے اپنے سپہ سالار کے یہ خبر سنی تو اوسان باختہ
ہو کر حیدرآباد سے قلعہ گولکنڈہ مین چلا گیا اوسوقت کی ہل چل نہ پوچھو کہ کیا تھی ہزارہا ون
اشراف بیبیوں کا ہاتھ پکڑ کے بے سر و پا اور بے خانمان ہو کر ادہر اودہر آوارہ ہوگئے
شہزادہ معظم کا حیدرآباد پر تسلط ہوا جسکے ہاتھ زر و روپیہ لوٹ کا اوس کے ہاتھ آیا تمام محلون
اور بادشاہی کارخانون کو لوٹ کر تباہ کر دیا اب ابوالحسن نے اپنے ایلچی شہزادہ کے
پاس بھیجکر اپنی عجز و نیاز کا اظہار کیا اور اپنے جرمون کی معافی چاہی شہزادہ نے عالمگیر کو ان

شہر کا انتظام کیا کچھہ فتنہ کم ہوا اور شہزادے سے نے یہہ شرایط صلح کے باپ کے پاس منظوری کے لیے پیش کین کہ سلطان ابو الحسن ایک کرور بیس لاکھہ روپیہ ادا کرے اور مدنا پنتلو اور اوسکی بہائی اکنا کو وزارت و امارت سے معزول کرے اور قلعہ سیڑم اور کہیڑہ بادشاہ کے نذر گذرانے اور سب باتین تو ممکن تہین مگر مدنا کے اختیارات کم کرنے مین گفتگو ہو رہی تہی کہ دیگر ارکان سلطنت نے دونون بہائیون کو قتل کر ڈالا اور اونکے سر شہزادے کے پاس بہیج دیے - عالمگیر کے پاس جب دونون مرتدون کے سر پہونچے اور شہزادہ کی عرضی ملاحظہ ہوی تو بظاہر اوسنے صلح منظور کر لی لیکن در اصل وہ اس سے راضی نہ تہا بالکل قلع قمع سلطنت قطب شاہیہ کا منظور تھا سعادت خان عالمگیر کے طرف سے نذرانہ وصول کرنے حیدرآباد گیا شاہزادہ معظم قبل از فیصلہ حیدرآباد سے کوچ کر گیا اور بکہر مین آکر قیام کیا -

گولکنڈہ اور حیدرآباد کے فتح کے لیے عالمگیر کا خود آنا

عالمگیر بعد فتح بیجاپور گلبرگہ مین حضرت گیسو دراز کے زیارت کے غرض سے آئے لیکن مطلب یہہ تہا کہ حیدرآباد سے تقرب ہو یہان سے سعادت خان کو حکم بہیجا کہ نذرانہ جلد وصول کیا جاوے تانا شاہ نے مجبور ہو کر جواہرات اوسکی عوض مین سعادت خان پاس بہیجے اوسنے ان جواہرات کو میوہ جات کے خوانون کے ساتہہ بادشاہ کے پاس روانہ کیا - لیکن جب تانا شاہ کو خبر پہونچی کہ عالمگیر گولکنڈہ پر چڑہا آتا ہے تو اوس نے جواہرات واپس طلب کئی سعادت خان نے وہ تقریر دل فریب کی کہ بادشاہ چپ رہا - اب خیمہ و خرگاہ عالمگیری گلبرگہ سے حیدرآباد کو چلنے لگے تب ابو الحسن بہت گہبرایا اور عفو تقصیرات کے بارہ مین عرضی لکہی - عالمگیر نے اوسکے جواب مین یہہ فرمان صادر فرمایا کہ تمہاری تقصیرات کی گنتی نہین - اول یہہ کہ کافر کو اقتدار دیا فضیلا کو بے اختیار کیا علانیہ بادہ خواری سے اسلام کی خواری کی نہ اسلام سے کام رکہا نہ عدل و ظلم مین فرق سمجہا - نہ فسق و عبادت سے واقف ہوے کافر حربی کی اعانت کی - سمجہانے پر بہی

ایک لاکھہ ہون ۔ سبہاجی کے حوالہ کئے گئے ان تقصیرات پر امید لطف و کرم دنیا مین تو کیا
عقبی مین بھی نہین ہو سکتی ۔ جب ابو الحسن یون مایوس ہوا تو اوسوقت اوس نے اپنا زنانہ
پن چھوڑ دیا باوجودیکہ فوج اوسوقت اوسے چھوڑ کر بہاگ گئی تھی مگر پہر بھی اوس نے
اوس کی ایسی اصلاح کی کہ سات مہینے تک قلعہ گولکنڈہ پر دشمنون کا ہاتھہ نہ پڑنے دیا
اور کئی دفعہ بادشاہی فوج کو زک دی عالمگیر کی یہہ چال نہایت کارگر ہوئی کہ اوس نے
رُفقاء ابو الحسن کو تالیف قلوب اور وعدہ ترقی کرکے اپنی طرف توڑ لیا اور آخرکار
عبد اللہ خان نے جو آخر وقت تک ابو الحسن کے ساتھہ رہا تھا بڑی دغا کی کہ ایک
دروازہ قلعہ کا کہولدیا جسکے سبب عالمگیری فوج کا ۱۰۹۸ھ مین قلعہ پر قبضہ ہو گیا
بعد اوسکے جو آفتین [1] تانا شاہ پر نازل ہوئین اونکو اس صبر و استقلال اور
متانت سے اوس نے اوٹہایا کہ جنکی بدولت آجتک اوسکی رعایا اوسکو یاد کرتی ہے

نوٹ [1] ایک مورخ بڑی بڑی تاریخون کا حوالہ دیکر لکھتا ہے کہ عبد اللہ خان پنی و رمنت خان
مہدویون نے سرداران عالمگیری سے سازباز کرکے چھوٹا دروازہ قلعہ محمد نگر کا ایک پہر رات رہی کہولدیا
اور تیس ہزار ملازمان عالمگیری شاہزادہ محمد اعظم شاہ کے ساتھہ قلعہ مین گہس گئے ۔ جب یہہ خبر
سلطان ابو الحسن تانا شاہ کو پہونچی تو اوس نے حکم دیا کہ سرکرنا نوبتون کا موقوف کردو اور کوئی شخص
شہزادہ سے نہ لڑے لیکن عبد الرزاق لاری مع اپنے بیٹون کے آن پڑا کہ صدائے تحسین و آفرین
بلند ہوئی آخرکار یہہ بہادر نمک حلال بیشمار زخم کہاکر میدان جنگ مین گرا اوس کے آدمی اوسکو
پالکی مین ڈالکر اوسکے گہر لے گئے ۔ شاہزادہ اعظم شاہ نے فورًا اپنا خاص جراح اوسکے معالجہ
کے لئے بہیجا سلطان ابو الحسن تانا شاہ نے شاہ شہزادہ محمد اعظم کی خبر نزول سنکر پالکی مین سوار ہوکر روبرو
شاہزادہ کے آگئے اور سلام بعوض ادائے آداب بجا لائے شاہزادہ نے ہاتہہ اپنے سر پر رکھہ کر سلام لیا سلطان
ابو الحسن نے نزدیک آکر ایک تسبیح زبرجد کی کہ ہاتہہ مین تہی نذر گذرانی اور کہا کہ برگ سبز است تحفہ درویش
چہ کند بے نوا ہمین دارد ۔ شاہزادہ نے تسبیح لیکر نذر قبول کی ۔ بعد سلطان ابو الحسن شاہزادہ کی
گہوڑے کی گردن پر ہاتہہ رکھہ کر باتین کرنے لگے ۔ شاہزادہ کے نقیبی نے آواز دیا کہ با ادب دور
کہڑے رہو ۔ شہزادہ نے نقیب کو نظر غضب سے دیکھہ کر فرمایا کہ اے موذی عذاب الہی سے نہین ڈرتا
ہے اور نہین جانتا ہے کہ یہہ کون شخص ہے جس طرح چاہین کہڑے رہ سکتے ہین ۔ اتنے مین داروغہ
باورچیخانہ نے عرض کیا کہ جہان پناہ خاصہ طیار ہے سلطان ابو الحسن نے کہانے کی اجازت مانگی
دو سرداران شاہی امانت خان و دیانت خان ہمراہ گئے ۔ ایک تانا شاہ کے دسترخوان پر بیٹھہ
گیا لیکن دوسرے نے کہانا نہ کہایا بلکہ بادشاہ سے سوال کیا کہ اس ہنگام پرآشوب مین آپکو کہانا
کیونکر خوش گوار معلوم ہوگا سلطان ابو الحسن تانا شاہ نے جواب دیا کہ مہربان ملک میرے بزرگون نے
مدت دراز سلطنت کی ہے اور چودہ سال تک مین بہی بادشاہ رہا اب جس خدا نے یہہ سلطنت میرے

اور اوس کی اولاد کی عزت و تعظیم کرتی ہی۔ سلطان ابوالحسن تاناشاہ قلعہ سے پالکی
مین سوار کرکے نکالے گئے اور چند روز بادشاہی خیمون مین مقید رہی بعدہ مع اہل
وعیال قلعہ دولت آباد مین رکھے گئے چودہ برس اس قید مین گذار کر ۱۱۱۲ ہجری
مین دنیا سے رخصت ہوے تمام سلطنت گولکنڈہ قلمرو عالم گیری مین داخل ہوگئے
اور مثل دیگر صوبہ جات کے یہہ بھی ایک صوبہ مقرر ہوا خاندان قطب شاہیہ
کا نام ونشان مٹ گیا۔ تین سو آٹھہ برس اس خاندان مین سلطنت رہی اور
آٹھہ بادشاہون نے حکومت کی۔

عمارات سلطان ابوالحسن تاناشاہ

تعمیر عمارات کا سلسلہ جو سلطان قلی قطب شاہ کے وقت سے خاندان قطب شاہیہ
مین چلا آتا تھا اوسکا شوق کسی بادشاہ سے نہ چھوٹا بلکہ المضاعف ہوتا چلا گیا۔
سلطان ابوالحسن تاناشاہ بھی خاندان قطب شاہیہ ہی مین سے تھے وہ بھی اسی
عارضہ مین تخت پر بیٹھتے ہی مبتلا ہوگئے اور باوجود بے امنی اور روزمرہ کے
مغلون کی چڑہائیون اور مار پیٹ کی انہون نے بھی بخرچ آٹھہ لاکھہ روپیہ

نوٹ متعلق صفحہ ۲۹ — ہم بزرگون اور مجھکو عطا فرمائی تھی اوسی خدا کو یہہ منظور ہے کہ حکومت اس ملک کی خلیفہ عادل
کے حوالہ کرے پس اوسکا غم والم کیا ہی بلکہ مشیت ایزدی کے خلاف عمل کرنا ہی پس معمولی کہانا چھوڑ دینا کفران نعمت
الہی ہے بعدازان تاناشاہ محلات سے رخصت ہوکر پالکی گہٹا ٹوپ مین سوار کئے گئے اور داخل لشکرگاہ شاہی ہوے
کارگذاران عالمگیری تمام کارخانجات پر متصرف ہوے مگر محلات سے کچھہ تعرض نہین کیا گیا کہتے ہین کہ تاناشاہ کے ساتھہ
پالکی مین ایک چہار سالہ بچہ بھی سوار تھا اوسنے براستہ مین پانی مانگا آب خاصہ کہان تھا مردمان ہمراہی نے بازاری
سقہ سے ایک پیالہ پانی لیکر دیدیا بادشاہ کے پاس اوسوقت کچھہ نہ تھا لہذا مجبوراً بچہ کے کان کی بالی مین سے الماس
نکالکر پیالہ مین ڈالدیا عالمگیر نے حکم دیا کہ دو ہزار روپیہ سقہ کو دیکر الماس داخل خزانہ کرو چنانچہ ایسا ہی ہوا اس الماس
کی قیمت پچاس ہزار روپیہ تھی بعدازان ابوالحسن کو چند دنون تک لشکر شاہی مین رکھکر دولت آباد کے قلعہ مین مقید کردیا
وہان سلطان ابوالحسن چودہ برس زندہ رہے اور ۱۱۱۲ ہجری مین اس قید سے مرکر نجات پائے اس بادشاہ کی عمر
کی قدرتی تقسیم اس طرح بتلاتے ہین کہ چودہ برس لڑکپن مین کہیلا کئے اور چودہ برس مرشدزادی سے کچھے
اور چودہ برس سلطنت کی اور چودہ برس قید مین گذار رہے۔

موسی ندی پر ایک عالیشان محل بنام چار محل تعمیر کرایا اور ایسی جاہ و حشم سے جشن
کیا کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا - افسوس ہے کہ ایک وہ جوانمرد تھے جنہون نے
اس سلطنت اسلامیہ کو بزور شمشیر اس ملک مین قایم کیا - یا ایک زمانہ یہہ پہونچگیا
کہ اونہین شہسوارون کے جانشینون نے ایسی بے انتہا و بیحد عیش پرستی شروع
کی کہ جسکی شہرت ہفت کشور مین پہونچی اور یہہ سلطنت آناً فاناً دوسرون کے
قبضہ مین چلے گئی -

تقرر رستم دل خان بہادر بصوبیداری حیدرآباد و ممالک تلنگ

جب اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ غازی حیدرآباد گولکنڈہ کے شمع سلطنت
کے ٹمٹماتے ہوئے چراغ کو بجھاکر اور بدنصیب نامراد ابوالحسن تاناشاہ
کا تاج و تخت چھین کر اپنے دل کا ارمان نکال چکے تب یہان صوبیداری
قائم ہوئی اور رستم دل خان صوبیدار مقرر کیا گیا شاید یہان کی خلقت
کے نصیب مین بہت کچھ خرابی لکھی تھی جو بعد جنگ و جدل کے آفتین
اوٹھانے کے بلا مین مبتلا ہوئے یہہ وبا ایسی سخت اور دیرپا تھی
کہ سات سال تک ملک مین پھیلی رہی اور ملک بالکل بے چراغ ہوگیا
بعد فرو ہونے وبا کے اس بادشاہ جہان پناہ نے ملک کا عمدہ انتظام
کیا اور سب بے چراغ گاؤن از سر نو بسائے گئے اور مالگزاری کا بندوبست
کیا گیا یہہ رستم دل خان ۱۰۹۹ھ سے ۱۱۲۰ھ تک صوبہ دار رہا اور
قلعہ گولکنڈہ کو الحسن قلعدار عالمگیری سے نکالکر اپنے تصرف مین لایا

ملک دکن مین شاہزادہ مرزا کام بخش نے اپنی سلطنت قائم کی

جب عالم گیر بادشاہ اس دنیا کی عالم گیری ختم کر چکے اور ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ
ممالک عقبی کے فتوحات کے لئے روانہ ہوے تب شاہزادہ محمد کام بخش نے
جو باپ کے حکم سے بیجاپور کی صوبہ داری پر مامور تھا باپ کے مرنے کی
خبر پا کر بیجاپور مین مسند سلطنت کو رونق دی اور وزیر امیر بناے اور
سکہ و خطبہ اپنا جاری کیا اور جب اوسکو بیجاپور سے کافی اطمینان ہو گیا
تب اوس نے قلعہ گلبرگہ پر بایک لخت عزیمت کی اور اوسکو فتح کرلیا اور اپنی
طرف سے سید جعفر کو قلعدار مقرر کیا پہر واگن کہیڑہ کے قلعہ پر پہونچا اور
اوسکو بھی مسخر کرلیا اور وہان کا بھی اچھا انتظام کر کے حیدرآباد کے
طرف راہی ہوا اور جاتے ہی رستم دل خان صوبہ دار کو مقید کرلیا
اور اپنی حکومت جمالی جب یہہ خبر بہادر شاہ بادشاہ ہندوستان کو جو
اپنے باپ عالم گیر بادشاہ غازی کے بعد تخت سلطنت پر جلوس آرا ہوا تھا
پہونچی تب اوس نے چہوٹے بہائی کو نہایت نرمی سے خط لکہا کہ تم نے جو
رستم دل خان کو قید کیا یہہ حرکت بیجا کی کیونکہ اوس شخص کی وجہہ سے
ملک کا مناسب انتظام ہو رہا تھا باوجود اس کے ہم تمکو لکہتے ہین کہ تم نے جو
اپنے نام کا خطبہ سکہ جاری کیا ہے بجاے اوس کے ہمارے نام کا خطبہ
سکہ جاری کردو اور مقرری پیشکش سال بسال بہیجتے رہو تو تم کو ہر دو صوبون
کی صوبہداری پر بحال رکہا جاے گا اسکا یہہ جواب محمد کام بخش نے بہیج دیا

بلکہ رستم دل خان کا سخت جانی دشمن بن گیا رستم دل خان بھی نظر تاڑ گیا اور اپنی
جان بچانے کی فکر مین پڑا اور سبقت خان و احمد خان و مقرب خان و زاہد خان
و میر احمد حیدر آبادی سے ہمداستان ہو کر مرزا کام بخش کو قید کر لینے کی
فکر جامع مسجد مین کی مگر شہزادہ کام بخش کو اس کی اطلاع مل گئی اور اوسنے
ان سب کو قتل کرا کر اپنی محل مین دفن کرا دیا رستم دل خان کو اول ہاتھی
کے پاؤن سے مندھوایا گیا اور تمام شہر مین تشہیر کرایا گیا بعدہٗ بنواب شدید
قتل کر کے اونہین مظلومون کے پاس دفن کرا دیا جب یہہ سب اپنی محل مین
دفن ہو چکے تب شاہزادہ کام بخش نے کہا کہ اب یہان سب صاحبان جمع
رہکر میرے اسیر کرنے کی فکر قیامت تک کرتے رہین کیونکہ اب مین ہرگز آپ
لوگون کے مشورہ سے آگاہ نہین ہو سکتا خوب مضبوط تدبیرین کرتے رہو
اس کے سوا ایک اور سبب بھی اس ظلم ناروا کا جو شاہزادہ خشمناک سے
وقوع مین آیا یہ بیان کرتے ہین کہ بعض بد سرشت ہوا خواہون نے شاہزادہ
سے کہا کہ معز خان ایلچی جو فرمان بہادر شاہ کا لایا ہے اوس نے بہت
سے خفیہ سپاہی جمع کر کے ارادہ کیا ہے کہ شاہزادہ کو موقع پا کر کوئی صدمہ
پہونچا وین یہہ سنکر اس ظالم شہزادہ نے کچھہ تحقیقات نہ کی بلکہ یہہ باجی
حکمت عملی مین لایا کہ ایلچی کے ساتھہ جسقدر آدمی آئے ہین یا اوسکے
متوسل ہین اون سب کی فہرست طیار کیجا وے تاکہ مین اون کے لئے
وظائف اور روزینہ مقرر کر دون جب یہہ فہرست طیار ہونے لگی تو ناحق
فائدہ کی لالچ سے عام آدمیون نے بھی اپنے نام داخل کرا دئے جب
یہہ فہرست خود ان غافلون کے لئے محضر شہادت تھا طیار ہو چکی تب شاہزادہ
نے حکم دیا کہ آج شب کو ان سب لوگون کی دعوت ہے چنانچہ وہ سب

بلائے گئے آخرکار سب پچیس آدمی حاضر ہوئے اون کے نسبت حکم صادر
ہوا کہ دس دس آدمی ہاتہہ باندہکر نکالے جاوین اور مشعلون کے ساتھ
بازار مین تشہیر کیے جاوین اور بعد اوسکے دہین قتل کر دیئے جاوین۔
مفتی صاحب نے ہرچند اس ناروا خونریزی سے شاہزادہ کو منع کیا مگر
کچہہ موثر نہوا آخرکار سب مارے گئے۔ شرفا اور علماء حیدرآباد اپنی عزت
وآبرو کے لحاظ سے نقل مکان کرنے لگے جب شاہزادہ کو اس کی خبر ہوئی
فوراً اطراف شہر مین چوکیان بٹہلا دی گئین۔ بہادر شاہ کا ایلچی مقید
کردیا گیا اور اوس کے خط کا جواب نہایت سختی سے لکہا گیا بہادر شاہ
یہہ خبر سنتے ہی باوجود موسم برشگال کے فوراً روانہ حیدرآباد ہوا اثنائے راہ
مین غازی الدین خان فیروز جنگ جو عالمگیر کے عہد سے مالوہ کا صوبہ دار
تھا اور جس کو مرزا اعظم شاہ نے گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا تھا وہ احمد
آباد مین حاضر دربار سلطانی ہوا بعد ازان بہادر شاہ کوچ در کوچ سنہ ۱۱۲۱ھ
کے آخر مین ناندیر مین داخل ہوا یہان سکہون گرو گوبند جو شاہی
لشکر کے ساتہہ تھا ایک شخص کے ہاتہہ سے قتل ہوا چنانچہ اس گرو کی
سمادھ اب تک ناندیڑ مین موجود ہے۔ بہادر شاہ
ناندیر سے بھی آگے بڑہا اور ۱۹ ذی قعدہ
سنہ ۱۱۲۰ھ کو حیدرآباد سے تین کوس پر خیمہ زن ہوا شاہزادہ کام بخش
بہی پانسو سوارون سے شہر سے نکلا۔ بہادر شاہ نے اپنے فرزند شاہزادہ
رفیع الشان جہان شاہ کو ہراولی فوج پر مقرر کرکے آگے بڑہایا اور
خان خانان کو بہی دس بارہ ہزار سوار سے شاہزادہ کام بخش پر بڑہنے
کا حکم دیا ادہر سے شاہزادہ کام بخش مقابل آپہونچا تب خان خانان نے

بہادر شاہ سے لڑائی جاری کرنے کا آخری حکم منگوایا تب ادہر سے لڑنے کیلئے کوئی حکم نہ گیا اور یہہ سپاہ اسی طرح دوپہر تک میدان جنگ مین کہڑے رہی اوہر شاہزادہ کام بخش کو بھی یہہ بات نہوئی کہ غنیم پر حملہ کرنے کا حکم دے کیونکہ اوس کی سپاہ قلیل اور اوس سے محض بے دل تھی۔ آخرکار ذوالفقار خان اور خان خانان نے تنگ ہوکر کام بخش کے توپخانہ پر فیر کرنے کا حکم دیا اور فوج کو بڑھا کر مقابل ہوئے۔ شاہزادہ کام بخش تیر کمان لیکر بہادرانہ جنگ کرنے لگا اور بدن پر چار پانچ زخم کہانے پر بھی میدان مین لڑتا رہا مگر وہ کیا کرسکتا کہ اوسکے پاس صرف پانسو سوارون اور دو ہزار سے زیادہ پیدل بھی نہ تھے جب کہ وہ تیس ہزار جرار شاہی فوج کے مقابل تھا اور بڑے بڑے جہان دیدہ تجربہ کار افسر شاہی فوج کے کمان کر رہے تھے برخلاف اس کے شاہزادہ کام بخش کے پاس ایک افسر بھی دانشمند نہ تھا خود فوج ہی بالکل بے دل ہورہی تھی یہہ مقابلہ اوسکا سراسر نادانی پر مبنی تھا اوسکو ہرگز صلاح وقت نہ تھا کہ وہ اوس عظیم الشان بادشاہ کا مقابلہ کرتا جو ایران کے سرحد سے لیکر برہما کے ولدلی ملک تک کا فرمانروا ہوا جس کی سلطنت ہمالیہ کے شمالی ملک تبت حدود سے لیکر راس کماری تک پہیلی ہوئی اس لڑائی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ میدان سلطانی جنگ آوردون کے ہاتہہ رہا اور شاہزادہ کام بخش مع اپنے دونون فرزندون محی السنہ وفیروز مند کے گرفتار ہوگیا اور ان تینون زخمی شہسوارون کو خیمہ سلطانی کے قریب رکہا گیا چار پہر کے بعد کام بخش اور فیروزمند تو دنیا کو چہوڑکر رخصت ہوئے اور محی السنہ زندہ رہگیا کام بخش

اور فیروز مند کے لاشین حسب الحکم سلطانی دہلی بھیجی گئین اور ہمایون
کے مقبرہ مین دفن ہوئین۔ بعد ان واقعات کے ذو الفقار خان بہادر
نصرت جنگ صوبہ داری دکن پر سرفراز ہوا اور یہی ذو الفقار خان
چار سال تک یعنے فرخ سیر بادشاہ کے زمانہ تخت نشینی تک ملک دکن
کا صوبہ دار رہا لیکن فرخ سیر نے تخت نشین ہوتے ہی حضور پر نور
نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کو صوبہ داری ملک دکن پر مامور
کیا جسکا حال ہم ناظرین کے روبرو پیش کرتے ہین۔

تاریخ نظام اردو

حصۂ دوم

فرمانروایان دولتِ آصفیہ یعنے از عہد جناب حضرت مغفرت مآب نواب آصفجاہ بہادر نوراللہ مرقدہٗ تا عہد فرمانفرمائی دولت آرائی عادل وشہریار باذل اعلیحضرت بندگانعالی مدظلہ العالی حضرت میر محبوب علیخان بہادر بادشاہ فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک مظفر الممالک آصف جاہ سادس خلداللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ کے احوال مین تا ۱۳۱۱ ہجری

مولوی محمد عبدالرحیم خانصاحب

حنفی النعمانی رامپوری ناظر مدارس ضلع ورنگل صوبہ شرقی ملک سرکارعالی نے بغرض تفریح اہالیان دارباب دکن اور خصوصاً بنظر تعلیم وتدریس طلباء کالج واسکولہاے سرکار ملک سرکارعالی کے بہت سی معتبر فارسی تواریخون اور سوانح عمریون اور سفرنامون وترجمہ ہاے تواریخ انگریزی سے تصنیف کیا

اور جسکو ۱۳۱۱ ہجری مین

حاجی منشی نوشہ علی خانصاحب تاجر کتب بازار چار مینار

نے مطبع اخبار حیدرآباد گزٹ مین بہایت صحت وصفائی وعمدگی کے ساتھہ طبع کرایا۔

حصہ دوم

سریر آرایان دولت آصفیہ کے حال مین

ذکر حضرت نواب نظام الملک آصفجاہ فتح جنگ بہادر مغفرت مآب

نواب مغفرت مآب کے حسب و نسب اور بزرگون کا حال

حضرت مغفرت مآب کا اصلی نام نواب میر قمر الدین خان ہے۔ ان کے نانا نواب عمدۃ الملک مدار المہام سعد اللہ خان بہادر تھے جو صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ کے وزیر تھے۔ اور جد امجد نواب مرحوم کے خواجہ عابد خان بہادر سمرقندی تھے خواجہ عابد خان کے پدر بزرگوار عالم و شیخ مقتداے سمرقند تھے۔ عابد خان مغفور سال آتیق (؟) جلوس شاہجہانی مین سنہ ۱۰۶۵ مین ہندوستان مین آکر بادشاہی ملازم ہوئے اور پھر یہان سے زیارت حرمین شریفین کو تشریف لیگئے۔ وہان سے واپس آکر شاہزادہ محمد اورنگ زیب کے ملازم ہوئے اون کی ملازمت مین خان موصوف نے بڑے بڑے کارہاے نمایان کئے اور جب اورنگ زیب تخت نشین ہوگئے تو عابد خان محکمہ صدارت کے صدر نشین مقرر ہوئے چند مدت بعد خطاب قلیچ خان اور منصب پنجہزاری سے سرافراز ہوئے جس زمانہ مین عالمگیر قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کئے تا تا شاہ سے لڑ رہے تھے۔ خان موصوف ۲۴ ربیع الاول ۱۰۹۷ھ کو عین معرکہ کارزار مین توپ کے گولے سے شہید ہوگئے۔ مقبرہ اونکا قلیچ خان کے مقبرہ کے نام سے زیر دیوار قلعہ گولکنڈہ اب تک موجود و مشہور ہے۔ انکے فرزند ارجمند میر شہاب الدین خان اوس زمانہ مین ملازمان شاہی مین بعہدہ کشکداری مامور تھے ۱۳ جلوس عالمگیری مین۔ صاحب موصوف نے بسعی سمیعلیخان عالمگیری کی

خبرین ہمہ کوہ پیماشیبا رووا عمارے بادشاہ کو پہونچائین اوس کے صلہ مین منصب کا اضافہ
ہوا اور خطاب خانی بھی مع فیل و ترکش ملگیا - ۲۲ جلوس مین شاہزادہ محمد اکبر بادشاہ سے
باغی ہوا اوس بغاوت مین میر شہاب الدین خان یک رنگ رہے اوس کے جلدوی
مین منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار خطاب غازی خان بہادر فیروز جنگ سے
ممتاز ہوئے اور فتح بیجاپور[1] کی صلہ مین فقرہ فرزند ارجمند بلی ریورنگ خطاب مذکور پر
اور زیادہ ہوا - جب بہادر شاہ ۱۱۱۹ھ بادشاہ ہوئے تو اول ہی سال جلوسی مین انکو صوبہ داری
مالوہ پر سرفراز کیا - چار سال اس بزرگ ترعہدے پر حکومت کرتے رہے ۴ جلوسی مین
بگرائی عالم باقی ہوئے اونکی لاش دہلی بھیجی گئی - اجمیری دروازہ کے پاس اونکا مقبرہ موجود
ہے - یہہ مقبرہ اونہین کی بنائی ہوئی خانقاہ مین ہے انہین کے فرزند نواب مغفرت مآب
میر قمر الدین خان بہادر آصفجاہ تھے جنکا تولد ۱۰۸۲ھ ہجری مین مورخ بیان کرتے ہین - سنہ ۱۰۹۱ھ
انکے چہرے سے آثار امارت و ریاست مثل خورشید جہانتاب چمکتے تھے تھوڑے ہی عرصہ
مین دربار سلطانی سے انکو خطاب چین قلیچ خان اور منصب چار ہزاری مل گیا -

نواب مغفرت مآب صوبہ دار اودہ ہوئے

بعد وفات عالمگیر بادشاہ غازی جب بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تو ان کو حضور سلطانی سے

[1] نوٹ - عالمگیر نے فتح بیجاپور کے لئے شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو مامور کیا تھا - قلعہ بیجاپور کے محاصرہ مین سکندر عادلشاہ
سے ایسا تنگ ہوا کہ اگر غازی الدین خان فیروز جنگ سامان رسد نہ بھیجتا تو اوسکے لشکر کا نام بھی باقی نہ رہتا یہان تک
نوبت پہونچ گئی تھی کہ درختون کی چھال اور املی کے بیجون کا آٹا کھاتے تھے - مردون کی ہڈیان تک پیسکر کھاتے تھے اس کہانے
پینے کی باتون سیکڑون آدمی مر رہے تھے اور جب دکھنیون کی فوج کا غلبہ ہوتا تو جانی بیگم دختر ... کی بیٹی اور شاہزادہ
اعظم کی بی بی عماری مین پردہ سے باہر ہوکر تیر چلاتین اور سپاہیون کو لڑنے کیلئے آمادہ کرتین - غرض سردار مذکور کے
سامان رسد پہونچانے سے یہہ مصیبت کم ہوئی - بادشاہ نے جسوقت شہاب الدین کی یہہ کارگذاری سنی تو اوسکو غازی الدین خان بہادر
فیروز جنگ کا خطاب عطا کیا - از تاریخ ہندوستان -

خطاب خان دوران خان بہادر عطا ہوا اور صوبہ داری اودہ و فوجداری لکھنو وغیرہ پر مامور ہوئی لیکن تہوڑے عرصہ تک نواب مغفرت مآب ترک منصب کرکے دار الخلافہ شاہجہان آباد مین سکونت پذیر رہے۔

نواب مغفرت مآب صوبہ دار دکن مقرر ہوئے

۱۷۱۲ء

جب ۱۱۲۴ ہجری مین فرخ سیر تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا تو اوس نے اول سال جلوس ہی مین نواب مغفرت مآب کو خطاب نظام الملک بہادر فتح نواز جنگ اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار کا عطا کیا اور صوبہ داری دکن پر مامور فرمایا۔

نواب مغفرت مآب صوبہ داری دکن سے تبدیل اور فوجدار سنبہل و مراد آباد مقرر ہوئے

اس حکومت و صوبہ داری دکن پر صرف تین سال گذرے تھے کہ یہہ صوبہ داری دکن سید حسین علیخان امیر الامرا کو تفویض ہوئی اور نواب مغفرت مآب کو بسبب برہمی اعیان اور بادشاہی فوجداری سنبہل و مراد آباد پہر جانا پڑا اور حکم ہوا کہ زمینداران کوہ متوالک کو تادیب دین چند ہی روز مین سیدون اور بادشاہ کے درمیان مخالفت ہوگئی او فرخ سیر تخت سے اتارا گیا رفیع الدولہ اور رفیع الدرجات دو بادشاہ تہوڑے تہوڑے روز سلطنت کرکے قضا کرگئے

نواب مغفرت مآب صوبہ دار مالوہ مقرر ہوئے

جب بہت سے جہگڑے ہوچکے اور کئی بادشاہ تخت دہلی کی قربانی بن چکے تب شاہزادہ روشن اختر بلقب محمد شاہ دہلی کا مستقل بادشاہ بنایا گیا اوسوقت نواب مغفرت مآب کو حضور سلطانی سے صوبہ داری مالوہ عطا ہوئی۔

نواب مغفرت مآب نے ممالک دکن کو تسخیر کرکے اپنی حکومت کا نقشہ جمایا

۱۷۲۰ء

۱۱۳۲ھ مین نواب مغفرت مآب نے اراکین سلطنت کی سوء مزاجی سے تنگ آکر عزم مصمم تسخیر دکن کا کرکے عین موسم برسات مین ملک مالوہ کو طے کیا اور دریاے نربدا سے پار اترکر قلعہ آسیر گڈہ کو اپنا خیمہ گاہ بنایا طالب خان قلعدار نے اس قلعہ کو ایک حکمت عملی سے

قبضہ مین کرلیا اور اپنے دو بیٹون نصیر جنگ اور ناصر جنگ کو مع اہل و عیال قلعہ مین چھوڑ کر خود
بذات خاص پانچ توپ لیکر لال باغ دار السرور برہانپور مین جا پہونچی - محمد انور خان بہادر
قطب الدولہ ناظم برہان پور ان سے ملگیا -

سید دلاور خان بخشی فوج امیر الامرا اور سید عالم علیخان ہمشیر زادہ امیر الامرا سے لڑائی اور اُن دو نون کا مارا جانا -

اس اثنا مین خبر آمد آمد سید دلاور خان بخشی فوج امیر الامرا کی جو بادشاہ کے طرف سے امیر الامرا
کے اشارہ سے ان سے لڑنے آتا تھا پہونچی - سید دلاور خان سے سواد جاورہ مین ورلے
نربدہ کے اوس طرف لڑائی ہوئی سید دلاور خان مارا گیا اور برہان پور پر نواب مغفرت مآب کا
قبضہ ہوگیا اس لڑائی پر تھوڑی ہی مدت گذری تھی کہ سید عالم علیخان امیر الامرا کا بھانجا اورنگ
آباد سے لشکر لیکر جلو ریزان کے مقابلہ پر آ پہونچا نواب مغفرت مآب نے اوسکو ہر چند سمجھایا
مگر اوس نے ایک نہ مانا آخر کار قصبہ بالاپور متعلقہ صوبہ برار کے قریب معرکہ جدال و قتال گرم
ہوا اور عالم علیخان عین معرکہ کارزار مین مارا گیا نواب مغفرت مآب بڑھکر اورنگ آباد مین پہونچے
اور ملک کا انتظام کرنا شروع کردیا - امیر الامرا نے بادشاہ کو نواب مغفرت مآب کے طرف
سے بہڑکایا اور خود بادشاہ کو لیکر دکہن کے طرف چلا مگر امیر الامرا کو خبر نہ تھی کہ پردۂ غیب سے
کیا ظاہر ہوتا ہے -

امیر الامرا کا بادشاہ کو لیکر دکہن جانا اور راستہ مین مارا جانا اور بادشاہ کا دہلی کو مراجعت کرنا

بادشاہ تو نام کا بادشاہ تھا سیدون کی ہاتھ مین کٹھ پتلی کی طرح ناچتا تھا امیر الامرا نے دکہن چلنے
کو کہا تو دہین کو چلدیا مگر بادشاہ بالکل غافل نہ تھا ان سیدون کی قید سے رہائی چاہتا تھا سیدون
کے دشمن بھی تاک مین لگے تھے جو بادشاہ کے طرفدار تھے - جب یہہ عظیم الشان لشکر فتحپور
سیکری مین پہونچا تو امیر الامرا کی اہل نے جھک کر سلام کیا امیر الامرا مع لشکر سوار ہوگیا
تھا اور بادشاہ سوار ہونے والا تھا کہ محمد امین خان بخشی کے اشارہ سے میر حیدر کاشغری نے

پالکی کے اندر امیر الامرا کو قتل کر ڈالا یہہ دن ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۲ھ کا تھا اگرچہ امیر الامرا کے
بھانجے عزت خان نے بادشاہ کے قتل مین فوراً بہت کچھہ کوشش کی مگر خود ہی مارا گیا اور بادشاہ
دہلی کو الٹا چلا گیا۔ قطب الملک سید عبد اللہ خان نے جب اپنے بھائی سید حسین علیخان امیر الامرا
کی مارے جانے کی خبر سنی تو اوسنے ایک تیموری شاہزادے کو بادشاہ بناکر لشکر سلطانی سے
مقابلہ کیا مگر اوس نے شکست کہائی اور خود بھی مارا گیا بادشاہ نے اعتماد الدولہ کو وزیر مقرر کیا۔

نواب مغفرت مآب کو خلعت وزارت عطا ہوا

یہہ اعتماد الدولہ وہی محمد امین خان بخشی تھا جسکے اشارہ سے میر حیدر کاشغری نے امیر الامرا کو
قتل کیا تھا جب دونون سید مارے گئے تب بادشاہ نے قلمدان وزارت اوسی کو عطا کیا
مگر اسکو یہہ وزارت مبارک نہوئی اور تین ہی مہینے مین دنیا سے سدہار گیا۔ تب بادشاہ نے
نواب مغفرت مآب کو دکہن سے طلب فرماکر ۲ جمادی الاول ۱۱۳۳ھ کو خلعت وزارت سے ممتاز فرمایا

نواب مغفرت مآب کی چڑہائی حیدر قلیخان خراسانی ناظم گجرات پر
وحصول صوبہ داری مالوہ وگجرات

سال پنجم جلوس مین معز الدولہ حیدر قلیخان خراسانی ناظم گجرات نے بغاوت کی بادشاہ نے
نواب مغفرت مآب کو دس لاکہہ روپیہ نقد اور صوبہ داری مالوہ وگجرات بضمن وزارت وصوبہ داری
دکن عطا فرماکر حیدر قلیخان کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ حیدر قلیخان رانا سے اودیپور کی
عملداری مین بھاگ گیا۔ نواب مغفرت مآب نے اپنے چچا حامد اللہ خان بہادر کو پیشگاہ سلطانی سے
معز الدولہ صلابت جنگ خطاب دلواکر نیابتاً صوبہ داری گجرات پر بھیجدیا اور نیابت صوبہ داری
مالوہ پر اپنے چچا کے بیٹے عظیم اللہ خان بہادر کو مامور فرماکر خود دار الخلافت کو چلے گئے اور
بادشاہ کے حضور مین خلعت واکرام سے امتیاز حاصل کیا۔

سلہ **نوٹ** مولف گلزار آصفیہ تین سال لکہتا ہے۔

نواب مغفرت مآب وزارت سے کنارہ کش ہوکر مراد آباد مین رہنے لگے

چند روز اس طرح گذرے لیکن دربار کا ڈھنگ خراب دیکھکر انکو اپنا دہلی مین رہنا پسند نہ آیا اور ناموافقت آب وہوا کا بہانہ کرکے بادشاہ سے مراد آباد مین رہنے کی اجازت حاصل کرلی اور مراد آباد مین رہنے لگے۔

نواب مغفرت مآب نے دوبارہ صوبہ دکن کو تسخیر کرکے سلطنت آصفیہ قائم کی۔

سال ششم جلوسی کے ذیقعدہ مہینے مین مطابق ذیقعدہ ۱۱۳۲ھ بادشاہ کے حضور سے صوبہ داری دکن عماد الملک مبارز خان ناظم حیدرآباد کو تفویض ہوگئی۔ اسپر نواب مغفرت مآب کو بہت ملال ہوا اور بہت جلد مراد آباد سے چلکر اورنگ آباد مین پہونچے عماد الملک مبارز خان مقابلہ پر آیا اور ۲۳ محرم ۱۱۳۷ ہجری کو مع اپنے دو بیٹون اسعد خان مسعود خان کے معرکہ کارزار مین قتل ہوا تمام ملک دریاے نربدا سے لیکر بیجاپور اور حیدرآباد تک کہ اوسکا علاقہ دریاے شور شرقی سے ملا ہوا تھا نواب مغفرت مآب کے قبضہ مین آیا خواجہ محمود خان اور حامد اللہ خان پسران مبارز الدولہ عماد الملک قید کئے گئے اور نواب مغفرت مآب حیدرآباد کو تشریف لیگئے۔ جلال الدین محمود خان کہ صوبہ دار حیدرآباد تھا علیحدہ ہوگیا اور خواجہ احمد خان بڑا بیٹا مبارز خان عماد الملک کا صندل خواجہ سرا اور حرم واہل وعیال کو لے کر قلعہ گولکنڈہ مین پناہ گیر ہوا اور بارادہ جنگ لشکر فراہم کرنے لگا نواب مغفرت مآب نے تسخیر قلعہ گولکنڈہ کو دوسرے وقت پر موقوف رکھا اور ڈیرے خیمے موسی ندی پر لگا کر سب سے پہلے قلعہ بجر کو فتح کیا اور حیدرآباد مین داخل ہوئے۔ پھر خواجہ احمد خان کو کہ قلعہ گولکنڈہ مین چھپا ہوا تھا مطمئن کرکے اپنے پاس بلایا اور وہ حاضر ہوا نواب مغفرت مآب نے اوسکو منصب ششش ہزاری پنج ہزار سوار و شہامت خان بہادر اور خواجہ محمود خان بہادر کو منصب پنجہزاری و سہ ہزار سوار و خطاب مبارز خان بہادر اور حامد اللہ خان کو منصب دو ہزاری یک ہزار سوار و خطاب بہادری سے سرفراز کرکے ان سب کو امراے آصفیہ مین داخل کرلیا

اور حامد اللہ خان بہادر سے اپنی ہمشیرہ کی شادی کردی۔ اور اس خاندان سے بجای عداوت محبت و یگانگت پیدا کی سوا سے ان لوگون کے اور بہت سے اشخاص کو نواب مغفرت مآب نے مورد الطاف کیا۔

نواب مغفرت مآب کو خطاب آصفجاہ پیشگاہ سلطانی سے عطا ہوا

۱۱۳۷ھ جب یہہ خبر فتح بادشاہ کو پہونچی تو ۱۱۳۷ ہجری مین خطاب آصفجاہ اور منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار کا نواب مغفرت مآب کو از راہ دلجوئی عطا کیا۔

نواب مغفرت مآب دہلی کو تشریف لے گئے اور اکبرآباد و مالوہ پر فوج کشی کی

۱۱۵۰ھ ۱۱۵۰ ہجری مین حسب خواہش سلطانی نواب مغفرت مآب مملکت دکن کا انتظام اپنے فرزند ناصر جنگ بہادر کے سپرد کرکے اور محمد انور اللہ خان کو دیوان اور مدار المہام مقرر کرکے حاضر دربار شاہ دہلی ہوے اون روزون مین راجہ جی سنگہ صوبہ دار اکبرآباد اور باجے راؤ صوبہ دار مالوہ بادشاہ سے باغی ہوگئے تھے پس یہہ دونون صوبہ داریان نواب مغفرت مآب کو عطا ہوئین اور صوبہ داران سرکش کی تادیب کا حکم ہوا نواب مغفرت مآب اکبرآباد پہونچی اور اپنے قرابتی محی الدین صاحب کو نیابت صوبہ داری اکبرآباد پر مامور کیا اور خود بدولت متوجہہ مالوہ ہوے۔ دریاے جمن سے عبور کرکے اٹاوہ اور مانک پور اور کالپی ہوتے ہوے ملک بندیلہ مین پہونچی وہان کا راجہ باطاعت پیش آیا۔ پہر وہان سے طے منازل کرکے نواح بہوپال مین باجے راؤ سے جو بے شمار فوج لیے پڑا ہوا تھا مقابلہ کیا۔

نواب مغفرت مآب شریک جنگ نادرشاہ ہوے

ابہی اس مہم کا سرانجام نہ ہو چکا تھا کہ اسی اثناء مین خبر آمد آمد نادرشاہ بادشاہ ایران کی نواب مغفرت مآب کو پہونچی لہذا فی الفور باجے راؤ سے صلح کرکے روانہ دار الخلافہ ہوے یہان باتفاق بخشی الملک ان کو فوج نادری کے مقابلہ پیجانا پڑا اور قصبہ سرہند مین ۱۱۵۱ ہجری مین لڑائی شروع ہوئی۔ محمد شاہ بادشاہ بہی فوج لیکر جا پہونچے لیکن بسبب بدتدبیری

فوج کی نواب سعادت خان برہان الملک اسیر فوج نادری ہو گیا اور امیر الامرا میدان
مین کام آئے بادشاہی فوج کو شکست ہوئی نادرشاہ فتحیاب ہوا اوسوقت محمد شاہ بادشاہ نے
ان کی رائے کے بموجب نادرشاہ سے صلح کر لی کہتے ہین اس ظالم بادشاہ سنے بھی نواب
ارسطو فطرت کو بہادری خطاب امیر الامرائی کا عطا فرمایا۔

۱۱۵۴ھ

۱۱۵۴ ہجری مین نواب عالیجناب ناصر جنگ نایب صوبہ دار دکن کی بغاوت کی خبر دہلی مین
نواب مغفرت مآب کو پہونچی۔

نواب ناصر جنگ کی بغاوت اور فتح قلعہ ترچناپلی واکاٹ وبالکنڈہ

یہہ خبر سنکر نواب مغفرت مآب باجازت سلطانی دکن مین پہونچے اورنگ آباد کے نواح مین
باپ بیٹون مین لڑائی ہوئی نواب ناصر جنگ ہزار دقت وپریشانی معرکہ کارزار سے زندہ
وسلامت نکلکر باپ کے پاس پہونچ گئے۔ یہہ لڑائی ۲۰ جمادی الاول ۱۱۵۴ھ کو واقع ہوئی
مفصل حال نواب ناصر جنگ بہادر کے ذکر مین لکھین گے۔

۱۱۵۶ھ
۱۱۵۷ھ

۱۱۵۶ھ مین نواب مغفرت مآب ملک کرناٹک مین تشریف لیگئے اور قلعہ ترچناپلی مرار راو
گھوڑپڑے سے خالی کرایا۔ قوم نوایت سے ملک ارکاٹ لیا ۱۱۵۷ھ مین مقرب خان دکھنی
بھائی نبی منور خان سے قلعہ بالکنڈہ کو فتح کر کے قبضہ اقتدار مین کر لیا۔

نوٹ: مولف تاریخ ہندوستان لکھتا ہے کہ نادرشاہ کی اصل یہہ ہے کہ جب خاندان صفوی کی سلطنت کا حال ابتری
مین مبتلا ہو گیا تب غربی افغانون کے سردار محمود نے ۱۷۲۲ع مین اصفہان کو فتح کر کے حسین شاہ بادشاہ ایران کو
گرفتار کر لیا لیکن یہہ محمود تخت ایران پر صرف تین برس حکمرانی کر کے ۱۷۲۵ع مین مر گیا تب اوسکا بیٹا اشرف اوسکا
جانشین ہوا یہہ بڑا جوانمرد تھا۔ مگر اوسپر یہہ آفت آئی کہ سلطان روم اور پیتر اعظم شہنشاہ روس نے اوسکی ملک پر دہاوا
مارا لیکن اس عرصہ مین پیتر اعظم مر گیا۔ سلطان روم نے سنیون کا خون بہانا مناسب نہ سمجھا اور شاہزادہ طہماسپ نے
جو باپ کے قید ہونے پر جبراً افغان ایران کا بادشاہ بن گیا تھا سلطان روم نے کچھ مدد نکی رعایا بھی شیعون کی سلطنت
سے سامنی نہ تھی لیکن خدائی قدرت سے ۱۷۲۷ع مین طہماسپ کو ایک ایسا لائق اور مستقل مزاج شخص ملگیا جسنے طہماسپ
کو پھر ایک دفعہ دادا پردادا کے تخت پر بیٹھا دیا یہہ کون شخص تھا یہی نادرشاہ تھا اسکا اصلی نام نادر قلی اور باپ کا
نام امام قلی تھا قوم افشار تھی یہہ نادر سنہ ۱۶۸۸ع مین پیدا ہوا تھا یہہ مدت تک ایران مین لوٹ مار کرتا رہا
اور بعد بہت سے الٹ پلٹ اور لڑائی جھگڑون کے ۱۷۳۶ع مین خاندان صفویہ کا خاتمہ کر کے خود مستقل بادشاہ
بن بیٹھا اور کابل وغیرہ کی فتح کی بعد وہ اللہ ہی کی طرح ہندوستان کی طرف ۱۷۳۹ع مین جھک پڑا اور یہان بھی
فتح پائی کم از کم ستر کروڑ روپیہ کا مال اور کوہ نور ہیرا اور تخت طاؤس یہان سے لیگیا پہلے شیعہ تھا آخر وقت سنی

وفات حسرت آیات نواب مغفرت مآب

سنہ ۱۱۶۱ھ آخرکار نواب مغفرت مآب نے ۴ جمادی الآخر سنہ ۱۱۶۱ھ کو بمقام دارالسرور برہانپور وفات پائی آپ کے نعش خلد آباد روضہ کو بھیجی گئی جو دولت آباد کے قریب واقع ہے اور شاہ برہان الدین غریب قدس سرہ العزیز کے مقبرے کے پاس مدفون ہوئے۔ ہائے افسوس کیسا بڑا رکن سلطنت اسلامیہ ہندوستان بے وقت دنیا سے سدھارا اخود نواب مغفرت مآب کا قول تھا مین ستاسی لڑائیون مین لڑا ہون۔

عمارات یادگار نواب مغفرت مآب

نواب مغفرت مآب کے یادگار عمارات مین شہر پناہ بلدہ برہان پور ہے جو سنہ ۱۱۴۰ھ مین تعمیر ہوئی اور آبادی و مسجد و کاروان سرائے اور دولت خانہ عالی اور پل نظام آباد اجنبیہ ہے جو اب ویران پڑا ہے اور حصار شہر پناہ حیدرآباد کہ عماد الملک مبارز خان نے بنا شروع کیا تھا اور وہ نامراد ناتمام چھوڑ گیا تھا اوس کے وقت کا حصار دروازہ چادرگھاٹ اور دروازہ دبیرپورہ کے طرف ہے اس حصار پر کنگرہ نہین ہین باقی تمام حصار جو کنگرہ دار ہے نواب مغفرت مآب نے تعمیر کرایا ہے سوائے اس کے خلوت خانہ۔ خوابگاہ۔ دیوان عام جلوخانہ مع بنگلہ۔ دروازہ خوابگاہ مذکور نواب مغفرت مآب کے وقت کا تعمیر کردہ ہے جلوخانہ کی ڈیوڑھی کا دروازہ بھی اونہین کے وقت کا ہے۔ اورنگ آباد مین نہر کنبد کی عمارات بھی نواب مغفرت مآب نے تعمیر کرائی ہین

نوٹ خواجہ منعم خان مولف سوانح دکن نواب مغفرت مآب کی وفات ۴ جمادی الآخر سنہ ۱۱۶۱ھ اور مورخ ترک آصفیہ ۴ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۱ھ بتلاتے ہین۔ مصنف تاریخ ہندوستان نواب مغفرت مآب کی عمر ستتر برس کی بیان کرتا ہے۔ لیکن مولف آئینہ تاریخ نما کہین ایک اور ستالیس اور کہین ایک سو چار برس کی عمر لکہتا ہے۔ مصنف تاریخ قطب شاہی و مولف گلزار آصفیہ انکی ولادت سنہ ۱۰۸۲ھ اور وفات سنہ ۱۱۶۱ھ مین بتلاتے ہین تاہم صاحب موصوف کی عمر پوری اناسی سال کی ہوتی ہے۔ مولف۔

نواب مغفرت مآب کی اولاد

نواب مغفرت مآب کے چھ فرزندان رشید تھے۔ اول امیر الامرا غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ۔ دوسرے نواب عالیجناب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ۔ تیسرے امیر الممالک آصف الدولہ سید محمد خان بہادر صلابت جنگ۔ چوتھے کہ در حقیقت سب سے اول و بہتر کہنا چاہیے نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی انار اللہ برہانہ پانچویں امیر الامرا سید محمد شریف خان بہادر شجاع الملک بسالت جنگ۔ چھٹے معتقد الدولہ میر مغلخان بہادر ناصر الملک المشہور بہ مغل علیخان بہادر ہمایون جاہ۔ ان میں سے ناصر جنگ اور فیروز جنگ ایک والدہ سے تھے۔

چند کارآمد وصیتیں جو نواب مغفرت مآب نے ناصر جنگ بہادر کو فرمائی تھیں وہ شہرہ آفاق ہیں

ذکر سریرآرائی نواب عالیجناب میر احمد خان بہادر ناصر جنگ شہید

بعد وفات نواب مغفرت مآب کے نواب ناصر جنگ مسند آرائے ریاست دکن ہوئے انکا طنطنہ اقتدار چاروں طرف ملک میں پھیلا لوگ ان کی ہیبت سے اسقدر ڈرتے تھے کہ دربار میں کسی کو بات کرنیکی مجال نہ تھی۔ نواب مغفرت مآب نے بعد صلح بلجے راؤ جو بسبب آمد آمد نادری کرلی گئی تھی نواب ناصر جنگ کو صوبہ داری دکن پر مامور کردیا تھا لیکن جب سلخ شعبان ۱۱۵۳ھ ہجری کو نواب مغفرت مآب دہلی سے دکن کو لوٹے اور برہانپور میں نزول اجلال فرمایا تب ان کو بکمال محبت بیدری دار الظفر بیجاپور کا صوبہ دار مقرر کیا لیکن نواب عالیجناب نے اسکو منظور نکیا اور بخشی الملک محتشم خان بہادر کو باپ کے پاس بھیجدیا اور خود نظام آباد اجنٹہ سے صمصام الدولہ شاہ نواز خان و سید جمال خان بہادر عبد العزیز خان بہادر ہمراہ و میر صفی اللہ خان بہادر صفی الدولہ طالب جنگ کو کہ بعہدہ میر آتشی دکن با عہدہ سرفرازی وصف شکن خان مجاہد جنگ و فتحیاب خان و ہمت یار خان و میر شمس الدین خان وغیرہ کو لیکر

ملازم و منصب دار تھے لیکر روضۂ خلد آباد کو کہ وہان اکثر بزرگان عالی تبار و اولیاء کبار
کے مقبرے ہین چلے گئے ۔ چند روز بعد عبد العزیز خان نواب عالیجناب سے جدا ہو کر نواب
مغفرت مآب کے پاس چلا گیا لیکن جب وہان اوسکی کچھ عزت نہوئی اور نواب مغفرت مآب کو
بے توجہ پایا تو پھر نواب عالیجناب کے پاس پہونچا اور نواب مغفرت مآب کے طرف سے
نواب عالیجناب کو اغوا کرکے جنگ و پیکار پر آمادہ کیا نواب عالیجناب اس مفتری کے
بہکانے پر قلعہ ملکھیڑ سے اورنگ آباد سے چلکر فتح یاب خان قلعدار ملکھیڑ کو ساتھہ لیکر چار ہزار
ہندو سوارون کے عبارت لشکر سے اورنگ آباد کے طرف گئے اوہر سے نواب مغفرت مآب
بھی بہت تیزی کے ساتھہ لشکر آراستہ کرکے مقابلہ پر جا پہونچے اور متصل عیدگاہ کے باب پیدون
کے لشکرون مین جنگ شروع ہوئی چونکہ نواب عالیجناب کے اکثر افواج ناتجربہ کار اور
دیہاتی تھے پس زود ضرب لشکر نواب مغفرت مآب کا تاب مقابلہ نہ لاکر فرار ہو گئی ۔
لیکن نواب عالیجناب نے تہوڑے ہاتھیون اور صرف دو سوار رستم جگر سے اچھی طرح داد
مردانگی دی اور اپنے فیل خاصہ کو تیز دوڑا کر قلب لشکر کے سامنے آگئے ۔ اوہر سے
سرمست خان بنی جمعدار ایلچپوری چار سو پیادون سے مقابل ہوا نواب عالیجناب شیر
غران کی طرح اس جماعت مین گہس گئے لیکن کنور جان چند نے مقابل ہو کر عابد خان کوکہ
کوکہ بجائے فیلبان کے نواب کے ہاتھی پر بیٹھا تھا ضرب بندوق سے قتل کر ڈالا نواب
عالیجناب ہاتھی کو اپنے پاؤن چلاتے تھے اور برابر تیر مارتے جاتے تھے آخر کار زندہ
و سلامت حضور پر نور مین پہونچے ۔

نواب عالیجناب دہلی کو تشریف لیگئے اور اپنا وزیر صمصام الدولہ کو مقرر کیا

القصہ جب نواب عالیجناب مسند آرائے دکن ہوئے تب صمصام الدولہ شاہنواز خان
کو کہ اوسوقت صوبہ بہار کی دیوانی پر تھے طلب فرما کر اپنا وزیر اور مختار کل مقرر فرمایا
اور جب نواب عالیجناب کو احمد شاہ بادشاہ ہندوستان نے دار الخلافہ مین طلب فرمایا

تو صمصام الدولہ بہادر کو نیا پتا صوبہ داری دکن پر مامور کیا اور رخصت کے وقت اپنے نام کی انگشتری دیکر فرمایا کہ یہہ مہر سلیمانی ہے مہمات ریاست کو برضامندی الہی سر انجام کرنا اور پہر ستر ہزار سوار اور ایک لاکہہ پیدل کی جمعیت سے کوچ بکوچ جلو ریز دریاے نربدا پر پہونچے یہان سے حسب الحکم سلطانی واپس چلے آئے ۔

مظفر جنگ کی بغاوت اور اوسکا مقید ہونا

اسی عرصہ مین خبر پہونچی کہ ہدایت محی الدین خان مظفر جنگ ہمشیرزادہ نواب عالیجناب صوبہدار بیجاپور باغی ہوگیا سبب اس بغاوت کا یہہ ہوا کہ مظفر جنگ زمینداران چیلدرگ کی بغاوت سنکر اوس طرف گیا تھا اور راہی کنڈہ کا محاصرہ کر رکہا تھا۔ حسین دوست خان نوایتہ کہ ابہی ابہی رگہوجی بہوسلا کی قید سے چہوٹا تھا اور اب محصورین راہی کنڈہ مین شامل تھا مظفر جنگ سے آکر ملاقی ہوا اور اوس کی مزاج مین دخل کامل حاصل کرلیا یہ شخص ملک کرناٹک کے حالات سے اچہی طرح واقف تھا مظفر جنگ کو اوس نے اشتعالک دی کہ ملک کرناٹک پر قبضہ کر لیجئے۔ ضلع کرناٹک مین سجانب نواب عالیجناب ناصر جنگ بہادر شہامت جنگ صوبہدار و فوجدار تھا جب مظفر جنگ حسین دوست خان کو ساتہہ لیکر اوس پر چڑہا اور فرانسیسون کو ساتہہ لیا تب شہامت جنگ نے پانچہزار سوارون سے اوسکا مقابلہ کیا لیکن ۱۰ شعبان ۱۱۶۲ھ کو شہامت جنگ مارا گیا یہہ خبر سنکر مظفر جنگ ارکاٹ پہونچا اور دو تین ہفتہ تک محاصرہ کیا پڑا رہا۔ نواب عالیجناب کو جب شہامت جنگ کے مارے جانے کی خبر پہونچی شیر غران کی طرح مسافت بعیدہ کو طے کرکے بتعجیل تمام ۱۶ شعبان ۱۱۶۳ھ کو وہان پہونچے مظفر جنگ خوف کے مارے پہلچری کو بہاگ گیا راستہ مین مرہٹون نے اوسکی ساری جمعیت کو برباد کر ڈالا حسین دوست خان پہلچری پہونچا لیکن پہولچری سے یہہ چین لوگ بہاگ گئے اور مظفر جنگ زندہ نواب عالیجناب کے قید مین آگیا۔

نواب عالیجناب ناصر جنگ بہادر کی شہادت

یہہ بہت بڑی غلطی ہوئی کہ باوجود عرض معروض خادمان درگاہ نواب عالیجناب سنے پہلچری کی فتح پر
خیال کیا ہر چند امیرون سنے سمجھایا کہ پہلچری کی فتح کوئی بڑا کام نہین ہے جناب عالی اس
کام کو کسی امیر کے سپرد کر کے خود بنفس نفیس متوجہہ حیدرآباد ہو دین مگر نواب عالیجناب نے
ایک نہ مانا اور بکمال غضہ سے فوج کو بسرکردگی محمد علیخان پسر شہامت جنگ کہ والاجاہ کے
نام سے مشہور ہے - اور بخشیان فوج صف شکن خان مجاہد جنگ میر آتش دکن
و ترک طہماسپ خان و ظفر یار جنگ کو آگے بڑہنے کا حکم دیا یہہ لوگ
آتشکاری فرنگ سے محض ناواقف تھے ترک طہماسپ خان اور
ظفر یار جنگ شہید ہو گئے اور اس طرح آٹھہ مہینہ کا عرصہ گذرا
۱۷ محرم الحرام ۱۱۶۴ھ کو پہٹہانون نے بہت بہاری مجمع کر کے نواب عالیجناب کے لشکر پر
عین حالت بارش و طوفان مین رات کے وقت شبخون مارا - نواب عالیجناب نے باتفاق
افاغنہ کرناٹک چاہا کہ ان سرکشون کی پوری پوری تادیب کردن چنانچہ اسی غرض سے صبح صادق
کے وقت فیل خاصہ پر سوار ہوسے - جب فیل خاصہ ہمت بہادر خان نمک حرام کے ہاتھی
کے پاس پہونچا اوس مردود ظلم پیشہ نے کہ گروہ مخالف سے سازباز رکھتا تھا نواب عالیجناب
کو ضرب بندوق سے شہید کر ڈالا اور سر کاٹکر نیزہ پر چڑہا کر تمام لشکر مین پہرایا تمام لشکر
مین شور قیامت برپا ہو گیا - ماتم زدون نے نواب عالیجناب کی لاش ودیعت بدوش
خلدآباد روضہ مین پہونچائی اور نواب مغفرت مآب کے پہلو مین دفن کیا اس رستم جگر
کی موت سے خاندان آصفیہ اور خصوصاً سلطنت دہلی کے لئے سخت صدمہ ہوا - میر غلام علی
آزاد نے کہ استاد نواب ناصر جنگ شہید کے تھے (آفتاب رفت) سے سنہ شہادت نکالا

مظفر جنگ کی مسند نشینی ریاست اور اونکی شہادت

انکا نام ہدایت محی الدین خان بہادر تھا اور نواب مغفرت مآب کے نواسے تھے جس وقت
پٹہانون نے نواب عالیجناب کو شہید کیا اوسی روز نواب مظفر جنگ کو مسند نشین ریاست کر دیا

اور حیدرآباد کو لیکر چلے مگر سانچولی کی منزل مین کڑپہ کے پاس پٹھانون اور مظفر جنگ مین
بھی چل گئی اور ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو نواب مظفر جنگ بھی اوس نمک حرام
ہمت بہادر خان کی بندوق سے شہید ہو گئے۔

نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کی شجاعت۔

یہہ نمک حرامی پٹھانونکی کو دیکھکر نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کو بہت غصہ آیا
اور خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کرکے اپنا فیل خاصہ ہمت بہادر خان نمک حرام ہاتھی کی
طرف بڑہایا نواب موصوف کی خواصی مین میر محمد حسین خان بیٹھا تھا اوس نے اس پاجی
دلدالحرام ہمت بہادر خان کو اپنی بندوق کا نشانہ بنایا اور پھر فیل خانہ کو اوسکے ہاتھی
سے ملاکر میر موصوف نے رستم خان کو جو ہمت بہادر کا یار تھا اور اوسکی خواصی مین
بیٹھا تھا خنجر سے قتل کر ڈالا۔ ہمت بہادر خان نمکحرام کا سر نیزہ پر چڑہا کر لشکر مین پھرایا گیا
شادیانۂ فتح بجنے لگا اور تمام اکابر اور ارکین اور فرار شدہ لشکر نواب مستطاب میر
نظام علیخان بہادر کے حضور مین حاضر ہوکر ازدیاد عمر و اقبال کی دعائین دینے لگے۔
اسی اثناء مین ایک نمک حرام نے نواب مستطاب کے خسارہ پر تیر مارا نواب نے
اوسکو اپنے ہاتہہ سے نکالکر اوسی تیر سے اوس نمکحرام کا کام تمام کر ڈالا اور پھر جسقدر مشتبہ
آدمی لشکر مین پائے گئے سب کو قتل و قید کرکے ٹھیک بنادیا۔ یہہ جرات اور رستم جگری
نواب مستطاب سے دیکھکر جملہ ارکین نے چاہا کہ ان کو مسند نشین کرین لیکن ابھی حکم
الٰہی نہین تھا اور چند مدت جلوہ آرا سے دو فرمان فرمائے دولت مین اور باقی تھے۔ نواب
شیر جنگ جو نواب منیر الملک بہادر کے دادا اور اوسوقت جملہ اُمرا سے برتر اور مدار علیہ
دولت آصفیہ تھے کہنے لگے کہ باوجود موجودگی بڑے بہائی کے چھوٹے بہائی کو مسند نشین
کرنا معمول سرکار آصفیہ کا نہین ہے۔ یہہ کہکر نواب صلابت جنگ بہادر کے سامنے نذر
تہنیت جلوس گذرانی۔ اور پھر باقی دیگر اُمرا نے بھی نذرین گذرانکر صلابت جنگ کو مسند نشین کردیا

امیرالامرا نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کا بحصول سند صوبہ داری
دکن دہلی سے روانہ ہونا اور اورنگ آباد مین پہونچکر دفعتاً انتقال کرنا ؛؛

یہہ سب سے بڑے فرزند نواب مغفرت مآب کے تھے انکا اصلی نام میر محمد پناہ ہے اپنے والد کی گویا
کے وقت سے برابر دہلی مین رہا کرتے تھے بادشاہ کے حضور سے انکو اپنے دادا کا خطاب غازی الدینخان
فیروز جنگ عطا ہوا تھا جب دہلی مین نواب ناصر جنگ بہادر کی شہادت کی خبر پہونچی تب حضور
سلطانی سے انکو صوبہداری دکن کی سند عطا ہوئی اور یہہ روانہ دکن ہوے راستہ مین ہلکر
مرہٹہ بھی ان سے ملگیا ارادہ تھا کہ نواب صلابت جنگ سے جنگ و پیکار کرکے صوبہ دکن کو
اپنے حکومت مین لاوین لیکن تقدیر الہی کی خبر نہ تھی - ۳ ذیقعدہ ۱۱۶۵ھ کو اورنگ آباد کے
متصل پہونچکر یکایک عارضہ ہیضہ سے انتقال کرگئے اور دل کی ہوس دل ہی مین رہی انکی
لاش نقشبندی خان وغیرہ دارالخلافہ دہلی کو لے گئے -

ذکر نواب عماد الملک غازی الدینخان بہادر پسر امیرالامرا غازی الدینخان بہادر
فیروز جنگ مرحوم

انکا اصلی نام میر شہاب الدین تھا وہ نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مرحوم مذکور کے
فرزند اور نواب اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر دہلی کے نواسے تھے - جب امیرالامرا نواب
غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ دہلی سے دکن کو روانہ ہوے تو ان کو بہ عمر ہشت سالگی نواب
صفدر جنگ وزیر کے پاس کہ ان کو فرزند کی طرح چاہتا تھا چھوڑ آئے تھے - میر شہاب الدین
عقل کے پتلے تھے اور ایسے دانشمند تھے کہ ایام خورد سالی مین ہی بڑے بڑے عقلمندوں کے
کان کترتے تھے ایام طفلی مین ایک حکمت عملی سے بواسطہ نواب صفدر جنگ دربار سلطانی مین
پہونچے اور وہان بادشاہ سے ایسی گفتگو کی کہ بادشاہ ان کو حرم سرائی سلطان مین لیگئے
اور خود پرورش کرنے لگے یہانتک کہ یہی میر شہاب الدین آخرکار وزیر الممالک ہوگئے اور
خطاب عماد الملک غازی الدین خان بادشاہ نے عطا کیا یہہ وہی غازی الدین خان عماد الملک

ہین جن کو سلطنت دہلی کا ہر شخص جانتا ہے اور تباہی سلطنت دہلی کے بواعث مین ان کے وجود کا ذکر بھی ضرور آجاتا ہے صفدر جنگ کو ان کے وزیر الممالک ہونے پر سخت رنج ہوا اور یہہ شعر حسب حال کہا تھا۔

رفتہ رفتہ اشک چشم در گلو پنجیر شد ۔ طفل دامن گیر ما آخر گریبان گیر شد ۔

ذکر مسند آرائی امیر الممالک آصف الدولہ نواب سید محمد خان بہادر صلابت جنگ

یہہ تیسرے فرزند نواب مغفرت مآب کے ہین بعد قتل نواب مظفر جنگ کے بسعی رگھناتھ داس سریر آرائے دولت ہوئے ۔

رگھناتھ داس کو امیر الممالک نے وزیر اعظم مقرر کیا

اسی رگھناتھ داس کو امیر الممالک نے دیوان اعظم مقرر کیا اور فرنگیون سے صلح کر کے روانہ حیدر آباد ہوئے ۔ پیشگاہ احمد شاہ بادشاہ ہندوستان سے خطاب آصف الدولہ ظفر جنگ عطا ہوا چند روز بعد حیدر آباد سے اورنگ آباد کو تشریف لے گئے اور برسات کے دن وہین گذارے ۔

بالاجی راؤ مرہٹہ سے لڑائی اور اوسکا شکست کہا کر فرار ہونا

جب موسم برسات ختم ہو گیا اور سردی نے اپنی چمک دکہلائی تب امیر الممالک کوچ کر کے ۱۱ ذی الحجہ ۱۱۶۵ھ کو احمد نگر مین پہونچے اور وہان سے بارادہ تنبیہہ بالاجی راؤ مرہٹہ کے پونا تشریف لے گئے ۔ یہہ خبر سنکر بالاجی راؤ پچاس ہزار سوار لیکر ۱۲ محرم ۱۱۶۶ ہجری کو مقابلہ پر آیا لیکن آتشکاری فرانسیس سے راہ فرار اختیار کی ۔ کہتے ہین کہ بالاجی راؤ اوس رات کو کہ چاندگرہن ہو رہا تھا ۔ بتون کی پرستش کر رہا تھا لشکر اسلام کو یہہ عمدہ موقع ہاتھ آیا اوسی وقت لشکر کفار پر شبخون مارا بالاجی عالم گھبراہٹ مین اسپ بے زین پر سوار ہو کر بے تحاشا بہاگا اور اوسکے بہت اور تمام سامان نقرہ و طلا لشکریان اسلام کے ہاتھ لگا ۔ مدیلوا

فتح و نصرت کے علم بڑہاتے پہریرے اُڑاتے ہوے حیدرآباد مین تشریف لائے۔

رگھناتھ داس کی وفات اور رکن الدولہ کا دیوان مقرر ہونا

یہہ ہندو وزیر نواح بہالکی مین مفسدون کے ہاتہہ سے مارا گیا اور رکن الدولہ سید لشکر خان دیوانی سرکار پر مامور ہوے امیر الامرا نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ جب دہلی سے دکن کو حصول صوبہ داری کے لئے آتے تھے تو ہلکر مرہٹہ کو ملک خاندیس کی حکومت کی سند لکھدی تھی اوسکو امیر الممالک نے بھی بحال رکہا۔

صمصام الدولہ شاہ نواز خان بہادر دیوان مقرر ہوے

سنہ ۱۱۶۶ھ ۴ صفر سنہ ۱۱۶۶ھ کو امیر الممالک نے صمصام الدولہ شاہ نواز خان کو دیوان ریاست مقرر کیا انہین ایام مین نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کو صوبہ داری برار پر جانا پڑا اور میر محمد شریف خان بہادر شجاع الملک بسالت جنگ امیر الامرا کو بیجاپور بھیجا گیا۔ ہر ذیقعدہ سنہ ۱۱۶۸ھ کو امیر الممالک نے نواب شجاع الملک کو بیجاپور سے طلب کرکے دیوان مقرر کیا اور صمصام الدولہ قلعہ دولت آباد مین جا رہے۔ مگر نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر نے برار سے آکر صمصام الدولہ شاہ نواز خان بہادر کو قلعہ دولت آباد سے بلاکر حضور مین پیش کیا۔

بسواش راو بیہ بالاجی راؤ کا حوالی شہر مین فتنہ و فساد برپا کرنا اور امیر الممالک کے اوس سے صلح۔ اور عمدۃ الملک موسی بوسی و حیدر جنگ کا امیر الممالک کے یہان آنا اور صمصام الدولہ شاہ نواز خان بہادر کی شہادت اور حیدر جنگ کا مارا جانا۔

اسی اثنا مین بسواش راو بیہ بالاجی راؤ نے حوالی شہر مین پہونچکر فتنہ و فساد برپا کرنا شروع کردیا امیر الممالک اوسکے سرکوبی پر متوجہ ہوے اور مسند کہیڑ تک گئے راجہ رام جمعیت ان سے ملگیا اور بسواس راو سے صلح ہوگئی اس صلح کے بعد عمدۃ الملک موسی بسی فوراً

اور حیدر جنگ مرہٹوں سے جدا ہو کر لشکر امیر الممالک مین شامل ہو گئے اور امیر الممالک نے اورنگ آباد کو مراجعت فرمائے۔ جب نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر حیدر جنگ کو قتل کرکے برہانپور کو چلے گئے تو موقع پاکر اہل یورپ نے نواب صمصام الدولہ شاہنواز خان کو شہید کرڈالا ان وقوعات کے بعد امیر الممالک حیدر آباد چلے گئے۔

ولیعہدی و دیوانی نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر

صمصام الدولہ بہادر کی شہادت کی خبر سُنکر نواب مستطاب برہانپور سے آکر ولیعہد ہو گئے اور اقتدارات دیوانی بھی اپنے ہاتھ مین لے لئے۔ بعد ازان ۱۹ ذی الحجہ ۱۱۷۲ھ کو نواب مستطاب امیر الممالک کو لیکر داخل قلعۂ بیدر ہوئے۔ اس عرصہ مین حضور احمد شاہ بادشاہ ہندوستان سے فرمان صوبیداری دکن بنام نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر شرف صدور لایا۔

امیر الممالک کی عزلت نشینی و وفات

لہذا نواب امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کو بسبب حرکات مخالف مہمات ریاست کنج عزلت مین بٹھا دیا بیدرہ ہینے بعد ۲ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ کو نواب فرشتہ صفات نے قید ہستی سے رہائی پائی مقبرہ اونکا شیخ المشائخ شیخ ملتانی صاحب کے مزار کے پاس ہے سید امتیاز خان ذکانی تاریخ کہی ع امیر الممالک بجنت شدہ۔

ذکر سلطنت آرائی نواب مستطاب نظام الدولہ نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی نور اللہ مرقدہٗ

آپ چوتھے فرزند نواب مغفرت مآب کے تھے آپ کی دانشمندی سلیم الطبعی علو ہمتی حلیم المزاجی شہرۂ آفاق ہے۔ آپ ۱۱۴۶ھ مین پیدا ہوے تھے۔ آپکا اصلی نام میر نظام علیخان بہادر ہے اور بقول بعض حفیظ الدین احمد تھا۔ اس نام سے سنہ ولادت بھی نکلتی ہین۔ بدر بزرگوار کے سامنے ہی ان کو اسد جنگ خطاب ملگیا تھا ایکمرتبہ نواب مستطاب

کو بادشاہ ہندوستان نے اتالیقی نجیب الدولہ شیخ علیخان پر جبکہ وہ مرہٹون کی سرکوبی کے لئے جاتا تھا سرفراز فرمایا آپ امیر الممالک نواب صلابت جنگ کے عہد مین صوبہ برار کے صوبہ دار رہے اور اُسی زمانہ مین ایک جرار لشکر لیکر امیر الممالک کے پاس اورنگ آباد مین آئے۔

حیدر جنگ کا قتل اور تسخیر برہانپور

اس زمانہ مین مرہٹون کی لڑائی کے بعد موسی بسی فرانسیس امیر الممالک سے ملگیا تھا اور حیدر جنگ جو بسی کا لاڈلا سردار تھا فرانسیسون کا اقتدار دیکھکر اپنا ڈھنگ جمانے لگا وہ چاہتا تھا کہ خاندان آصفیہ کا خرابہ کرکے اپنا مطلب نکالے اس لئے اوس نے ابراھیم خان گاردی اور دیگر افسران و سرداران فوج کو اپنے ساتھہ ملاکر سبز گروہ بنایا اور آٹھہ لاکھہ روپیہ تنخواہ سپاہ کا خزانہ سے لے لیا۔ اور صمصام الدولہ شاہ نواز خان کو امیر الممالک کا حکم لے کر قید کردیا اور یہہ توڑ جوڑ لگائے کہ نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کو فریب سے حیدر آباد بھیجکر بلل جمعی تمام میدان تلاش مین ہاتھہ پاؤن مارے جب اس مفسدی نے یہہ فکرین لگائین تو ۳ رمضان ۱۱۷۰ھ کو نواب مستطاب کے سچے رفیقون میر موسی خان ۔ و غلام سید خان ۔ راجہ وٹھل داس ۔ و زبردست خان شہسوار جنگ و میر اصغر علیخان وغیرہ نے حیدر جنگ کا کام تمام کرڈالا جب اسکے مارے جانے کی خبر مشتہر ہوئی تو ایک ہنگامہ برپا ہوگیا نواب مستطاب ایک زبردست گھوڑے پر سوار ہوکر شہر سے نکلے اور بازار لشکر مین آکر کھڑے ہوگئے۔ استنے ہی مین پیچھے پانسو جوانون نے جو موسی بسی کے یار تھے اور ہر وقت حیدر جنگ کی سواری مین رہتے تھے۔ آکر ایک ہیبتناک آواز مار کر نواب مستطاب اور اونکے ہمراہیون پر بندوقون کی باڑہ ماری ایک گولی نواب مستطاب کی دستار مبارک کے طرہ ستقیش کو مس کرتے ہوے چلے گئی اور بال بیکا نہین ہوا مخلوق خدا جو تماشائی تھے انکے اقبال مندی اور حفظ حافظ حقیقی

کو دیکھ کر کہنے لگی کہ بالضرور ایک روز نقارہ دولت ان کے نام کا بجنے والا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ۲۳ ار رمضان ۱۱۶۸ھ کو برہان پور مین معتمدی کا علم کھڑا کیا گیا اور شہر کے مالدارون قطب الدولہ محمد نور خان وغیرہ سے بہت سا روپیہ لیکر نواب مستطاب قصبہ باسم کو چلے گئے اور وہان چھاونی ڈالی۔ یہان موسم برسات مین ما تو جی بسر رگھوجی بہوسلا مکاسہ دار برار کی خوب گوشمالی کی اور بعد برسات لشکر امیر الممالک کو کہ نواح حیدر آباد مین پڑا تھا تشریف لے گئے۔ یہان بعہدہ ولیعہدی و مدار المہامی ریاست مقرر ہوکر تمام مملکت کو اپنے قبضہ اقتدار مین لائے۔ امیر الامرا شجاع الملک بسالت جنگ روانہ بیجاپور ہوے

جنگ مرہٹہ

اس عرصہ مین ۱۰ ربیع الاول ۱۱۷۳ھ کو بالاجی راؤ والی پونا کے چچیرے بہائی سداشیوراؤ بہاؤ نے قوی جنگ پسر ترکتاز خان سے کہ قلعہ دار قلعہ احمد نگر تھا قلعہ مذکور کو بعوض چند مواضعات جاگیر کے لیکر اپنا قبضہ کرلیا اور ۲ جمادی الاول سنہ مذکور کو باتفاق ابراہیم خان گاردی کہ سرکار نواب مستطاب سے برطرف ہوگیا تھا بہت سی فوجین لیکر پونا سے نواح ادگیر مین مقابلہ پر آمادہ ہوا اسطرف سے بھی ایک بڑی بھاری اور جرار فوج بسرکردگی محمد اسمعیل خان پنی بھیجی گئی اوس نے مرہٹون کی جمعیت کثیر کو تہ تیغ بیدریغ کیا اور گیارہ نشان گاردیون کے چہین لئے نواب مستطاب بہیر و بہنگاہ کو قلعہ اوسہ مین چہوڑکر متوجہ دہارور ہوے۔ غنیم نے ۵ جمادی الاول سنہ مذکور کو لشکر اہل اسلام کے چنداول پر چھاپا مارا چونکہ یہہ لوگ بہت تہوڑے تھے اور لشکر غنیم دس لاکہ تھا اسلئے فوج چنداول کو شکست ہوئی اور معین الدولہ شوکت جنگ بہادر سردار چنداول مع دیگر غازیون کے شہید ہوگئے لیسواس راؤ نے سردار مذکور کو اپنی پالکی خاصہ مین ڈلواکر منگوالیا۔ شوکت جنگ حالت نزع مین تھے دہوپ کی شدت اور زخمون کے صدمہ سے سخت پیاسے تھے۔ جب ذرا ہوش ہوا پانی مانگا لیسواس راؤ نے نہایت تعظیم و تکریم

سے خاص اسپنے پانی کی صراحی بھیجی شوکت جنگ بہادر نے کہا سبحان اللہ مین نے عمر بہر اپنا کپڑا تک کسی کافر کو نہین چہونے دیا اب مرتے وقت کافر کا پانی پی کر جہنم واصل ہوجاؤن معاذ اللہ یہہ کام مجھہ سے ہرگز نہوگا۔ انشاء اللہ تعالی مین تشنگان کربلا کی پیاس کی یاد مین پیاسا مرونگا اور اوسکے صلہ مین آب کوثر و سلسبیل سے سیراب ہونگا یہہ کہہ کر جان بحق تسلیم کی۔ رحمت کرے اللہ اون پر۔

دوسرے روز نواب مستطاب نے مصالحت وقت جان کر ساٹہہ لاکہہ روپیہ کا ملک صوبہ اورنگ آباد سے اور تہوڑا صوبہ بیدر سے اور قلعہ دولت آباد مع چند دیگر قلعے دینا منظور کرکے غنیم سے صلح کرلی۔ بعد اس صلح کے فوج مرہٹہ واپس چلی گئی اور نواب مستطاب حیدرآباد مین رونق افروز ہوئے۔ اور امیر الممالک کو چاؤنی مین چہوڑکر خود بغرض حصول پیشکش راجندری کے طرف تشریف لے گئے اور وہان سے پہر حیدرآباد پہونچے

نواب مستطاب نے پونا وغیرہ محلہ کو تاخت و تاراج کیا

چندہی روز بعد نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر۔ نواب صلابت جنگ کے ساتہہ ملک خجستہ بنیاد کو روانہ ہوے راستہ مین شاہ گڑہ کے قریب مرہٹون سے لڑائی شروع ہوئی اور اسی طرح لڑتے بھڑتے خجستہ بنیاد پر نزول اجلال فرمایا اور ۲۳ ربیع الثانی ۱۱۷۷؁ھ کو پونا کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے لشکر جرار لیکر روانہ ہوئے راستہ مین قصبہ ٹوکہ کو تبخانون سمیت لوٹ پہونک کر خاک مین ملادیا یہان سے عزم تسخیر شہر پونا مصمم کیا گیا لیکن ناصر الملک مغل علیخان مع راجہ رامچندر سیہ چندر سین ہوا خواہ سرکار آصفیہ سے روگردان ہوکر فوج پونا سے جاملے۔ باوجود انکے غنیم سے ملجانے کے لشکر اسلام نے سپاہ و ملک مرہٹہ کو ایسا زیر و زبر کیا کہ اونہون نے مجبوری کی حالت مین دب کر، جمادی الآخر ۱۱۷۷؁ھ کو ستائیس لاکہہ روپیہ کا ملک صوبہ خجستہ بنیاد سے کچہہ صوبہ بیدر سے سرکار آصفیہ کے تفویض کردیا۔ وہان سے

لشکر ظفر پیکر اسلام فتح کے پہریرے اڑاتا ہوا پونا کے متصل تعلقہ ونچ محلہ متعلقہ رامچندر مین پہونچا اور اس نچ محلہ کو بھی فوج ظفر موج کی گہوڑ دون سکے ٹاپون سے تہ خاک ملا دیا جب برسات کا موسم آیا نواب مستطاب نے بیدر مین چہاونی ڈالی۔

عطاء فرمان صوبیداری دکن بنام نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر از پیشگاہ بادشاہ ہندوستان و قیام دولت آصفیہ در ملک دکن ط

اب ہم اوس مبارک فرمان کا حال لکہتے ہین جس نے ملک دکن مین دولت آصفیہ کی بنیاد قایم کی جو آجتک مسلمانان ہندوستان کی عزت و حرمت کا امداد ملجا ہے۔ یعنے جبکہ موسم برشگال مین نواب مستطاب مقام بیدر مین چہاؤنی ڈالے پڑے ہوے تھے پیشگاہ سلطانی بادشاہ ہندوستان سے فرمان صوبہ داری دکن بنام نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر شرف صدور لایا جس سے دکن ایک مستقل مزاج زبردست فرمان روا کے قبضہ اقتدار مین آگیا اور جس نے اوس پُرآشوب زمانہ مین ملک دکن مین ایک مستقل سلطنت کی بنیاد قائم کردی جو اب تک اوسی شان و شوکت سے قائم ہے چونکہ نواب مستطاب کو امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے طرف سے پوری پوری بے اطمینانی ہوگئی تھی اس لئے امیر الممالک کو زاویۂ ناکامی مین بٹہلایا گیا اور نواب مستطاب بالاستقلال مسند آرائے ریاست دکن ہوگئے۔

رگہناتہ راؤ نے حیدرآباد کا محاصرہ کیا نواب مستطاب نے پونا کو غارت کیا اور پہر رگہناتہ راؤ نے اورنگ آباد کا محاصرہ کیا اور پہر صلح کرکے سرینگ پٹن کے طرف چلا گیا۔

۱۱۷۶ھ مین نواب مستطاب نے دریائی بہیما کو عبور فرمایا ادہر سے رگہناتہ راؤ مرہٹہ مقابلہ پر آیا لیکن تاب مقاومت نہ لاکر الٹا پہر گیا فوج اسلام اوسکے تعاقب مین

۱۱۷۶ھ

برار اور قصبہ پٹن تک گئی۔ رگھناتھ راؤ نے اسلامی فوج سے میدان خالی پاکر قلعہ حیدر آباد پر عزیمت کی اور اوسکا محاصرہ کیا اوس وقت حیدر آباد کا نایب ناظم شجاع الدولہ بہادر دل خان بہادر تھا یہہ شخص بہت ہوشیار اور جری سپاہی تھا اوس نے جھٹ پٹ قلعہ کے برجون اور حصار شہر کی مرمت کرا کر خوب مستحکم کر لیا۔

اوس طرف نواب مستطاب نے شہر پونا کو خوب خوب غارت و تاراج کیا اور بہت مال اور اسباب لوٹ کر قلعہ اوسہ مین پہونچے اور یہان سے اورنگ آباد پر نزول اجلال فرمایا۔ ۲۰ محرم ۱۱۷۷ھ کو نصف لشکر لے کر تھوڑے امیرون کے ساتھہ نواب مستطاب نے دریائے مان گنگا کو عبور کر کے اسطرف ڈیرے ڈالے۔ ادہر سے راجہ پرتاب ونت وٹہل داس دیوان سرکار بقیہ لشکر اور سرداران سپاہ کے ساتھہ ندی کے کنارے پہونچے۔ دریا سخت طغیانی پر تھا عبور کرنے کی فکرین کر رہے تھے کہ دفعتاً رگھناتھ راؤ نے موقع دیکھہ کر تاخت کی اور سیل بلا کی طرح سخت حملہ کیا اوسوقت بسبب گھبراہٹ بہت سی مخلوق خدا قتل و غریق بحر فنا ہو گئے اور راجہ وٹہل داس بھی مارے گئے اس واقعہ کے بعد نواب مستطاب کوچ فرما کر غرہ صفر ۱۱۷۷ھ کو اورنگ آباد مین پہونچے۔ رگھناتھ راؤ نے شہر کا محاصرہ کیا لیکن صلح ہو گئی اور رگھناتھ راؤ سرینگ پٹن کی طرف حیدر علی المعروف بہادر نواب میسور سے لڑنے کے لئے چلا گیا۔

رکن الدولہ میر موسی خان دیوان ریاست مقرر ہوئے۔

چونکہ عہدہ دیوانی بوجہ قتل راجہ وٹہل داس خالی تھا اسلئے نواب مستطاب نے رکن الدولہ میر موسی خان بہادر احتشام جنگ کو دیوان ریاست مقرر فرمایا اور پھر یہان سے غرہ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ کو مراجعت فرمائے حیدر آباد ہوئے

تسخیر ارکاٹ و تریچنی و شجاع الملک کا فائز ملازمت ہونا

نواب مستطاب نے حیدر آباد سے بہت ہی جلد بغرض وصول پیشکشات ارکاٹ کی طرف

کوچ فرمایا راستہ مین چند روز تا میر الامرا شجاع الملک کے تعلقات مین ٹھہر کر اونپر رعب ڈالا۔ موصی الیہ بصلاح رحمت خان قلعہ دار قمر نگر کرنول ۱۰ صفر [illegible]ھ کو حاضر حضور ہوکر فائز ملازمت ہوسئے بعدہٗ نواب مستطاب بالشکر جرار ترپتی کے طرف تشریف لیگئے اوس زمانہ مین نواب مستطاب کی خبر آمد آمد سنکر سراج الدولہ والاجاہ ارکاٹ سے چینا پٹن کو بھاگ گیا تھا نواب مستطاب نے منیر الملک شیر جنگ بہادر کو اوسکے پاس بھیجا تھوڑے روز بعد والاجاہ نے کچھ زر نقد اور تحائف ارسال کئے عفو تقصیر چاہا نواب مستطاب نے از راہ خدا ترسی اوس کی خطا معاف کی۔

عزم تسخیر راجبندری و سیکاکول ÷ ÷ ÷

بعد ازان لشکر ظفر پیکر بسمت بیجا اڑہ روانہ ہوا لیکن قطب الدولہ حسن علیخان فوجدار سیکاکول و راجبندری بارادۂ ملازمت چلا آتا تھا اتفاقاً راستہ مین ملازمت سے مشرف ہوا پس اب وہان جانیکی ضرورت نہ رہی لہذا نواب مستطاب مراجعت فرماسے حیدر آباد ہوسئے۔

گوشمالی جانوجی نکاسہ دار برار

بعد انقضاے ایام برشگال نواب مستطاب برار کے طرف تشریف لے گئے اور وہان کے نکاسہ دار جانوجی سے پیشکش وصول کرکے اورنگ آباد کی طرف معاودت فرماسئے اور سواد جالنہ پور مین رایات اسلام منصوب ہوسئے چند روز بعد [illegible]ھ مین رونق افزائے شہر ہوسواد حیدر آباد ہوسئے اور بندوبست مہمات ریاست کرتے رہے۔

سرینگ پٹن پر چڑھائی اور انگریزون سے لڑائی اور صلح

[illegible]ھ مین سرینگ پٹن کی طرف عزیمت فرماسئے راستہ مین سرداران فوج انگریزی مع لشکر نواب مستطاب کے لشکر سے مل گئے اور باہم عہد و پیمان ہوگیا کہ یار علیخان بہادر کا قلع و قمع کردیا جاسئے لیکن تھوڑے ہی عرصہ مین سرداران انگریزی مع سلحداران

حیدر علیخان بیشمار لشکر و توپخانہ لیکر نواب مستطاب سے آملا اور یہہ صلاح ٹھہری کہ
انگریزون پر لشکر کشی کیجاوے - آخرکار سرکار انگریزی سے لڑائی ہوئی لیکن انجام کار
حسب منشاے نواب مستطاب معاملہ سرانجام نہوا اور سخت لڑائی ہوئی - اسوقت محمد علی
والاجاہ نے رکن الدولہ مدار المہام کو چناپٹن مین بلایا اور درمیان مین پڑکر صاحبان
انگریز اور نواب مستطاب مین صلح کرا دی -

سرفرازی ظفر الدولہ بجاگیر پالونچہ و بہدراچلم و دیلب کنڈہ

نواب مستطاب ابراہیم بیگ ظفر الدولہ کو جنکی نقل سفارش والاجاہ مذکور نے کی تھی ہمراہ لائے
اور انکو بڑے منصب پر پہونچادیا اور پانصد سوار اور دو ہزار پیادون سے عزت دیکے
محالات دیلب کنڈہ و پالونچہ و بہدراچلم پر سرفرازی بخشی بعد ازان ۲۶ ذی الحجہ [illegible] کو
سنہ ۱۱۸۳ھ
نہضت فرمائے بلدہ حیدرآباد ہوئے چونکہ اس سفر مین بہت سا لشکر خراب و خستہ
ہوگیا تھا اس لئے کامل دو سال تک حیدرآباد مین رونق افروز رہے -

تسخیر قلعہ گرگنڈہ و قلعہ کلیان و قلعہ نرل

جب ہمطرح سے لشکر کا انتظام پورا پورا ہوگیا اور ملک کا بندوبست ملکی و مالی بھی خاطر خواہ
ہوگیا تب نواب مستطاب ۲ شعبان [illegible] کو واسطے تادیب سرکشان جنوب رویہ
سنہ ۱۱۸۵ھ
کے لشکر جرار لیکر روانہ ہوئے اور دریاے کشنا سے عبور کرکے قلعہ گرگنڈہ کو مفتوح
کیا اور راجہ رامچندر بغاوت کے جرم مین محبوس کیا گیا پہر قلعہ کلیان ملک رامچندر کو
کو ضبط کیا اور وہان سے بڑہکر قلعہ نرل کو تسخیر کرکے ظفر الدولہ ضابطہ جنگ کو مرحمت
فرمایا اور خود بدولت مراجعت فرماے بلدہ حیدرآباد ہوئے اور چند سال تک اقامت
پذیر رہے - ان ایام مین اسمعیل خان بنی نایب ناظم برار مقرر کیا گیا -
سنہ ۱۱۸۶ھ
سنہ [illegible] مین مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی شادی امیر الامرا شجاع الملک بہادر کی دختر سے
بڑی دہوم دہام سے کی اس زمانہ قیام حیدرآباد مین بہت سے نئے امرا منصبدار ایلان

کرتوڑ کر اون کی جگہ بجاے ریشیل ہمرا منصب داران بناے گئے۔

رگھناتھ راو مرہٹہ سے لڑائی اور صلح

اس اثنا مین مادہو راو کے مرنے پر نراین راو اوسکا جانشین ہوا اوسکے چچا رگھناتھ راو نے اوسکو قابو مین لاکر علم خودسری بلند کیا اور بخیال فاسد ملک متعلقہ سرکار مین داخل ہوکر بیگراہی شروع کی اس لئے نواب مستطاب ۲۲ شعبان ۱۱۸۶ھ کو بلدہ حیدرآباد سے لشکر جرار لیکر اوسکی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے راستہ مین ۲۴ شعبان سنہ مذکور کو ہوملکے قریب رکن الدولہ دیوان سرکار کہ تصفیہ معاملات کے لئے برار کو گئے ہوئے تھے لشکر ظفر پیکر مین آگئے اور نواب مستطاب قلعہ بیدر مین داخل ہوئے۔ رگھناتھ راو بھی مقابلہ پر آپہونچا اور رعایا اور ملک کو برباد و تاراج کرنے لگا ایک ماہ تک برابر جنگ توپ و تفنگ جاری رہی آخر رکن الدولہ بہادر دیوان سرکار مصالحت کے لئے رگھناتھ راو کے پاس بھیجے گئے اور عہد و پیمان مضبوط کرکے خلعت و فیل و اسپ سے سرفراز ہوکر حاضر حضور ہوے۔ دوسرے روز خود بدولت و اقبال نے رگھناتھ راو کو ملاقات سے سرفرازی بخشی جب اس لڑائی کا خاتمہ ہوگیا نواب مستطاب حیدرآباد کے طرف متوجہ ہوے

صدور فرمان شاہی و خلعت خاصہ بہ نواب مستطاب از پیشگاہ بادشاہ ہندوستان

تاریخ کے پڑہنے والے خیال کرسکتے ہین کہ اب ملک دکن کے فرمان روا کو سلطنت دہلی کے بادشاہ سے کوئی علاقہ بجز اسکے باقی نہ تھا کہ اونکے نام کی بزرگی مانی جاوے۔ والاحکومت دہلی صرف اسیقدر طاقت رکھتے تھے کہ ہندوستان کے ٹکڑون مین جب کوئی نیا حاکم بن بیٹھے اور اوسکی جوانمردی اور ہیبت کا ڈنکا چارطرف بجنے لگے تو اوسکے نام ایک فرمان عنایتی و تعلق آمیز و خلعت وغیرہ بھیک مانگنے کے طور پر بھیجدے بڑے بڑے مرشدون کا جو رعب مریدون کی نظر مین ہوتا ہے وہی عزت شاہ دہلی کی رہگئی تھی چنانچہ جب سلطنت دکن نواب نظام علیخان بہادر جیسے دلیر اور منتظم شخص کے قبضہ مین آگئی تب فرمان

صوبہ داری دکن شاہ دہلی نے ان کے نام بھیجا تھا حالانکہ نواب موصوف کو اوسکی کچہ
ضرورت اپنی طاقت کے سامنے نہ تھی اب پہر فرمان شاہی و خلعت خاصہ و بابد ہلی
سے آیا تھا نواب مستطاب نے ازراہ عقیدت اوسکا استقبال کیا۔ بعدہ حیدرآباد سے
گلبرگہ مین رونق افروز ہوکر قلعہ گلبرگہ کی سیر فرمائی اور زیارت روضہ حضرت خواجہ
بندہ نواز گیسو دراز سے بھی مشرف ہوئے اور پہر باراده کالا چبوترہ دریائے بہیما کے
متصل قلعہ اتنگیر پر نزول اجلال فرمایا۔
دوسرے روز قلعہ رائچور کے متصل دریائے بہیما کے اوس طرف خیام دولت علیہ استادہ
ہوئے۔ یہان ناصر الملک کو کہ اتیاز گڑہ ادہونی مین نظر بند تھے عزت باریابی دربار
بخشی۔ ۲ ماہ الیہ ۶ ذی الحجہ سنہ مذکور کو رخصت ہوکر راہی قلعہ رائچور ہوئے اور نواب
مستطاب نے بغرض وصول پیشکشات موضع کوٹورہ مین رونق بخشی۔
نوید تولد مولود مسعود مرشدزادہ میر اکبر علیخان بہادر سکندرجاہ
۱۱۸۱ھ
۱۱۸۱ھ مین اسی مقام پر حیدرآباد سے تولد مولود مسعود کی خبر پہونچی نواب مستطاب
نے میر اکبر علیخان سکندرجاہ کے نام سے موسوم کیا۔
رگہناتہ راؤ کا ملک سرکار مین تاخت کرنا اور نواب مستطاب کا اوسکی
سرکوبی کے لئے تشریف لیجانا اور اوسکا جابجا فرار ہونا۔
اس زمانہ مین رگہناتہ راؤ نے نقض عہد کرکے قلعہ بید سے بہت سا روپیہ لوٹ لیا
حتی کہ مرہٹون کے مددگار بھی پریشان ہوگئے۔ اور نواب مستطاب سے استعانت
چاہی۔ نواب مستطاب ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۸۱ھ کو درگاہ حضرت مخدوم شیخ علاء الدین
لاڈلے انصاری قدس سرہ العزیز کی زیارت سے مشرف اندوز ہوکر دریائے بہیما
کو عبور کرکے قلعہ ... کے قریب پہونچے۔ یہان رگہناتہ راؤ کا قرارگاہ تھا ۱۱
محرم ۱۱۸۲ھ کو نواب مستطاب نے لشکر ظفر پیکر قلعہ پر بنڈا اسپہ تارا اور پہر وہان سے

کرلہ کے راستہ سے چلکر اطراف احمد نگر مین پہونچے۔ رگھناتھہ راؤ برہان پور کے طرف
بہاگا نواب مستطاب محمدی باغ احمد نگر مین فروکش ہوئے اور بعد چند روز کے کیلنا کی
پہونچے یہان سے ظفر الدولہ اور ساباجی کو گہاٹ نظام آباد سے اترکر بیشتر جانے کا
حکم دیا اور وہ لوگ روانہ ہوئے بعد ازان نواب مستطاب دریائے تاپتی کے طرف
آہو باغ برہان پور مین مقیم ہوئے۔ رگھوناتھہ راؤ خوف کے مارے دریائے نربدا کے
اوس پار بہاگ گیا۔

اس زمانہ مین نرائن راؤ کی بی بی کے لڑکا پیدا ہوا اور اوسکا نام سوامی نارائن راؤ رکہا گیا
چونکہ موسم برسات آگیا تھا اسلئے اورنگ آباد مین چھاؤنی ڈالی گئی جب موسم برسات
ختم ہوگیا تو ضابط جنگ بہادر کو رگھناتھہ راؤ کے تعاقب مین بھیجا گیا یہہ بدکار ملک خاندیس
مین آوارہ و پریشان رعایا پرایا اور ملک کو برباد و بے چراغ کرتا پہرتا تھا۔ نواب مستطاب
لشکر جرار لئے ہوئے سلطان پور و تھانیسر سے کوچ کرتے ہوئے برہان پور کے طرف
رونق افروز ہوئے اس جگہہ ضابط جنگ بہی لشکر فیروزی اثر سے آملے۔

مسیوان رگھوجی بہوسلا والی ناگپور مین جھگڑا

اس عرصہ مین مسیوان رگھوجی بہوسلا مین مناقشہ ہوا اور مدہاجی نے ساباجی کو
قتل کرڈالا اور اسلئے نواب مستطاب لشکر لیکر آخر محرم ۱۱۸۸ھ مین بہوسلا کے مستقر ناگپور
پر رونق افروز ہوئے مدہاجی دست بستہ حضور انور مین حاضر ہوکر عاجزی کرنے لگا
نواب مستطاب نے اوسکے معاملات کا تصفیہ کردیا۔

رکن الدولہ دیوان سرکار کی شہادت اور صمصام الملک[۱] کی وزارت

واپسی کے وقت جب لشکر ظفر پیکر ایلچپور کے طرف کوچ کررہا تھا رکن الدولہ دیوان سرکار

[۱] صمصام الدولہ شاہنوازخان دیوان کے فرزند تھے۔

کو فیضو جوان نے شہید کر ڈالا انکا قتل کالی بیگم صاحبہ کی ناراضگی کا باعث تھا اسمعیل خان
بنی بھی مخالف سرکار بن کر فوج کے ہاتھ سے قتل کیا گیا اس واقعہ کے بعد نواب
مستطاب نے وہین چند روز مقام فرمایا اور صمصام الملک کو دیوان ریاست
مقرر کرکے ظفر الدولہ کو اضافہ منصب اور خطاب مبارز الملک بہادر سے سرفراز
فرمایا اور سید عاقل خان بہرام جنگ کو کہ داروغہ ہرکارگان تھے منصب پنجہزاری
ذات اور تین ہزار سوار اور خطاب برہان الدولہ سے معزز کرکے نظامت صوبہ
برار پر مقرر کیا بعد اس انتظام کے نواب مستطاب وسط جمادی الاول سنہ مذکور
مین داخل اورنگ آباد خجستہ بنیاد ہوئے۔

تادیب رگھناتھ راؤ و تسخیر شولاپور

بعد انقضائے ایام قشلاق مبارز الملک کو مرہٹہ فوج کے ساتھ رگھناتھ راؤ کے
استقبال کے لئے روانہ کیا یہہ بدمعاش مالوہ مین آوارہ پھرتا تھا۔ نواب مستطاب
شروع ماہ شوال سنہ مذکور مین دہارور کے گھاٹ سے پار اتر کر دریائے مالوہ پر
خیمہ زن ہوئے اور عشرہ محرم الحرام ۱۱۹۰ھ کے اختتام تک وہین قیام فرمایا بعدہ
قلعہ کلیان کی طرف نہضت فرمائے یہان مبارز الملک نے بھی حاضر حضور ہوکر
سعادت قدمبوس حاصل کی۔

نواب مستطاب یہان سے بغرض وصول پیشکش شولاپور کے تشریف لے گئے راجہ
دینکٹپا نایک بحری بہادر قدم بوس ہوکر حاضر حضور رہا بعدہ خود بدولت متوجہ حیدرآباد
ہوئے اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کو اتالیقی صمصام الملک دیوان دکن پر مقرر
کرکے گلبرگہ کو رخصت کیا اور نواب مستطاب ۱۰ رجب ۱۱۹۰ھ داخل بلدہ حیدرآباد
ہوئے ۱۸ ذی الحجہ ۱۱۹۲ھ کو نواب مستطاب موضع گگن پہاڑ تک گئے اور
وہان سے گولکنڈہ تک سیر کرکے مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے۔

نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کی سیر و شکار کا ذکر

وسط ذی الحجہ ۱۱۹۲ھ سے محرم الحرام ۱۱۹۳ھ تک باغ گوردہن داس میں نواب مستطاب
نے رونق افروز مقام باغ مذکور سے چالیس کوس تک سیر و شکار کیا گیا اور
ربیع الاول سنہ مذکور کو رونق افروز مقام ہوئے۔
اسی سال ۱۱۹۳ھ میں نواب صمصام الملک دیوان اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر
کو دریائے کرشنا کے کالا چبوترہ تک روانہ فرمایا۔ مرشد زادہ مصروف اوس
ضلع کے معاملہ کا سرانجام کرتے رہے جب سنہ مذکور کو حاضر حضور پر نور ہوگئے
اس زمانہ سے لیکر دو سال تک نواب مستطاب بتقریب زیارت کوہ شریف و سیر
قلعہ گولکنڈہ مصروف سیر و شکار رہے چنانچہ شکارگاہ موضع لنگوجی گوڑہ باہتمام
شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر عمل میں آئے اس میں ہرن چیتے شیر وغیرہ کا
بھی انتہا شکار موجود تھا۔ ایام گرما میں تیغ جنگ بہادر نے جابجا آبدار خانہ تیار
کئے جسمیں تمام لشکر کو ہر وقت گلاب پڑا ہوا شیرین و ٹھنڈا پانی ملتا تھا۔

مبارز الملک کی وفات اور احتشام جنگ کی سرکشی نواب مستطاب کا کولاس تک تشریف لیجانا۔ صمصام الملک کی وفات اور نواب مستطاب کی مراجعت۔

اسی زمانہ میں نواب معین الدولہ سہراب جنگ نے حضور میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ
نواب مبارز الملک ظفر الدولہ بہادر سخت علیل ہیں حضور نے حکیم الممالک مسیح الدولہ
حکیم خواجہ محمد باقر خان اور راما جراح کو معالجہ مبارز الملک کے لئے روانہ قلعہ
نرمل فرمایا تیسری منزل پر مبارز الملک کی وفات کی خبر پہونچی۔ حکما حسب الحکم
حضور واپس چلے آئے۔
قلعہ نرمل کو احتشام جنگ پسر ظفر الدولہ مبارز الملک خوب مستحکم و مضبوط کر لیا اس

کو فیضو جوان نے شہید کرڈالا انکا قتل کالی بیگم صاحبہ کی ناراضی کا باعث تھا اسمعیل خان
بنی بھی مخالف سرکار بن کر فوج کے ہاتھہ سے قتل کیا گیا اس واقعہ کے بعد نواب
مستطاب نے وہین چند روز مقام فرمایا اور صمصام الملک کو دیوان ریاست
مقرر کرکے ظفر الدولہ کو اضافہ منصب اور خطاب مبارز الملک بہادر سے سرفراز
فرمایا اور سید عاقل خان بہرام جنگ کو کہ داروغہ ہرکارگان تھے منصب پنجہزاری
ذات اور تین ہزار سوار اور خطاب برہان الدولہ سے معزز کرکے نظامت صوبۂ
برار پر مقرر کیا بعد اس انتظام کے نواب مستطاب وسط جمادی الاول سنہ مذکور
مین داخل اورنگ آباد خجستہ بنیاد ہوئے۔

تادیب رگھناتھہ راؤ و تسخیر شولاپور

بعد انقضائے ایام قشلاق مبارز الملک کو مرہٹہ فوج کے ساتھہ رگھناتھہ راؤ کے
استقبال کے لئے روانہ کیا یہہ بدمعاش مالوہ مین آوارہ پہرتا تھا۔ نواب مستطاب
شروع ماہ شوال سنہ مذکور مین دہارور کے گہاٹ سے پار اتر کر دریائے مالوہ پر
خیمہ زن ہوئے اور عشرہ محرم الحرام ۱۱۹۰ھ کے اختتام تک وہین قیام فرمایا بعدہ
قلعہ کلیان کے طرف نہضت فرمائے یہان مبارز الملک نے بھی حاضر حضور ہوکر
سعادت قدمبوس حاصل کی۔

نواب مستطاب یہان سے بغرض وصول پیشکش شولاپور کے تشریف لے گئے راجہ
وینکٹیا نایک بحری بہادر فوم بیدر حاضر حضور ہوا بعدہ خود بدولت متوجہ حیدرآباد
ہوئے اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کو آتالیقی صمصام الملک دیوان دکن پر مقرر
کرکے گلبرگہ کو رخصت کیا اور نواب مستطاب ۱۰ رجب ۱۱۹۰ھ داخل بلدہ حیدرآباد
ہوئے ۱۰ ذی الحجہ ۱۱۹۲ھ کو نواب مستطاب بہ منع گگن پہاڑ تک گئے اور
وہان سے گولکنڈہ تک سیر کرکے مراجعت فرمائے حیدرآباد ہوئے۔

نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کی سیر و شکار کا ذکر

۲۰ سلخ ذی الحجہ ۱۱۹۱ھ سے محرم الحرام ۱۱۹۲ھ تک باغ گورد ہن داس مین نواب مستطاب نے رونق افروز مقام باغ مذکور سے چالیس کوس تک سیر و شکار کیا گیا اور ۲۰ ربیع الاول سنہ مذکور کو رونق افروز مقام ہوئے۔

اسی سال ۱۱۹۳ھ مین نواب صمصام الملک دیوان اور مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کو دریائے کرشنا کے کالا چبوترہ تک روانہ فرمایا۔ مرشد زادہ مصروف اوس ضلع کے معاملہ کا سر انجام کرکے ۲۰ رجب سنہ مذکور کو حاضر حضور پر نور ہوگئے اس زمانہ سے لیکر دو سال تک نواب مستطاب تبقریب زیارت کوہ شریف کے قلعہ گولکنڈہ معروف سیر و شکار رہے چنانچہ شکارگاہ موضع لنگوجی گوڑہ باہتمام شمس الدولہ تیغ جنگ بہادر عمل مین آئے اس مین ہرن چیتے شیر وغیرہ کا بھی انتہا شکار موجود تھا۔ ایام گرما مین تیغ جنگ بہادر نے جابجا آبدار خانہ تیار کئے جسمین تمام لشکر کو ہروقت گلاب پڑا ہوا شیرین و ٹھنڈا پانی ملتا تھا۔

مبارز الملک کی وفات اور احتشام جنگ کی سرکشی نواب مستطاب کا کولاس تک تشریف لیجانا۔ صمصام الملک کی وفات اور نواب مستطاب کی مراجعت۔

اسی زمانہ مین نواب معین الدولہ سہراب جنگ نے حضور مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ نواب مبارز الملک ظفر الدولہ بہادر سخت علیل ہین حضور نے حکیم الممالک مسیح الدولہ حکیم خواجہ محمد باقر خان اور مادنا جراح کو معالجہ مبارز الملک کے لئے روانہ قلعہ نرمل فرمایا تیسری منزل پر مبارز الملک کی وفات کی خبر پہونچی۔ حکما حسب الحکم حضور واپس چلے آئے۔

قلعہ نرمل کو احتشام جنگ پسر ظفر الدولہ مبارز الملک خوب مستحکم و مضبوط کر لیا اس

سبب سے حضور پر نور سنہ ۱۱۹۶ھ مین قلعہ مذکور کی طرف عازم ہوئے اور کولاس پر نزول
اجلال فرمایا اس اثنا مین صمصام الملک نے انتقال کیا چونکہ موسم برسات قریب
آگیا تھا اسلئے تھوڑی پیشکش لیکر واپس حیدرآباد ہوے۔

سنہ ۱۱۹۶ھ

امیر الامرا نواب شجاع الملک بسالت جنگ بہادر کی وفات

انہین ایام مین شجاع الملک رہگرای عدم ہوے نواب مستطاب نے اونکے فرزند
مہابت جنگ وارا جاہ بہادر کو باپ کے تعلقات ادہونی و رایچور پر سرفرازی بخشی۔

تسخیر قلعہ نرمل۔ و احتشام جنگ کا ناظم صوبہ برار مقرر ہونا۔

سنہ ۱۱۹۷ھ

دوسرے سال یعنی سنہ ۱۱۹۷ھ مین نواب مستطاب قلعہ نرمل پر پہونچے اور اوسکا سخت محاصرہ
کیا آخرکار احتشام جنگ نے لاچار ہوکر عاجزی نامہ بھیجا اور عفو تقصیر کے لئے اپنی
والدہ کو حضور نواب مستطاب مین روانہ کیا نواب مستطاب نے اوسکا قصور معاف
کردیا اور قلعہ نرمل کے معاوضہ مین نظامت صوبہ برار پر مقرر کیا اور بہرام جنگ کو
دوسری جگہہ بدل دیا اور حراست قلعہ نرمل وجگتیال کی برہان الدولہ کو عطا فرمائے
اور مبارز الملک کا تمام مال و منال مع کارخانجات داخل سرکار ہوا۔

اعظم الامرا معین الدولہ غلام سید خان بہادر سہراب جنگ دیوان مقرر ہوئے

بعد اس واقعہ کے تصفیہ کے نواب مستطاب ۴ رجب سنہ مذکور کو داخل شہر حیدرآباد
ہوے اور کئے سال تک جشنون اور سیر و شکار مین مصروف رہے بعد وفات نواب
مبارز الملک امورات مالی وملکی کے انجام کے لئے اعظم الامرا معین الدولہ مشیر الملک
غلام سید خان بہادر سہراب جنگ عہدہ دیوانی سرکار پر سرافراز ہوے میر

میر ابو القاسم میر عالم بہادر کا کلکتہ جانا اور سرکار کمپنی سے
محبت و اتحاد کا عہد واثق کرنا اور حیدرآباد کو واپس آنا۔

سنہ ۱۲۰۲ھ مین نواب مستطاب نے میر ابو القاسم میر عالم بہادر کو پانچ منصبداران

عاقل الدولہ - شیر عباس علیخان نظام یار جنگ - میر عبد العزیز خان بہادر - غلام نبی خان بہادر
و مرزا ابو تراب خان بہادر کے ساتھ کلکتہ کو سرکار کمپنی بہادر کی محبت و یکجہتی سرکار آصفیہ
و سرکار انگلشیہ مین قائم کرنے کے لئے بھیجا تھا - میر عالم بہادر کے ساتھ سات ہاتھی اور
سترہ اونٹ اور ساٹھ سوار سلحداری تھے لشکر کا بازار بھی ساتھ ساتھ رہتا تھا میر عالم بہادر
براہ جگناتھ روانہ کلکتہ ہوئے اور لارڈ کارنوالس بہادر گورنر جنرل سے پانچ ملاقاتین
خود اونکی کوٹھی پر جاکر کین اور پانچ ہی مرتبہ لارڈ کارنوالس بہادر ان کی فرودگاہ پر
تشریف لائے - دسوین ملاقات کے بعد روانگی حیدر آباد کی اجازت ہوگئی - لیکن
پھر ایک مرتبہ لارڈ کارنوالس نے ان کو اپنی کوٹھی پر ملاقات کے لئے بلاکر خاص میر ابو القاسم
میر عالم بہادر کو اور سوائے انکے دیگر ہمراہی منصبداران کو جواہر و خلعت و تحائف
سے سرفراز کرکے روانگی حیدر آباد کی رخصت دی میر عالم بہادر کو تین سال اس کام
مین کلکتے - میر عالم بہادر نے تحائف مرسلۂ لارڈ کارنوالس بہادر حضور مین نظر کیا
از تسے گذرانے اور خلعت فاخرہ و خطاب میر عالم بہادر سے سرفرازی پائے میر عالم
بہادر کے کلکتہ آنے کی خبر سنکر نواب آصف الدولہ بہادر نواب وزیر لکھنؤ نے لکھا
کہ ہم سے بھی ملاقات کر کر حیدر آباد جاؤ لیکن میر عالم نہ گئے اور کہلا بھیجا کہ ہم لوگ
ملازمان سلطنت آصفیہ مین بدون اجازت ولی نعمت کے کسی والی ملک سے
نہین مل سکتے -

سلطان العصر ٹیپو سلطان والی میسور پر لشکر کشی

جب میر عالم بہادر نے کام سے فراغت حاصل کرکے ۱۲۰۳ھ مین حیدر آباد پہونچے
تو تہدید و شور سلطان دین پناہ ٹیپو سلطان کی پہونچی - ٹیپو سلطان نے قلعہ ادہونی
پر حملہ کیا لیکن مہابت جنگ داماجاہ بہادر پسر شجاع الملک امیر الامرا بہادر نے
قلعہ کا استحکام کرلیا اور تہوڑی فوج سے تا فتن ٹیپو سلطان سے قلعہ کو محفوظ رکہا

اور بہت جلد نواب مستطاب کو اطلاع کی - انگریزون اور پنڈت پردہان نے بھی ٹیپو سلطان
سے عاجز آکر نواب مستطاب سے درخواست کی کہ ٹیپو سلطان کو سزا دیجیے نواب مستطاب
نے بخیال حیدر علی نایک پہلے دوستانہ نصیحت کی لیکن جب اوس نصیحت سے کوئی
فائدہ نہ نکلا اور ٹیپو سلطان نے کسی کی نہ سنی تب مجبوراً سنہ ۱۲۰۱ مین نواب مستطاب
لشکر سمیت قلعہ پانگل تک تشریف لیگئے اور وہان سے مرشدزادہ بلند اقبال سکندر جاہ
بہادر کو مع نواب اعظم الامرا و دیگر سرداران نامی کے ایک زبردست فوج دیکر سرنگا پٹن
پر حملہ کرنے کا حکم دیا اس فوج کے ساتھہ سرداران انگریزی مع فوج اور راؤ پنڈت
پردہان اور ہری پنڈت پڑکیہ مع لشکر کے شریک تھے اس مقام پر نواب مستطاب
تین سال تک جشن و سیر و شکار مین مصروف رہے اودہر ٹیپو سلطان سے اس طرح معاملہ
فیصل ہوا کہ ایک کرور روپیہ نقد اور ایک کرور کا ملک کرپہ و سدہوٹ و گنجی کوٹہ وغیرہ
لے لئے گئے بعد اسکے اعظم الامرا مع مرشدزادہ سکندر جاہ بہادر واپس چلے آئے -
انکی واپسی کی خبر سنکر نواب مستطاب بتعجیل تمام باوجودیکہ شمس الامرا تیغ جنگ بہادر نے
اونہین دنون مین وفات پائی تھی حیدرآباد مین داخل ہوئے خود نواب مستطاب
کا مزاج علیل تھا مگر کچھہ خیال نفرمایا اور سفر کی تکلیف اٹھا کر حیدرآباد مین پہونچے ایکسال
تک علاج کرتے رہے اور سفر مغرب کے طرف بھی توجہ نہ کی -

ملک دکن مین قحط سالی اور اوسکا انتظام

انہین دنون مین ملک مین ایسا سخت قحط پڑا کہ آدمی کو آدمی کہانے لگے - بہوکون نے
تیج محل کے دروازہ کو آگ لگا دی مگر حسب الحکم سلطانی فوج نے اونکو منتشر کردیا اوسی روز
نظامت شہر ہمت یار خان بہادر سے نکالکر بدیع اللہ خان بہادر ناظم جنگ کو سپرد کیگئی
اور چودہریون اور سرخیل مارواڑیون کو حکم ہوا کہ نرخ غلہ کم کرین اور جہانتک ممکن ہو
غلہ کی افراط رکہین - اوسوقت حیدرآباد مین روپیہ کو دو سیر چار سیر تک غلہ ملتا تھا اسقدر

مخلوق کثیر ہو کون سے کے مارے مرگئی کہ حسین حملہ کا تالاب اونکی ہڈیون سے سفید نظر آتا تھا

سیف الملک مالی میان سپہ اعظم الامرا کی وفات اور مرشدزادہ سلیمانجاہ بہادر کا اعظم الامرا کی فرزندی مین جانا +

ان دونون مین سیف الملک مالی میان سپہ اعظم الامرانے بعارضۂ اسہال انتقال کیا
چونکہ دیوان موصوف کی اولاد مین صرف یہی ایک صاحبزادہ چشم وچراغ خاندان تھا اس
صدمہ سے اعظم الامرا بہادر کو خفقان طاری ہوا نواب مستطاب نے میر عالم بہادر کے
کہنے سے مرشدزادہ سلیمانجاہ بہادر کو کہ ایک سالہ تھے اونکی فرزندی مین دیدیا کہ
تسکین خاطر ہو۔

نواب مستطاب اور مرہٹون سے کہرلہ پر جنگ

سنہ ۱۲۰۸ھ مین نواب مستطاب نے باغ گوردہن داس پر بارادہ روانگی فوج ظفر کا ملاحظہ
فرمایا کیونکہ حسب قرارداد صلحنامہ مہاجی سیندہیا کو مع فوج ہر جنگ مین نواب مستطاب
کے ہمراہ رہنا ٹھہرا تھا جب نواب مستطاب کو خبر پہونچی کہ مہاجی سیندہیہ دارالخلافہ
شاہجہان آباد سے فوج لیکر ہمارا شریک ہونیکے لئے آتا ہے تب نواب مستطاب بھی
کوچ در کوچ کرکے قلعہ بیدر مین داخل ہوئے اور چند روز بطور سیر وشکار قیام فرمایا
اسی عرصہ مین خبردارون نے خبر دی کہ مہاجی سیندہیا فوت ہوگیا اور اوس کا بیٹا
دولت راؤ اوسکے لشکر پر قابض و متصرف ہوگیا اس خبر کے سننے سے اعظم الامرا اور
حضور نواب مستطاب کو بڑی سخت فکر ہوئی اور دولت راؤ سیندہیہ کو اپنے باپ کے
عہد و پیمان پر قائم رہنے کے لئے لکہا مگر اوس نے بسبب اغوائے نانا پہڑنویس اولاہا م

نوٹ ۔ یہہ میر جملہ امراے قطب شاہیہ مین سے تھے کہ اپنے یادگار حیدرآباد مین اس تالاب کو چہوڑگئے ہین
جس سے نصف حصہ حیدرآباد کا سیراب ہوتا ہے۔

بیذات پر وہان سرکشی سے منہہ نہ پھیرا اور شریک سرکار نہوا۔ اس نانا پہڑنویس نے
دولت راؤ کو سخت سخت غلط فہمین دیکر نواب مستطاب کے طرف سے پھیرا اور لڑائی
پر آمادہ کیا۔

۱۲۰۹ھ آخرکار ۱۴ شعبان ۱۲۰۹ھ کو نواب مستطاب لشکر ظفر پیکر کو بڑہائے ہوئے کہرلہ
کے قلعہ کے متصل کے میدان مین پہونچے۔ اور طرفین مین لڑائی شروع ہوئی۔ لوہے
سے لوہا بجنے لگا توپون اور بندوقون کی جھنکاڑ سے میدان کارزار مین شور قیامت
برپا ہو گیا اور طرفین کے بہادرون جان نثارون نے داد مردانگی دی لیکن نہ ادہر
فتح نہ اودہر ظفر۔

سبب اسکا یہ تھا کہ اکثر نمک حرام اعظم الامرا بہادر سے عداوت و مخالفت رکہتے تھے
اور نہین چاہتے تھے کہ سرکار کو اعظم الامرا کے ہاتھون پر اس لڑائی مین کامیابی ہو
اسیوجہہ سے فوج مخالف کے سردارون سے ملے ہوئے تھے اور خود جنگ کرنے مین
پہلو تہی کرتے تھے ان نمک حرامون نے مرہٹون سے قلیل روپیہ بھی لے لیا تھا اور
جو لوگ جنگ کے وقت جان نثاری مین مصروف تھے اون مین سے موقع پاکر اکثر
سردارون کو قتل بھی کرڈالا اسی حالت مین حضوری جہنڈے کو مرہٹے لے گئے لیکن
روشن خان بہادر اور نواب منصور الدولہ بہادر نے عین معرکۂ کارزار مین سخت
جانفشانی کرکے پہر مرہٹون سے جہنڈا چہین کر کہڑا کر دیا اور صحیح وسلامت پہر اپنے
لشکر مین آملے اور مورد تحسین و آفرین ہوئے جس وقت کہ تاریکی شب مانع جدال
و قتال ہوئی اور آتش جنگ سرد ہوئے خود بدولت و اقبال میدان جنگ سے
معاودت کرکے داخل قلعہ کہرلہ ہوئے اور سرداران فوج دریا موج لے جابجا حفاظت
و نگہبانی کی غرض سے افواج متعین کردین اور خود مستعد رزم رہے باقی تمام بہیٹر
جنگاہ کو قلعہ کے فصیل کے اندر پناہ مین اتارا۔

نواب مستطاب کی اہل پونا وغیرہ مرہٹون سے

یہان پر کشن راؤ بلال وکیل پنڈت پردہان نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور سابق خونریزی
ہوتی ہے اور خلق اللہ کا آرام مصالحت باہمی مین ہے یہہ سارا فساد نواب اعظم الامرا بہادر
کی وجہہ سے ہے اور چند باتین ایسی کہین کہ جس سے نواب مستطاب کو اعظم الامرا کی
طرف سے ناراضی ہوجاوے ۔ اور پہر بہی کشن راؤ بلال پنڈت پردہان کے پاس گئے
گیا اور وہان تصفیہ معاملات کرکے ۸ رمضان سنہ مذکور کو حضور مین حاضر ہوا چنانچہ
۹ رمضان کو عہدنامہ لکہا گیا۔

سپردگی نواب اعظم الامرا بہادر بلشکر پونا

اور بین جانبین سے قرارداد صلح یہ تہا کہ نواب اعظم الامرا بہادر کو حوالہ اہل پونا کرین
چنانچہ نواب اعظم الامرا حوالہ پونا کئے گئے ۔ ۱۲ رمضان المبارک سنہ مذکور کو روانہ
حیدرآباد ہوئے راستہ مین ۲۴ رمضان المبارک کو میر عالم بہادر جو بعض امور کے
تصفیہ کے لئے پونا گئے ہوئے تہے شرف اندوز ملاقات ہوئے اور راجہ شیام راج
اور راجہ رگہوتم راؤ بہی اسی تاریخ سعادت قدمبوس سے مشرف ہوئے نواب مستطاب
کوچ درکوچ ۲ شوال کو حیدرآباد پہونچے ۔

مرشدزادہ عالیجاہ بہادر کی بغاوت ووفات

تہوڑے ہی عرصہ مین دوسری نیرنگی نے مُنہہ دکہایا یعنے اعظم الامرا مشیر الملک کی
عدم موجودگی مین راجہ شیام راج امور ملکی ومالی کو نیابتاً انجام دیتے تہے ۔ اونہون
نے رگہوتم راؤ کے کہنے سے بحیلہ کفایت سرکار نواب مستطاب کو تخفیف سپاہ پر
مائل کیا اور دونون مین بمشورہ میر عالم بہادر بغرض استحکام محبت سرکار آصفیہ وسرکار
انگلشیہ تہوڑی فوج انگریزی مستقر سلطنت مین رہا کرتی تہی ۔ ان راجہ صاحب نے
میر عالم بہادر کو سرکار سے رخصت دلوادے ۔ اور پہر فوج انگریزی بہی کوچ درکوچ

کرکے دارٹ بلی تک پہونچ گئے تھی۔ چونکہ مشیر الملک بہادر کے تنزل سے بہت سے فساد اندیش اپنی اپنی ترقیون کے خیال مین پڑے ہوے تھے جب اونکی آرزوئین پوری ہوئین تو نواب مستطاب کے زوال کے درپے ہوے۔

چونکہ فوج انگریزی بھی مستقر مین نہ تھی اور دوسرے زبردست وفادار لوگ بھی ادہر ادہر چلے گئے تھے۔ مفسدون نے اس موقع کو غنیمت جانکر خفیہ طور پر مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کو بغاوت پر آمادہ کیا اور خود اوس کی اطاعت پر کمربستہ ہوے۔ ۹ ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ کو کہ شب عرفہ تھی عالیجاہ موقع پاکر دار السلطنت سے باہر نکل گیا اور اوسکو سداشیو رڈی اور غالب جنگ اور سیف جنگ اور بدیع اللہ خان ناظم جنگ اور بہت سے اور دوسرے مفسد ساتھ لیکر عازم قلعہ بیدر ہوے اور قلعہ مذکور پر قبضہ کرلیا۔

سنہ ۱۳

ادہر سے حسب الحکم نواب مستطاب سیدی عبد اللہ خان حبشی فوج لیکر مرشد زادے کی تادیب کے لئے روانہ ہوا لیکن ایک روز غفلت کی حالت مین سداشیو رڈی نے سیدی عبد اللہ خان حبشی کے لشکر پر چھاپا مارا سید مذکور سخت زخمی ہوا اور تمام جمعیت منتشر ہوگئی اور اوس کی اہل و عیال سداشیو رڈی کے ہاتھہ مین گرفتار ہوگئے جب یہہ خبر نواب مستطاب نے سنی تو اولاً از راہ شفقت پدری مرشد زادے کی فہمایش کے لئے عنایت نامہ مہری بخشی بیگم صاحبہ غوث قسم خان کے ہاتھہ اوس فرمایا خان مذکور نے ہر چند سمجھایا مگر عالیجاہ بہادر کو مفتریون اور مفسدون نے ایسا اغوا نہین کیا تھا کہ اپنی ارادہ فاسد سے باز آتا تب مجبوراً نواب مستطاب نے فوج انگریزی کو دارٹ بلی سے طلب کرکے بسرکردگی میر ابو القاسم میر عالم بہادر وجمعیت موسی ریمو فرانسیس افسران پایگاہ سردار الملک گیاسی میان وغیرہ کو عالیجاہ بہادر کے واپس لانے کے لئے روانہ کیا۔ یہہ خبر سنکر سید محمود باقر خان بیج بہیہ بہون بلی سے اور محمد اعظم خان دبیسن خان وغیرہ جمعداران علاقہ پایگاہ

بھی روانہ ہوئے بیدر ہوئے۔ جب یہ افواج متفقہ قلعہ بیدر کے قریب پہونچین تب باغیون نے بھی دلیری سے مقابلہ شروع کیا۔
ایک طرف سے موسی ریمو کی جمعیت نے دوسری طرف سے فوج انگریزی نے اور تیسرے طرف سے فوج سرکاری نے چوتھی طرف سے جمعیت پایگاہ نے باغیان بدکیش کو دہر کے ایسا دبایا کہ سب متفرق ہوگئے اور مرشدزادہ عالیجاہ بہادر چند سوار و پیادے لیکر اورنگ آباد کے طرف بھاگا اور جھٹ پٹ قلعہ مین گھس گئے۔ سداشیو رڈی۔ غالب جنگ سیف جنگ۔ بدیع اللہ خان ناظم جنگ وغیرہ قلعہ بیدر سے نکلکر جابجا متفرق و پریشان پہرنے لگے۔
سداشیو رڈی جو اصلی بانی مبانی اس ہنگامہ کا تھا چند روز اپنے علاقہ کے دیہات مین مخفی رہا لیکن آخرکار مجبور ہوکر حاضر حضور ہوا اولاً دو چار روز دربار مین آتا جاتا رہا لیکن پہر قلعہ محمدنگر مین قید کیا گیا اور بقصاص سیدی عبداللہ خان حبشی۔ بعد جنگ کے سیدی مذکور کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔ سیف جنگ اور غالب جنگ نے اپنا عفو تقصیر چاہا چنانچہ اونکا قصور معاف ہوا اور معقول بنشن پر خانہ نشین کیے گئے بدیع اللہ خان اپنی بدذاتی کے سبب حاضر نہوا اور دہلی چلاگیا پہر اوس کی کچہہ خبر نہ ملی۔
یہان مرشدزادہ عالیجاہ بہادر بلدہ اورنگ آباد مین موسی ریمو اثر درالدولہ بہادر کے ہاتہہ پہر انجیل اوٹہاکر عفو جرائم کے لئے اور نہ حضور پدر عالیقدر رہوے۔ لیکن نیرنگی فلک نے دوسرا شعبدہ دکہلایا کہ کہیڑ کی منزل مین دریائے گنگا پر عالیجاہ بہادر کو سخت بخار آیا اور اسی عارضہ سے قضا کر گئے بعضے کہتے ہین کہ شرم کے مارے زہر کہایا واللہ اعلم کیا ہوا۔
انکی نعش میر عالم بہادر اور ریمو موسی کمال حسرت و افسوس کے ساتھہ حیدرآباد مین لائے اور حسب الحکم حضور درگاہ سید حسن برہنہ صاحب مین دفن کیا۔ نواب مستطاب کو سخت

غم و الم ہوا۔
اس سال دوسرا ایک سخت حادثہ ہوا ماہ شعبان المعظم مین حسب معمول نواب مستطاب خلوت
مبارک کی چھت پر بیٹھے ہوئے آتش بازی کا تماشا دیکھہ رہے تھے کہ یکایک لقوہ و فالج عائد
حال ہوگیا۔ حکیم عنایت اللہ خان نے عرض کیا کہ فدوی عرق آصفیہ جواہرات اور
معجونات اور پرندون کے گوشت سے ایسا طیار کرتا ہے کہ اوسکے استعمال سے سو برس کا
بوڑھا جو بیس برس کا جوان بن سکتا ہے چنانچہ نواب مستطاب نے جلد اوسکی طیاری کا
حکم دیا۔ حکیم الملک حکیم عبدالجلیل خان نے ہر چند کہا کہ اوس عرق مین گلاب بے حد
پڑتا ہے وہ حضور کے مزاج کو ہرگز موافق نہ آویگا مگر نواب مستطاب نے ایک نہ سنی
آخرکار حکیم عبدالجلیل خان کا کہنا درست ہوا اور اوس عرق کے پیتے ہی پھر لقوہ و فالج
نے اپنا ظہور کیا اب حضور نواب مستطاب بستر پر پڑگئے۔ ہر چند اطبا نے علاج کیا لیکن
بسبب پیری کچھہ فائدہ نہوا یہانتک کہ ۱۲۱۲ھ مین اعظم الامرا بہادر پونا سے
خوش و خرم پہونچے اور حضور کے معالجہ مین کوشش بلیغ کی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مزاج
مبارک ایک حالت مین رہنے لگا۔

۱۲۱۲ھ

ٹیپو سلطان پر لشکر کشی اور فتح سرنگپٹن اور سلطان کی شہادت و ضبطی ملک میسور

۱۲۱۳ھ

۱۲۱۳ھ مین افواج قاہرہ سرکار عالی بسرکردگی میر عالم بہادر لارڈ کارنوالس
اور جنرل ہارس کی امداد کو حسب قرارداد سرکارین واسطے استیصال کلی سلطان
ٹیپو سلطان والی میسور کے روانہ ہوئین اور دونون لشکرون نے متفق ہوکر سرنگپٹن
پر دھاوا مارا کچھہ حکمت عملی بھی کی گئی آخرکار ٹیپو سلطان نے بڑی بہادری سے
شہادت پائی۔ سارا ملک ضبط ہوکر ایک راجہ کے حوالہ کیا گیا جسکا راج ابتک
اوسکے خاندان مین چلا آتا ہے۔ میر عالم بہادر بعد اس کارروائی کے مع فوج

انگریزی حضور مین حاضر ہوئے جمعیت انگریزی ملازم سرکار عالی کے لئے مقام حسین ساگر پر چہاؤنی مقرر ہوئی جو کہ اب الوال کے نام سے مشہور ہے۔ کوٹھی رزیڈنسی بھی طیار ہوئی اور بہت سے مکانات بوضع انگریزی تعمیر کئے گئے۔

۱۲۱۵ھ

۱۲۱۵ھ مین مرشد زادہ سکندر جاہ بہادر کی شادی سیف الملک مالی میان فرزند اعظم الامرا ارسطو جاہ کی بیٹی جہان پرور بیگم صاحبہ سے بڑی دہوم دہام سے ہوئی۔
مالی میان کی دوسری صاحبزادی سے شاہ یار الملک برادر زادہ مظفر الملک اسد علیخان بہادر جاگیردار بیگن پلی کی شادی ہوئی ان ہر دو شادیون کے جشن برابر چار ماہ تک ہوتے رہے۔

میر عالم بہادر کا مقید ہونا

بعد اختتام ان جشنون کے میر عالم بہادر ملک مفتوحہ کڑپہ اور کنجی کوٹہ اور قلعہ سدہوٹ کے انتظام کے لئے گئے یہہ ملک ٹیپو سلطان کے ملک مین سے سرکار نظام کے حصہ مین آیا تھا۔ اس اثناء مین بسبب انقلاب زمانہ ارسطو جاہ بہادر اعظم الامرا بہادر نے میر عالم بہادر کو وکالت سرکار انگریزی سے برطرف کرکے قلعہ ردورین مین مقید کر دیا اور وکالت کو بھی ضمیمہ مدار المہامی خود بنا لیا۔ میر عالم کا کوئی ظاہرا قصور تو نہ تھا لیکن شاید خدا نے ٹیپو سلطان کی خونریزی ناحق اور بربادی وضبطی حکومت اسلامیہ کے جرم مخفی مین یہہ قید کا عذاب دلوایا ہوگا۔

نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر آصف جاہ ثانی کی وفات

۱۲۱۸ھ مین مرشد زادہ کیوان جاہ بہادر کا جشن بسم اللہ خوانی ہو رہا تھا کہ یکایک نواب مستطاب کی طبیعت عین حالت خوشی وخرمی مین بگڑ گئی اور دنیا بھر کا کوئی علاج مفید نہ پڑا۔ آخرکار سترہ ربیع الاول ۱۲۱۸ھ کو پہر دن چڑہے نواب مستطاب

بانی ہبانی سلطنت آصفیہ کی روح پر فتوح جنت الفردوس کو پرواز کر گئی۔
قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ محلات سے شور محشر برپا ہو گیا اور رعایاء جان نثار کے
ہوش و حواس اُڑ گئے۔
آخر کار اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر کے مشورہ کے موافق نواب مستطاب کے والدہ ماجدہ
حضرت قدسیہ عمدہ بیگم صاحبہ کے مقبرہ کے پاس صحن مکہ مسجد مین نواب مستطاب ذفتر
خاندان آصفیہ کو مدفون کیا اور غفران مآب لقب رکھا۔
جسوقت نواب مستطاب نے رحلت فرمائی ارسطو جاہ بہادر نے جمعیت انگریزی ملازم
سرکار کو چنین ساگر سے طلب کر کے ہر ایک مرشد زادے کے دروزہ پر دو دو سو جوان
کا پہرہ مقرر کیا جو بعد انتقال ارسطو جاہ بہادر۔ بعہد دیوانی میر عالم بہادر اوٹھایا گیا۔

شجاع الملک بسالت جنگ اور معتقد الدولہ چین قلیچ خان ناصر الملک ہمایون جاہ مغل علی خان بہادر کا حال۔

یہان مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نواب غفران مآب کے بھائیون امیر الامرا شجاع الملک
بسالت جنگ بہادر اور معتقد الدولہ چین قلیچ خان ناصر الملک ہمایون جاہ مغل علیخان بہادر
کا حال بھی بیان کر دیا جاوے۔
شجاع الملک بسالت جنگ امیر الامرا بہادر پانچوین فرزند نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر
کے ہین امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کے عہد مین صوبہ دار صوبہ بیجاپور رہے
اور بعد ملنے خطاب شجاع الملک امیر الامرا کے امیر الملک کے مزاج مین رسائی
پیدا کی اور امورات مالی و ملکی مین دخل دینے لگے تھے جب نواب مستطاب ولیعہد ہوئے
تب شجاع الملک بیجاپور چلے گئے لیکن جب نواب مستطاب راجبندری کے طرف چلے گئے
تو یہہ پھر آکر دخیل کار ہو گئے۔ آخر کار نواب مستطاب کے خوف سے گھبرا کر فیروز گنڈہ

اوہونی اور ناچار پر قناعت کرکے بیٹھے رہے لیکن خیال باطن ہمیشہ رکھتے تھے - سنہ ۱۱۹۲ھ
مین انتقال کرگئے نواب مستطاب نے اونکے فرزند صلابت جنگ داراجاہ بہادر کو باپ کی
جاگیر پر مامور کیا انہون نے ٹیپو سلطان سے خوب لڑائیان لڑین سنہ ۱۲۰۰ھ مین صلابت جنگ
بھی دار البقا کو سدہارے اونکی اولاد مین کوئی لائق نہ تھا لہذا تمام جاگیر داخل سرکار ہوئی
ناصر الملک ہمایون جاہ مغل علیخان بہادر چھٹے فرزند نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کے
ہین ہمیشہ فکر لاحاصل مین معروف رہتے تھے اسلئے قلعہ بیدر مین رہنے کے لئے حکم
دیا گیا -

جس زمانہ مین مرشدزادہ عالیجاہ بہادر باغی ہوکر قلعہ بیدر مین پہونچے تو انہون نے بڑی
محبت سے سمجہاکر اطاعت پدر بزرگوار کے لئے زور دیا لیکن مرشدزادے نے چچا کا کہنا
بھی نہ مانا - یہہ خبر سنکر نواب مستطاب نے انکو بلدہ مین بلا لیا اور بہت محبت و دلداری
سے اپنے پاس عزت کے ساتہہ رکہا - ناصر الملک مدت تک زندہ رہے اب اون کی
پس ماندی عزت کے ساتہہ بسر کرتے ہین -

نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کی اولاد

خدا نے نواب غفران مآب کو آٹہہ فرزند جگر بند عطا فرمائے تھے -

پہلے آقال - نواب عالیجاہ بہادر کہ عالم و فاضل و زہد و تقوی مین بے مثل تھے اونکا احوال
بغاوت و وفات جو سنہ ۱۲۰۹ھ مین واقع ہوا بیشتر بیان کیا گیا -

دوسرے - نواب فلک رکاب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ جن کا ذکر خیر آگے ہونیوالا ہے
تیسرے - نواب فریدون جاہ میر سبحان علی خان بہادر جو نہایت وجیہہ و بارعب
تھے انہون نے سنہ ۱۲۲۲ھ مین انتقال کیا -

چوتھے - نواب جہاندار جاہ میر ذو الفقار علی خان بہادر کہ بہت نیک اور حلیم تھے
انہون نے سنہ ۱۲۴۲ھ مین انتقال کیا -

سنہ ۱۱۹۲ھ
سنہ ۱۲۰۰ھ
سنہ ۱۲۰۹ھ
سنہ ۱۲۲۲ھ
سنہ ۱۲۴۲ھ

پانچوین نواب میر جمشید علیخان جمشید جاہ بہادر کہ پندرہ برس کی عمر مین انتقال کر گئے چھٹے۔ نواب میر تیمور علیخان اکبر جاہ بہادر۔ ساتوین نواب میر جہانگیر علیخان سلیمانجاہ بہادر۔
آٹھوین۔ نواب کیوان جاہ بہادر کہ سخاوت مین شہرۂ آفاق ستھے ۱۲۳۳ھ مین وفات پائی

عمارات یادگار عہد نواب غفرانماب

حضرت غفرانماب کے عہد مبارک کی تعمیر شدہ عمارات یہہ ہین۔ روشن بنگلہ و روشن محل وغنی محل باہتمام غنی یارخان خانسامان۔ اور نوازش محل جو باہتمام نوازش علیخان خانسامان قدیم کے تعمیر ہوا۔ چہار بنگلہ خلوت مبارک و گلشن محل و شادی خانہ و عجائب محل و مہابت محل وغیرہ بھی نواب غفرانماب کے بنوائے ہوئے ہین۔ سوائے اسکے قلعہ گولکنڈہ مین بھی چند عمارات تعمیر کرائی گئین۔ حضرت بخشی بیگم صاحبہ محل خاص حضرت غفرانماب کے تعمیر کرائے ہوئے عمارات مین حصار بیگم پیٹھ و چادڑی وغیرہ ہے اور حضرت تہنیت النسا بیگم صاحبہ محل خاص حضرت غفرانماب کے تعمیر کرائے ہوئے عمارات مین تہنیت نگر مع حصار و محل باغ وغیرہ کے ہے اور درگاہ حضرت حسین شاہ ولی کی عمارت بھی اونہین کی بنوائی ہوئی ہے۔

ذکر سریر آرائی نواب فلک رکاب میر اکبر علیخان بہادر سکندر جاہ آصفجاہ ثالث۔

نواب سکندر جاہ بہادر ۱۱۸۲ھ مین پیدا ہوئے تھے آپ کی نیکیان اور نیک نامیان حیطۂ تحریر سے باہر ہین پدر بزرگوار کے سامنے ہر معرکہ اور ہر جنگ مین سب بھائیون سے پیشرو اور پیش قدم رہا کرتے ستھے۔ جب نواب غفرانماب نے انتقال فرمایا۔ تمام امراؤ اعیان سلطنت بصلاح اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر دیوان سرکار آپ کے دولت خانہ عالیہ پر حاضر ہوئے اور مسند نشینی کے لئے عرض کیا نواب فلک رکاب نے

ہر چند انکار کیا مگر امیرون نے نمانا اور بصد منت جلوسی عماری مین سوار ہوکر تبزک و طمطراق شاہی بنجہ شاہ اور چار کمان کے راستہ سے دولت خانہ عالی مین لائے اوس روز خواہی مین رگھوتم راؤ پیشکار سرکاری بیٹھے تھے نواب فلک رکاب داخل دیوان عام ہوئے اور وہان سے بسواری پالکی ارسطو جاہ بہادر کے مکان پر نزول اجلال فرمایا اور دست مبارک سے اونکے سر پر دستار باندہی اور اونکی نذر جواہر قبول فرماکر خلوت مبارک مین تشریف لائے اور پہر بجلوس شاہی مسند سلطنت کو تازہ رونق بخشی۔ تمام امرا و اعیان سلطنت نے نذر مبارکبادی حضور مین گذرانی اور سرفراز ہوئے پہر نواب فلک رکاب بعد دوپہر دولت خانہ قدیم کو تشریف لے گئے۔

دوسرے روز پہر بجلوس تمام رونق افزائے دولت خانہ عالی ہوئے اور بہائیون اور رشتہ دارون واقرباؤن اور جاگیردارون وسلحدارون اور بارگیرون کی نذرین لیکر داخل محل مبارک ہوئے۔ اور بعد ادائے مراسم تعزیت پدر بزرگوار۔ نذر تہنیت جلوس حضرت بخشی بیگم صاحبہ وتہنیت النسا بیگم صاحبہ کو دیکر دولتخانۂ قدیم کو تشریف لے گئے تین روز کے بعد بسواری عماری مع محلات و مرشد زادگان بلند اقبال اور تمامی کارخانجات کے داخل دولت خانہ ہوئے اور خلوت مبارک کو مسکن و مقام حضوری بنالیا اور فریدون جاہ بہادر کو بجائے تین ہزار روپیہ ماہانہ کے چار ہزار روپیہ ماہانہ اور دوسرے بہائیون کو کہ وہ بھی تین ہزار روپیہ ماہانہ پاتے تھے چھہ چھہ ہزار روپیہ ماہانہ مقرر کردئے جس سے یہہ سب بہائی خوش ہوگئے۔ اسکا بہید کہین نہ معلوم ہوا کہ فریدون جاہ بہادر کو صرف ایک ہزار کی ترقی کیون دیگئی

مینا بازار سرور نگر

ارسطو جاہ بہادر نے قلعچہ سرور نگر مین مینا بازار قایم کرکے حضور نواب فلک رکاب کو بڑی دہوم دہام سے دعوت دی اور لکہو کہا روپیہ کا مال سوداگرون سے خرید کیا

اور دو ماہ تک یہہ بازار لگا رہا۔ اسی زمانہ مین خوشی بسم اللہ خوانی کیوان جاہ بہادر کی بھی منائی گئی جو بسبب رحلت نواب غفران مآب کے ویسے ہی رہ گئی تھی حضور نے بھی دس ہزار روپیہ کی مہندی بھیجی۔

رحلت نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر دیوان سرکار و سرفرازی امیر ابو القاسم میر عالم بہادر بعہدہ دیوانی

سنہ ۱۲۱۹ھ

اسی حالت مین بتاریخ ۲۸ - محرم سنہ ۱۲۱۹ھ نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر نے بعارضہ بخار صرف آٹھہ روز بیمار رہکر انتقال کیا اور عہدہ دیوانی کو خالی چھوڑا انکی وفات کے بعد دو ماہ تک راجہ رگھوتم راؤ پیشکار دیوانی کا کام کرتے رہے۔ آخرکار ۵ ربیع الاول سنہ ۱۲۱۹ھ کو میر عالم بہادر کو کہ قفس خانہ مین مقید تھے نواب سکندر جاہ بہادر نے طلب کرکے خلعت مدار المہامی سرکار عطا فرمایا اور دو ماہ بعد راجہ راجیندر کو خانہ نشین کر دیا اس موقع کو غنیمت جانکر شوکت جنگ انگریز وکیل سرکار انگریزی بھی کاروبار سلطنت مین دخل دینے لگے تھے میر عالم بہادر کے تقرر کے بعد یہہ بھی اپنی حرکات سے باز آ گئے

جشن سالگرہ نواب فلک رکاب سکندر جاہ بہادر

عہد نواب غفران مآب مین ایسی خوشی منانے کی فرصت کب ملتی تھی استحکام و توسیع سلطنت و دفع مخالفین سے جنگ و جدال کرنے سے تفکرات کچھہ کم نہین ہوتے تھے۔ ہندوستان کی سرزمین مین شور قیامت برپا تھا جسکو جو ٹکڑا زمین کا جہان کہین ملجاتا تھا وہ وہین بادشاہ علی الاطلاق بنا چاہتا تھا۔ سلطنت دہلی کے حصے بخرے ہو رہے تھے جو خطہ جسکے ہاتھہ لگا جھپٹ کر داب لیا۔ مرہٹے کٹک سے اٹک تک اور کوہ ہمالہ سے دریائے شور تک پہونچ گئے تھے انگریزون اور فرانسیسون کے ہاتھ بھی چل رہے تھے۔ سکھون کی سلطنت کا الگ نقشہ جم رہا تھا بادشاہ دہلی اپنی چھوٹری مین پڑے ہوئے اکبر و عالمگیر کے

سجادے سجادہ نشینی کرتے تھے سامنے عظمت کے پردے لٹک رہے تھے اور یہہ عظیم الشان اور بے نظیر زرخیز سلطنت اسلامی ہندوستان حالت نزع مین پڑی ہوئی ہچکیاں لے رہی تھی ایسے ہولناک وپرآشوب زمانہ مین جشنون کے جو چلے کسکو یاد آتے تھے جشن اگر ہوتے بھی تھے تو فوجی آراستگی اور درستی سپاہ کی فکرین کیجاتی تھین اب وہ وقت نکلتا جاتا تھا اور سرکار انگریزی کے عظمت وجلال واقبال وترقی کے سبب ہندکی فکرین ہونے لگین چنانچہ ماہ رجب المرجب ۱۲۲۰ھ مین میرعالم بہادر نے اپنے مکان مین جشن سالگرہ نواب فلک رکاب کا ترتیب دیا اور نواب سکندرجاہ بہادر نے مع محلات ومرشدزادگان وہان رونق افروز ہوکر میر جعفر علیخان بہادر و میر حسن علیخان بہادر کوکہ کو خطاب جعفریار جنگ واسدنواز جنگ اور منصب سہ ہزاری ورسالہ سواران صرف خاص سے سرفراز فرمایا - اور میرعالم بہادر کے خانہ زاد بھائی غلام یار جنگ کو بخطاب حسام الملک اور محمد قمرالدین خان خوشنویس اوستاد حضور کو بخطاب اکبریار جنگ اور منصب سہ ہزاری ورسالہ صرف خاص اور منیرالدین خان قاضی بلدہ حیدرآباد واوستاد حضور کو بخطاب سکندرجاہ جنگ ومنصب سہ ہزاری ورسالہ سواران معززو مختار فرمایا اسوائے انکے اور بھی خانہ زادان سرکار منصب وخطاب سے سرفراز فرمائے ۔

راجہ مہیت رام کا دیوانی سرکار پر سرفراز ہونیکے لئے کوشش بیجا کرنا اور بحکم حضور خارج البلد ہوکر قلعہ نگر مین مقید ہونا اور وہان سے سرکار سے مقابلہ کرکے ملہارراؤ ہلکر کے لشکر مین بھاگ جانا ؞ ؞ ؞ ؞

قبل از رحلت نواب غفرانمآب یہہ معاملہ ہوا تھا کہ اہلے راگھووالے پونا سے سرداران مرہٹہ مثل دولت راؤ سیندھیہ اور رگھوجی بہوسلا وملہارراؤ ہلکر باغی ہوگئے تھے اور اونہون نے نیڈاردن کو اشتعالک دیکر اونکے ملک مین فساد برپا کرنیکے لئے

بھیجدیا تھا یہ مفسد چارون طرف مفسدہ برپا کرتے تھے چنانچہ انکے خوف سے اطراف
وجوانب ممالک محروسہ سرکار عالی کے تمام راستے مسدود ہوگئے تھے۔ اسلئے
بصلاح سرکار انگریزی۔ یہان سے چالیس ہزار فوج سرکاری بسرکردگی راجہ
مہیپت رام دیوان سرکار پنڈارون کی سرکوبی کے لیے بھیجی گئی تھی اور اوس نے
دو صوبون مین امن وامان قایم کردیا تھا۔ اس راجہ مہیپت رام کو جب نواب غفرانمآب
کے ارتحال کی خبر پہونچی وہان سے حسب الطلب نواب سکندرجاہ بہادر واپس آیا۔
اون روز ونمین اتفاق زمانہ سے نواب فلک رکاب اور میر عالم بہادر کے درمیان
کچھہ سوء مزاجی ہوگئی تھی۔ ایسے موقع کو راجہ مہیپت رام نے غنیمت جانکر حضور کے
مزاج مین دخل حاصل کرلیا اور بے تغیری میر عالم بہادر ہوکر چاہتا تھا کہ خود عہدۂ
دیوانی مین سرفراز ہوجائے ن میر عالم بہادر نے ہرچند اوس ناعاقبت اندیش کو
سمجہایا کہ تم ہماری خرابی کے دسپے مت رہو۔ ہم تکو پیشکاری سرکار دلوا دیتے ہین
لیکن وہ کب مانتا تھا ان کو اطمینان دیکر خود برابر ان کی برہمی کارمین معروف
رہتا تھا آخرکار میر عالم بہادر نے حضور پر نور کی برگشتگی مزاج اور اہل دربار کی
ناطرفداری دیکھہ کر یہہ تدبیر کی کہ وکیل انگریزی کی کوٹھی مین چلے گئے۔ دوسرے روز
سدنہم صاحب وکیل سرکار انگریزی حاضر دربار ہوے اور میر عالم بہادر کے
بارہ مین عرض کیا کہ میر عالم بہادر خیرخواہ دولت خداوندنعمت ہے اوس سے کبھی کوئی
قصور ہوگا اوسکا عفو تقصیر کیا جاوے۔ آخرکار بیس روز کے بعد مزاج مبارک میر عالم
کے طرف رجوع لایا۔ میر عالم بہادر نے فی الفور اپنے مکان مین آکر نواب فلک رکاب کی
ضیافت کی۔ حضور پر نور نے وہان جاکر میر عالم بہادر کو سرفرازی بخشی راجہ راجہ
مہیپت رام کو موقوف کرکے اوسکی جگہہ راجہ گوبند بخش بہادر برادر راجہ چندولال کو
فوج کی سرداری پر مامور کیا۔ راجہ مہیپت رام کو حکم ہوا کہ بہت جلد بلدہ سے خارج ہو

اورنگ آباد کے قریب قلعہ سگر شاہ پور مین مقید کئے جاوین چنانچہ راجہ صاحب شہر سے نکالے گئے لیکن یہہ وہان بھی نہ چلے نہ بیٹھے اور جوڑ توڑ لگاکر فوج فراہم کرکے سرکار سے مقابلہ کیا فوج انگریزی بھی انکی سرکوبی کے لئے فوراً جا پہونچی۔ آخرکار بعد جنگ سخت کے قتل مسٹر گارڈن صاحب انگریز کے راجہ مہیپت رام بیباک کہرسے ہوے اور ملہار راؤ ہلکر کے لشکر مین جا ملے۔ اس زمانہ مین ملہار راؤ ہلکر اور سرکار انگریزی سے سخت سخت لڑائیان ہو رہی تھین اور ملہار راؤ جابجا مارا مارا پہرتا تھا

سرفرازی راجہ چندو لال بعہدۂ پیشکاری سرکار

ان روزون مین میر عالم بہادر نے ہرچند چاہا کہ راجہ چندو لال کو پیشکاری سرکار پر سرفرازی دلواوین مگر راجہ سورج پرتاب معروف راجہ شیر دل نے کہ مختار دفتر مال تھا اور دیوانی میر عالم بہادر کا پیشدست تھا اس کام کو پورا نہونے دیا آخرکار میر عالم بہادر نے اپنے اور حضور پر نور کے درمیان وکیل مقرر کیا اور چند مدت یہہ نئے راجہ اسی آدا گری کا کام کرتے رہے۔ لیکن جب راجہ سورج ونت مرگیا تب بتاریخ ۲۲ صفر سنہ ۱۲۲۲ھ فرزند جہانشہ اور راجہ چندو لال نواب فلک رکاب کے طرف سے عہدہ پیشکاری پر سرفراز ہوئے۔

وفات نواب میر ابو القاسم میر عالم بہادر دیوان سرکار

۲۳ شوال سنہ ۱۲۲۳ھ کو بروز جمعہ میر عالم بہادر نے انتقال کیا انکی وفات سے تمام خلق اللہ کو سخت صدمہ ہوا۔ میر عالم بہادر نے اپنے دفن کے لئے اپنی حین حیات پنجہ شاہ مین مکان اور حوض اور چبوترہ بنوایا تھا مگر بیمار ہیدا اونکی نعش ابخاً اور دائرہ میر مومن مین مدفون ہوے اونکی وصیت مین بموجب اونکی قبر پر کوئی عمارت نہین بنائی گئی۔

سرفرازی منیر الملک داماد میر عالم بہادر بعہدۂ مدار المہامی سرکار

میر عالم بہادر کے انتقال کے بعد اونکے داماد منیر الملک بہادر کو خلعت دیوانی عطا ہوا لیکن اہرار سرکار خلق اللہ راجہ چندو لال کی ذات پر منحصر تھا تمام اہل دفاتر اونکے مکان پر

سنہ ۱۲۲۲ھ

سنہ ۱۲۲۳ھ

حاضر ہوا کرتے تھے اور راجہ صاحب کی مہر کے نیچے دیوانی کی مہر ہوتی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ منیرالملک برائے نام دیوان تھے اصل دیوانی راجہ چندولال کرتے تھے۔ افسوس ہے کہ وہ زمانہ آگیا کہ مسلمانون مین کوئی ایسا لائق نہ رہا تھا کہ ملکی انتظام کو سرانجام دیتا۔ میر عالم بہادر کی وفات سے ملک دکن نامی مسلمانون سے خالی ہوگیا۔ میر عالم بہادر کے ذات سے خلق خدا کو بہت کچھ نفع پہونچا اور اب تک پہونچ رہا ہے ہم اونکا ذکر کئے بغیر ہرگز نہین رہ سکتے اور اونکے نیک کامون اور فیوضات کو صراحت کے ساتھ بیان کرتے ہین۔

تعمیر تالاب میر عالم بہادر

سنہ ۱۲۲۱

سنہ ۱۲۲۱ھ مین میر عالم بہادر نے۔ جیسے ندی کا جو سانگل ندی کے نام سے مشہور ہے موضع کوتوال گوڑہ کے قریب ساٹھ ہزار روپیہ کی لاگت سے کٹہ بند ہوایا اور حیدرآباد کے جانب مغرب عیدگاہ کے پاس ایک بہت بڑا تالاب بنوایا اس کی طیاری مین تین لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے اسمین کٹہ سانگل سے نہر چھوڑی گئی اور تالاب پانی سے بہرا خرد ہوگیا اور مخلوق کثیر اس سے فیضیاب ہونے لگے حیدرآباد کے گلی کوچون مین اسی تالاب کا پانی دوڑا دوڑا پہرتا ہے اور تمام شہر اوس سے مستفید ہوتا ہے۔

باغ بارہ دری موسی ندی

یہہ باغ بھی میر عالم بہادر کا بنوایا ہے اسمین بھی تین لاکھ صرف ہوئے ہین یہان نواب فلک رکاب کو ضیافت دیگئی اور وہ جواہر جو فتح سرنگپٹن کے زمانہ مین ہر صاحب کے ہاتھہ آیا تھا نواب فلک رکاب کو نذر دیا اور ایک مالا کا یاقوت جسمین سو دانے تھے وہ بھی نذر گذرانی۔ اوس جواہر کے قیمت تین لاکھ روپیہ تھی میر عالم بہادر نے حسب الحکم نواب فلک رکاب سنہ ۱۲۱۳ھ سے لیکر سنہ ۱۲۲۱ھ تک دولت خانہ قدیم مین جلوخانہ اور چوکی خانہ و دروازہ کلان کمانی اور دوکانین تعمیر کروائی تھین۔

انہین میر عالم بہادر کی بنوائی ہوئین سرائین اور مسجدین شہر حیدرآباد مین مدراس سے لیکر
مسافرون کو اورنگ آباد پونا اور بمبئی تک راستہ ہر ہر منزل پر ملتی ہین۔ میر عالم بہادر
کو صاحبان انگریز نہایت لائق و فایق فہمیدہ روزگار سمجھتے تھے چنانچہ ان سے اور لارڈ
کارنوالس سے بڑا رابطہ اتحاد تھا اور ہمیشہ دکلاء سرکار انگریزی انکی طرفداری کرتے تھے
تمام مرشدزادے اور منصبداران اور رعایا ان سے بہت راضی تھے اوسکا سبب
یہہ تھا کہ ارسطوجاہ بہادر نے لوگون اور مرشدزادون کو خوب تنگ کرکے رکھا تھا لیکن
میر عالم بہادر نے قانونی آزادی مین کبھی دست اندازی نہین کی اور سب کو آرام پہنچایا

طلوع ستارۂ دُنبالہ دار

۱۲ رمضان سنہ ۱۲۲۲ھ کو دیدار ستارہ گوشۂ شمال و مغرب مین طلوع ہوا اور کامل ایک مہینہ سنہ ۱۲۲۲ھ
تک سر شام سے پہر رات گئے تک نکلتا رہا۔

ہنگامہ پنڈارہ در ملک دکن

سنہ ۱۲۲۹ھ مین پنڈارون نے تمام مملکت دکن مین فتنہ و فساد برپا کردیا انکے خوف سے
دیہات کی عورات کنوؤن مین گرکر مرجاتی تھین اور جو انکے ہاتھ لگ جاتی تھین انکی
ناموس و جان پر آفت آتی تھی مخلوق خدا انکے خوف و دہشت سے جان سے عاجز آگئی
تھی تمام ملک بے چراغ ہورہا تھا یہہ بدبخت مفسد لٹیرے آبادیون کو لوٹتے عورتون کو
پکڑتے دیہات کو جلاتے قتل و غارت کرتے پھرتے تھے اس فتنہ و فساد پر آشوب سے
سخت عاجز آگئے آخرکار صاحبان انگریز بہادر نے کہ ہر وقت صلاح کار اور مددگار سرکار
آصفیہ کے تھے انکے شر و فساد کا اصلی ماخذ تلاش کیا اور کمر ہمت چست باندھکر انکے
قلع و قمع کی فکر کی۔

استیصال کلی سلطنت پونا اور نابود ہونا پیشوا کا مقید ہونا۔

مسٹر مالکم صاحب سردار انگریزی نے پتہ لگایا کہ اس تمام فتنہ و فساد کا بانی مبانی باجی راؤ

پیشوا والی پونا ہے اور اوسی کی اشتمالک سے پنڈارے ملک کو بے چراغ کرتے پہرتے
ستھے اسی بنیاد پر باجے راؤ سے چار ہزار فوج پنڈارون کے استیصال کے لئے طلب کیگئی
لیکن اوس نے کچھ خیال نہ کیا اسپر سرکار عالی اور مسٹر مالکم صاحب کو پورا پورا گمان ہوگیا
کہ یہی بانی مبانی فتنہ و فساد پنڈارون کا ہے۔

پس فوجین باجے راؤ کے ملک پر روانہ ہوئین یہانتک کہ شہر پونا چارون طرف سے
گہیر لیا گیا باجے راؤ بہاگا فوج انگریزی بھی برابر اوس کے تعاقب مین لگی رہی آخر کار
سنہ ۱۲۳۰ھ مین باجے راؤ پیشوا نے بعد قول و قرار بسیار اپنے تئین مالکم صاحب کے سپرد
کردیا اور ایک لاکھہ روپیہ ماہانہ بیقر لیکر بٹھور مین لب دریائے گنگا رہنے لگا اور دولت
صدسالہ برہمنان پونا کو اس طرح غارت کردیا اوسکا سارا ملک صاحبان انگریز بہادر کے
حکومت مین چلا گیا اور تمام مال متاع بھی اونہین کے ہاتہ لگا۔

جنگ مبازر الدولہ بہادر باجمعیت سرکار انگریزی

نواب سکندر جاہ بہادر کے عہد کا یہہ بھی ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔ شیرین نامی ہنرنیہ
عوان بازار چہاؤنی کے وزیرون سے لڑکر مرشدزادے مبازر الدولہ بہادر کے پاس
آکر پناہ گیر ہوگیا رسل صاحب وکیل سرکار انگریزی نے حاضر دربار ہوکر عرض کیا کہ
مرشدزادہ مبازر الدولہ بہادر نے ہمارے مجرم کو چہپا لیا ہے اور خلق اللہ کو اذیت
پہونچاتے ہین نواب فلک رکاب نے ارشاد فرمایا کہ بندوبست کرو۔ رسل صاحب اتنا
فقرہ سنکر مرشدزادے سے آمادۂ پیکار ہوگئے۔ لیکن نواب منیر الملک بہادر نے
کہا کہ مرشدزادہ کا انتظام ہم کرینگے۔ دوسرے کی حاجت نہین ہے۔ مگر رسل صاحب نے
نہ مانا اور کہا کہ حضور سے ہمکو حکم ہوا ہے پس ایک ہزار فوج اور دو ضرب توپ سے
دو انگریزی سردارون کو مرشدزادہ مبازر الدولہ بہادر کے مکان پر بہیجا اور اس لشکر
نے مکان کو چارون طرف سے گہیر کر توپین داغنا شروع کین مطلب یہ تہا کہ سکو

۱۲۳۰ھ

انگریزی کا ریاست پر رعب بیٹھے اور پہر کوئی مرشد زادہ ایسا کام نکرے لیکن مرشد زادہ مبارز الدولہ کے بڑے جری سپاہی سے آمادہ جنگ ہوگئے اور ایک انگریزی سردار کو نیزے سے مار گرایا دوسرے سردار نے غصہ مین آکر چارون طرف توپین مارنا شروع کین ادہر سے بھی مرشد زادے کے سپاہ نے بندوقون سے خبر لینا شروع کی یہانتک کہ سپاہ انگریزی بہاگ نکلی اور ایک حبشی جوان نے جاکر انگریزی توپ پر قبضہ کرلیا اور اوسکا منہہ پہیر دیا ممتاز الدولہ داماد نواب فلک رکاب بھی اسمین شامل ہوگئے۔ پہر تو تماشائیون نے بھی ان بہاگتے ہوویون کو خوب خبر لی رسل صاحب اپنی لشکر کی بیعزتی پر سخت کرطہے اور رات کیوقت آٹہہ سو گورہ فوج لیکر بلدہ مین داخل ہوے اور راجہ چندو لال کی بارہ دری مین بیٹہکر دوسری لڑائی کی فکر کرنے لگے اونکا مطلب تہا کہ اس طرح سے کلیات امور مین بھی خلل ڈالا جاوے لیکن راجہ چندو لال نے ثابت جنگ رسل صاحب کو کچھہ روپیہ دیکر فوج کو چہاؤنی کو واپس کردیا یہہ بہت بڑا کام ہوا۔

صبحدم راجہ صاحب حضور مین حاضر ہوے اور رسل صاحب کے پاس جانے کی اجازت لے کر کوٹہی مین داخل ہوے اور بعد بہت سے سوال وجواب کے یہہ تجویز قرار پائی کہ چند روز کے لئے مرشد زادگان مبارز الدولہ بہادر اور صمصام الدولہ بہادر اور ممتاز الدولہ بہادر کو قلعہ گولکنڈہ مین چلے جانیکا حکم دیا جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

خطاب مہاراجگی راجہ چندو لال بہادر

اس کارگذاری کے صلہ مین راجہ چندو لال کو خطاب مہاراجگی و علم ونقارہ اور منصب ششش ہزاری شش ہزار سوار کا عطا ہوا اور حضور پر نور مین ان پر کامل اطمینان و اعتبار ہوگیا سنہ ۱۲۳۲ھ کی ۹ ذی الحجہ کو نواب سکندر جاہ بہادر باغ قدسیہ مین رونق افروز ہوے یہان نواب جعفر یار جنگ بہادر نے اپنی جمعیت اور توپ خانہ کو ملاحظہ حضور انور مین گذرانا نواب فلک رکاب اس فوج کے ملاحظے سے بہت خوش ہوئے۔

سنہ ۱۲۳۲ھ

ملک دکن مین وبا ہیضہ کا زور شور

سنہ ۱۲۳۳ھ

سنہ ۱۲۳۳ھ مین وبا سخت ہیضہ بلدہ حیدرآباد اور تمامی ملک مین پہیل گئی ہندو مسلمانون
نے اپنے عقاید کے بموجب پوجا اور عمل کئے راجہ چندو لال نے بہی جا بجا رینار اور بازار
مین پوجا کی اور بہت سا روپیہ پجاریون کو نذر دیا اس زمانہ مین بہت سے مسلمان بہی
وبا کے خوف کے مارے ہندؤن کی طرح پوجا کرنے اور اسی حالت مین مر کر فنا فی السقر ہوگئے
یہہ وبا ہیضہ ایسی خوفناک تہی کہ ۱۲۳۳ھ سے ۱۲۵۷ھ تک چوبیس برس ملک مین پہیلی
رہی کبہی کم ہوجاتی تہی اور کبہی پہر زور شور سے نمودار ہوتی مخلوق کثیر اسکے ہاتہون سے
برباد و تباہ ہوگئی اسی ہیضہ کے زور شور مین ایک روز کچہہ ہندو لوگ سوانگ بنائے
ہوئے پوجا کرنیکے لئے دیول کو جاتے تہے بکرے مرغ وغیرہ ان کے ساتہہ سجائے ہوئے
تہے جب یہہ لوگ مکہ مسجد کے سامنے دروازہ پر پہونچے مکہ مسجد کے شہدون نے یہہ سارا
کہیل بگاڑ ڈالا اور سب کچہہ لوٹ لیا اور ایک جہنڈا مکہ مسجد مین کہڑا کر کے ہندؤن سے
آمادۂ پیکار ہوگئے اور دو تین دیولین بہی ہندؤن کی توڑ پہوڑ کر مسمار کر ڈالین اور
یہہ نوبت پہونچ گئی کہ اسلام و کفر مین تلوار چل پڑے لیکن راجہ چندو لال نے فہمائش
کر کے اس فتنہ و فساد کو فرو کر دیا اور خیریت گذری۔

جنگ مسلمانان شہر با مہدویان چنچل گوڑہ واقع بلدہ حیدرآباد

وہ جنگ جو اور تنخواہ دار جو نواب نظام علیخان بہادر کے عہد مین ہمیشہ جنگ و جدل
مین مصروف رہتی تہین اب اس زمانہ مین حیدرآباد مین کیونکر بیکار رہسکتی تہین جب
مخالفین سے کوئی لڑائی نہ رہی تو آپسمین ہی کشت و خون شروع ہوا چنانچہ سانحہ مانده
مہدویان چنچل گوڑہ سے جو مین آیا جو ۱۲۳۸ھ کی واردات ہے یہہ مہدوی لوگ

سنہ ۱۲۳۸ھ

نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کے عہد مین چنچل گوڑہ مین آباد ہوئے۔ اصلیت
انکی یہہ ہے کہ شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کو علاقہ پائیگاہ مین دس ہزار سوار رکہنے کا

حکم ہوا تھا۔ انہیں سواروں میں دلدار خان مہدوی جمعدار اپنی قوم کے دو سو سوار روانہ
ملازم شمس الامرا بہادر ہوا اور چنچل گوڑہ میں دلدار خان نے اپنا مسکن و مقام بنایا اور دلدار خان
سلام کے لئے ہر روز دربار میں حاضر ہوا کرتا تھا جس کے قریب جاں نثار سوا دو ہزار قوم مہدوی
رسالہ ارسطوجاہ بہادر میں نوکر ہو گئے اور چنچل گوڑہ اس قوم کے تاجروں اور نوکری
پیشوں سے خوب آباد ہو گیا یہ لوگ قرضہ بھی دیا کرتے تھے۔ انہیں کی قوم کا ایک
پیرزادہ سلطان میاں نامی اعظم الامرا ارسطوجاہ بہادر کی سفارش سے دو ہزار
سوار اور پیادوں کا سردار مقرر ہوا اور محالات کنک گری اور گنگا ڈنی اس کو
سرکار سے عطا ہوئی۔ یہاں تک کہ اس قوم کا ستارہ اعظم الامرا ارسطوجاہ اور
میر عالم بہادر کی مہدویانی و مدار المہامی میں بہت کچھ چمک گیا تھا۔ بعد انتقال دلدار خان
جمعدار کے کہ سرخیل قوم مہدوی تھا یہ لوگ اپنے قرضداروں سے بہت بری طرح
پیش آنے لگے اور مخلوق خدا کو نہایت تنگ اور عاجز کرنے لگے سلطان میاں پیرزادے
بھی ان کے قرضدار تھے اور ان سے اچھی طرح سلوک کیا کرتے تھے اور قریب تھا
کہ انکار روپیہ ادا کر دیتے لیکن ۱۲۳۰ھ کی ۲۷ رمضان کو جبکہ اس قوم کی تسبیح
رات کے وقت ہو رہی تھی۔ سات شخص قوم سلمان زئی سے پیرزادہ سلطان میاں
کے مکان پر پہنچے اور لڑنا شروع کیا۔ پیرزادہ صاحب بھی ان سے بکمال مردانہ
پیش آئے اور مع گلمیر خان کے مارے گئے محمود صاحب میاں زخمی ہو کر نکل گئے لیکن
یہ ساتوں شخص بھی مارے گئے۔ بعد یہ قصہ تو اوس فیصل ہوا اب بڑی لڑائی
کا ذکر سننا چاہیئے۔

مہدویان چنچل گوڑہ سے سلمانوں کی لڑائی

اس واقعہ کے چند سال بعد دلدار خان جمعدار مذکور کا بیٹا یسین خان نامی مشیرآباد
میں ایک روز ایک معلم سے کہنے لگا کہ ہمارا دین کیوں نہیں قبول کرتے مہدیت

سے ثابت ہے اوس نے کہا ہم اہل سنت وجماعت ہین اور ہمارے بزرگ بھی سب یہی
مذہب رکھتے تھے لیکن پیر اوس نے وہی بات کہی اوستاد سنے مجبور ہوکر کہا کہ اگر مولوی
عبدالکریم صاحب کہدین کہ مذہب تمہارا اچھا ہے تو مین البتہ قبول کرلونگا۔ پیر دونون
مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس مسجد جلوخانہ میر عالم بہادر مین آئے اور یسین خان
نے مولویصاحب موصوف سے سوال کیا کہ کچھہ فضائل مہدی بیان کیجئے مولوی صاحب
نے فرمایا کہ کس مہدی کے فضائل بیان کرون مہدی دو ہین ایک ہمارے مہدی کہ ابھی
انکا ظہور نہین ہوا اور ایک تمہارے مہدی کہ اون کی مہدویت ہمارے نزدیک ثابت
نہین ہوئی۔ یہہ بات سنکر یسین خان غصہ مین آکر کہنے لگا کہ مہدی ہمارے سچے ہین
اور تمام انبیاء علیہ السلام سے فوق رکھتے ہین جو کوئی اونکا قایل نہووے کافر مطلق
ہے اور مولویصاحب نے یسین خان کو آمادہ فساد دیکھہ کر حکم دیا کہ اسکو مسجد سے باہر
نکالدو لوگون نے اوسکو مسجد سے باہر کردیا لیکن اس کہینچا تانی مین یسین خان کی پیشانی
پر خفیف سا زخم آگیا اور ایک دو قطرے خون کے نکل آئے۔
یسین خان جلوخانہ کے حوض پر بیٹھہ گیا وہان ایک مہدوی نے اوسے دیکھہ کر یہہ خبر
مہدویون کو پہونچائی قریب شام کے بیشمار مہدوی ہنگامہ کرکے جلوخانہ کے دروازے
پر جمع ہوگئے منیر الملک بہادر اوس روز علم کھڑے کرنے کے لئے کہ سلخ ذی الحجہ تھی
چہتہ مین چلے گئے تھے اونہون نے ہر چند چاہا کہ ہنگامہ فرو ہوجاوے اور اسی غرض
سے حکیم خواجہ اعظم خان کو مہدویون کے پاس بھیجا اونہون نے ہر چند سمجھایا مگر مہدویون
نے ایک نہ سنا بلکہ اور زیادہ ہنگامہ برپا کیا اس اثناء مین دائم خان بہادر حشمتی
بہادر رمنہ دو زمی کہ مذہب سنت وجماعت رکھتے تھے وہان پہونچے اور مولویصاحب
کہا کہ آپ یہان سے چلئے۔ مگر مولویصاحب نے فرمایا کہ جب مین مدینہ منورہ مین مقیم تھا
تو مجھہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب مین فرمایا تھا کہ عبدالکریم تو حیدرآباد

جاویان تیری امید شہادت پوری ہوگی اس لئے اب مین یہان سے نہ جاؤنگا اور
ہرگز مسجد کو نچہوڑ دنگا۔
عنایت خان بہ ورزی سے کہ سوار فیل تھا ہرچند چاہا کہ مسجد مین گہسن لیکن دانش خان
اور حسن خان نے منع کیا اور کہا کہ بہائی عنایت خان مناسب نہین ہے کہ خانہ خدا
مین تم فساد برپا کرو ورنہ یاد رکہو کہ قیامت تک ہمارے تمہارے درمیان تیغ تلوار
چلتی رہے گی اس بیچارے غریب مولوی پر اسقدر ظلم غدار روا نہ رکہے گا۔ مگر اس
عنایت خان نے کچہہ نہ مانا آخر طرفین سے تلوار چلنے لگی اور عنایت خان مارا گیا دایم خان
بھی شہید ہوگئے حسن خان نے سخت حملے کئے اور بہت سے زخم کہائے آخر بہت سے
مہدوی اندر گہس آئے اور بندوقون کی باڑہ مارے اوس سے تاج محمد خان اور
ایک عرب کہ نماز سنت مغرب پڑہ رہا تھا شہید ہوگئے۔ بعدہٗ یسین خان اور بہت سی
مہدوی مولوی عبدالکریم صاحب کو ڈہونڈنے لگے مولوی صاحب نے آواز دی کہ
ٓا ہر آؤ نامہربان مین یہان پر ہون پس مردود یسین خان مولوی صاحب کے سینہ
پر چڑہا اور خنجر سے شہید کرڈالا جب مہدیون نے دیکہا کہ اب کوئی ہمارا مقابل
نہین ہے تب مسجد مین بیٹھکر اپنی تسبیح پڑہی اور اپنے چہودہ مقتولون کی لاشون کو
جو دایم خان اور حسن خان ہمارے ہاتھون سے قتل ہوئے تھے اوٹہا کر لے گئی
مردمان شہر اس واقعہ سے سخت تحیر رہے کہ حضور کے طرف سے کچہہ انتظام نہین ہوا
سبب اسکا یہہ ہوا کہ سید نصرت مہدوی داروغہ ہرکارگان نے حضور مین جا کرعرض
کیا کہ مولوی عبدالکریم صاحب اپنی جہالت سے مارے گئے قوم مہدویکا کچہہ قصور نہین ہے
دوسرے روز غرہ محرم سنہ مذکور کو کوئی واقعہ تازہ نہین ہوا جب یہہ خبر دغا بازی

ٓا۔ جانتا ہون کہ تو ہی دشمن جان ہے میرا ✚ تیرے خنجر سے مجہے خون کی بو آتی ہے۔

سید نصرت کی مردان شہر کو معلوم ہو گئی تو ۲ محرم الحرام چہارشنبہ کے روز سید نورالاولیا صاحب نے تمامی علمائے شہر کو لکھا کہ رکن رکین مذہب سنت و جماعت مولوی حافظ عبد الکریم صاحب کا خون بے گناہ کیا گیا اور کچھہ بند و بست اوسکا نہوا اب ہم سب کو مذہباً جائز ہوا کہ ہم سب ملکر قصاص لیوین ورنہ مین شہر سے چلا جاؤنگا کیونکہ ایک عالم شہید ہو چکا اب دوسرے کیونکر بچ سکین گے پس تمامی علمانے اتفاق کرکے مکہ مسجد مین وعظ کیا اور خلقت خدا کو جمع کیا۔

جب یہہ خبر راجہ چندو لال کو پہونچی اونہون نے علماء دین اسلام کو غوث خان جمعدار کی زبانی کہلا بھیجا کہ جمع ہونا آپکا اس معاملہ پر بہت درست ہے ہم بھی آپکے ہمراہ ہین مگر مکہ مسجد محلات حضور کے قریب ہے اگر جامع مسجد مین یہہ جمعیت فراہم ہو تو بہت بہتر ہے علما مکہ مسجد سے نکلکر جمعہ مسجد مین چلے آئے لیکن مردان شہر نے ایک نشان بنام جھنڈہ محمدی حوض چارکمان پر کھڑا کیا اور قریب ایک لاکھہ مسلح آدمیون کے اس محمدی جھنڈی کے نیچے جمع ہو گئے اگرچہ سرکار سے بہت کچھہ فہمایش ہوئی مگر کون سنتا تھا اس اثنا مین علمانے کہا کہ جب تک شریعت پناہ ذوالفقار خان بہادر ہمارے شریک نہووین سارا مجمع لاحاصل ہے۔ یہہ سنکر شیخ حیات اللہ قاضی صاحب کو بھی لے آیا اونکے آتے ہی خلق اللہ کی آمد و شد حد سے زیادہ ہو گئی جسکو دیکھہ مستعد جنگ و آمادہ پیکار تھا

جب یہہ خبر حیدریان خیل گوڑہ کو پہونچی تو عقل کے طوطے اڑ گئے ہوش و حواس پران ہو گئے اور اپنا وکیل راجہ چندو لال کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ مہاراج مالک ہین جسطرح ممکن ہو ہمکو بچادین ہم یسین خان کو بعوض مولوی عبد الکریم صاحب کے دیتے ہین ادہر سے مولویون نے جواب دیا کہ ہم یسین خان کو نہین لیتے اگر ہماری تسلی خاطر منظور ہے تو روشن میان کو دیدو تاکہ قصاص برابر ہو جاوے۔

روز جمعہ ۳ محرم الحرام ۱۲۳۶ھ کو جب مکہ مسجد کے دروازے نماز جمعہ کے لئے کہولے گئے سارے

سنہ ۱۲۳۶

خلقت مسجد مین داخل ہوئی اور تمام ہو کر مع سرکہ حافظ حاجی سید شجاع الدین حسین صاحب و مولوی حاجی سید نور الاولیا صاحب و مولوی غلامی صاحب خطیب مکہ مسجد و قاضی صاحب شریعت پناہ سے کو مسجد مین جمع ہے بیداواسطے نماز جمعہ تمام علمانے خلقت خدا کو جہاد پر تحریص و ترغیب دلائی اور کہا کہ اس معرکہ مین جو مجاہدین شہید ہونگے وہ شہیدائے بدر و احد و حنین کے ساتھہ ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوٹھینگے۔ اور بڑے بڑے مراتب پاوینگے۔

یہہ سنتے ہی نیاز مند خان بہادر اور منصور خان بہادر و دیگر جمعداران و سپاہیان و صالح محمد خان و عبدالرحیم خان و ہیرا محمد خان و محمد خان گگیانی وغیرہ ہزارہا لکھوکہا مردمان کے ہمراہ اوٹھہ کھڑے ہوئے اور دروازہ یاقوت پورہ کو کہولکر شہر سے باہر جنجل گوڑہ پر پہونچے۔ مہدوی بھی مستعد پیکار ہوگئے اور چار گھڑی دن رہے طرفین سے آتش جدال و قتال شعلہ زن ہوئی۔ نیاز بہادر خان بہادر کے مقابلہ مین کہ تنہا تھے اور جمعیت اپنی منصور خان بہادر کی کمک کو بھیجدی تھے ایک شخص شمشیر خان مہدوی آیا اور دونون لڑکر مارے گئے نیاز بہادر خان بہادر شہید کی نعش اونکے ملازمان ہاتھون ہاتھہ مکان کو لے گئے منصور خان بہادر کا بہانجا سبزہ میان بست سالہ بھی بہت سے حملہ آور مہدویون کو قتل کرکے شہید ہوگیا منصور خان بہادر نے بھی بہت سے مخالفین کو مار کر شربت شہادت نوش کیا اور اونکی توپ مہدوی لیکر بہاگ گئے۔ مرزا اصغر بیگ ولایتی بھی بڑی دلیری سے لڑا اور بعد قتل بسیار شہید ہوگیا محمد خان گگیانی نے صدہا لاشین مہدویان کارزار مین ڈالدین اور چند زخم کہاکر مع امانت اللہ خان اپنے بیٹے کے زندہ و سلامت بچ آئے۔ کنومیان جمعدار کا بیٹا غلام جیلانی خان بھی صدہا کو زخمی و قتل کرکے زندہ و سلامت آگیا۔ یہہ بسبب قرضداری مہدویون کے قید مین تھا اس غصہ سے خوب خوب قتل کئے۔ شیخ حیات اللہ جو بانی مبانی اس بلوہ عظیم کا تھا

سے دشمنون کو تہ تیغ بیدریغ کرکے زندہ وسلامت آگیا اور میدان جنگ کو گلزار بنادیا۔ یہہ
شخص لباس زردی پہنے ہوے مغرق بزر تھا لڑائی مین جدہر حملہ کرتا اور جس طرف جہکتا
تھا سب پہچان لیتے تھے اور اوسکی جوانمردی پر آفرین کرتے تھے بیس جوان تصبہ بگین پلی
کے جو معرکہ جنگ مین شریک تھے نہایت جوانمردی سے لڑے اور بے انتہا جہدیون
کو مارکر سب کے سب شہید ہوگئے معربون نے پہر ہاتہ لگے تک برابر بندوقین مارین
اور بے انتہا مخالفین کو تہ خاک ملایا۔ اور آخرکار جہدیون سے میدان خالی ہوگیا سوا
لاشین ہی لاشین نظر آتی تہین بہت سے جہدی بہاگ کر اپنے جنجل گوڑہ مین دبک رہے
میدان کو خالی پاکر لوگ اپنے اپنے گہرون کو چلے گئے باقیماندہ جہدی اپنے جنجل گڑہ
مین پریشان تہے کہ اب کیا کرین دیکہئے صبح کیا ہوتا ہے۔
جس وقت اس ہنگامہ کی خبر نواب سکندرجاہ بہادر کے حضور مین پہونچی اور امیران
ونمک خواران سرکار کے اسطرح بیحکم مارے جانے کی اطلاع ہوئی دفعتاً غضب سلطانی
قہر الہی کے طرح جوش مین آیا اور اوسیوقت آدہی رات کو بنام راجہ چندولال حکم سلطانی
صادر ہوا کہ جہدیان ناہنجار نے ہمارے نمک پروردہ امیران سرکار کو اس طرح قتل کیا
ہے تمکو چاہئے کہ فی الفور جمعیت انگریزی مقیم الوال کو طلب کرکے جنجل گوڑہ کو خاک مین
ملادو تاکہ صبح کو جنجل گوڑہ کا نشان تک باقی نرہے۔ راجہ چندولال نے کہ خود دولتخانہ پر
بیٹہے تہے فی الفور حکم سلطانی سے سرداران چہاونی الوال کو اطلاع دی اور صرف
چار گہڑی کے بعد چار ہزار فوج مع دس ضرب توپ قلعہ شکن کے۔ بارنٹ صاحب اور
مارٹین صاحب وکیل اور سدرلین صاحب لیکر جنجل گوڑہ کے سر پر آموجود ہوئے اور
چارون طرف سے گہیر لیا۔ صبح صادق تک جہدیون کو خبر بہی نہین ہوئی کہ ہم کس بلا
کے پنجہ مین گرفتار ہوچکے ہین۔ صبحدم جب اونہون نے دیکہا کہ چہری گلے پر آگئی اور
اب کوئی صورت جان بچنے کی نہین رہی۔ شاہ عالم خان جہدی کہ سالم خان کے نام

مشہور تھا سرداران انگریزی کے پاس جاکر کہنے لگا کہ مین خاموش اپنے مکان مین بیٹھا تھا
اور اس جھگڑے مین شریک نہ تھا مین خیرخواہ سرکار ہون آپ میری ضمانت قبول کیجئے
سرداران مذکور نے جواب دیا کہ اگر تم شریک ہو نہ تھے تو لازم تھا کہ راجہ صاحب کے
حضور مین حاضر رہتے ان مفسدین مین کیون شریک رہے۔ اب ہم صرف عرض حضور
کے حضور مین جو آپ کی دعوت سے کیا کام ہے۔ ہم بغرض مل مفسدان یہان آئے ہین
نہ بغرض کہانے ضیافت وہان سے کے تشریف لیجائے اور اپنی فکر کیجیے۔
پیچھے دوسرا حکم نواب فلک رکاب کے حضور سے بسبب غیظ و غضب صادر ہوا کہ کیا وجہ
ابتک توپ کی آواز نہین آئی لہذا جلد سیر کرین۔
چونکہ راجہ چندو لال نہایت ترحم شعار تھے انہون نے مفسدون سے کہلا بھیجا کہ حکم حضور پر نور
تمہاری بیخ و بنیاد اڑا دینے کے لیے صادر ہو چکا ہے لیکن مجھکو تمہارے اولاد و مستورات کی بیکسی
پر ترس آتا ہے۔ اس لیے حضور پر نور مین تمہاری طرف سے عاجزی اور عذر با فارت
کے لیے جرأت کرتا ہون خدا تعالے میری امید بر لاوے اور عذر میرا درجہ قبولیت پر
پہونچے۔ خبردار اب کی مرتبہ اگر تم مین سے ایک نے بھی کوئی حرکت کی تو یاد رہے کہ نسل تمہاری
تک بھی تمہاری قوم کا زندہ نہ بچیگا حکم قتل عام کے لیے صادر ہو چکا ہے اور بس۔
مفسدی لوگون نے جب یہ خبر سنی راجہ چندو لال کے کہنے کو ہزار جان قبول کیے
اپنے دم کو دم دابین کی طرح کھینچا اور راجہ صاحب کے نہایت ممنون منت ہوے اور
کہلا بھیجا کہ ہم نمکخوارون کے حق مین جو کچھ بہتر جانئے عمل مین لاوین۔ آخرکار راجہ چندو لال
نے حضور مین جا کر عرض کیا کہ تمام مفسدون نے سرداران انگریزی کے سامنے ہتیار
رکھدیے اور حضور کو دعا سلامتی دولت و اقبال دیکر کہتے ہین کہ جن جاہلون نے شرارت
کی تھی وہ اپنی سزا کو پہونچے۔ ہم نمکخوارون قدیم سے کبھی نمکحرامی نہوگی ہم ایک روز سب کے
سب تصدق حضور ہونے والے ہین اور اب بد دعا سے ازدیاد عمر و دولت مشغول ہین۔ اب

جوکچہ حکم حضور ہوا اوس کی تعمیل کی جاوے ۔

پس کمان بخشی تو بہولی لیکن شہر بدر ہونے کا حکم دیاگیا اور منادی کروائی گئی کہ جو کوئی مہدوی تین روز کے بعد شہر مین نظر آویگا قتل کیا جاویگا چنانچہ تیسرے روز سب کے سب چنچل گوڑہ کو خیرباد کہکر کچھ کرنول اور کچھ ہندوستان کے طرف چلے گئے بعض غریب غرباد دیہات مین جا بسے ۔ راجہ چندو لال نے شاہ عالم خان سے کہا کہ اپنے مقتولون کو بے دفن وکفن پڑے ہین ایک جگہ دفن کرود ۔ پس سب کو ایک گڑہے مین داب دیا بعد اوسکے حضور مین اطلاع دیگئی کہ مقام چنچل گوڑہ مین ایک مہدوی بہی نہین رہا سب چلے گئے حضور پر نور سے حکم صادر ہوا کہ چنچل گوڑہ شاہ یار الملک بہادر کے سپرد کیا جاوے کہ مکانات کی حفاظت رکہین اور اپنی پلٹن اوسی مین آکدین بعدازان حکم ہوا کہ اب اگر کوئی مہدوی نظر پڑے تو فی الفور اوسکو گرفتار کرکے کوتوالی مین بہیجا جاوے صرف دو سردار اس قوم کے گزشتہ بلوہ قوم نہین ہوئے تہے اون مین سے ایک سلطان میان کا بیٹا محمد صاحب میان تعلقہ کنک گری اور گنگا وتی مین اور دوسرا کرامت خان بہادر تعلقہ قلعہ ملدرگ مین باقی رہگئے تہے ۔

قتل محی الدولہ حکیم الحکما عزت یار خان بدست مہدویان

ابہی اس مہدوی[۱] قوم کی شرارت بالکل فرو نہین ہوئی تہی اور وہی جہالت زور پر تہی

نوٹ ۔ ۱ ۔ فرقہ مہدویہ کی اصل یہہ ہے کہ سلیم شاہ بادشاہ ہندوستان کے عہد مین اس فرقہ کا آغاز اس طرح پر ہوا کہ شیخ سلیم چشتی کے سجادہ نشینون مین سے ایک شخص حسن نامی سجادہ نشین تہا وہ بہانہ مین ارشاد و ہدایت طالبین کی کرتا تہا جب اوسکا انتقال ہوا تو ساری اولاد مین شیخ علائی زیادہ لائق تہا وہی باپ کا سجادہ نشین ہوا اتفاقاً شیخ عبداللہ نیازی افغان کہ

پہر دوسرا حادثہ ہوا ۔ اسکندریہ میں چار مہدوی لڑکے مقام گرنل سے نکلکر پوشیدہ

نوٹ متعلق صفحہ (۶۲)

شیخ سلیم چشتی کا مرید کامل تھا وہ مکہ معظمہ سے حج کرکے بیانہ مین وارد ہوا اور یہین اقامت اختیار
کی ۔ طریقہ فرقہ مہدویہ اختیار کیا ۔ یہہ فرقہ سید محمد جونپوری کو امام مہدی موعود سمجھتا تھا
میر سید محمد میر سید خان کا بیٹا تھا اور نوین صدی کے وسط مین جونپور مین پیدا ہوا ۔ وہ سلطنت
جونپور کی بربادی کو آثار قیامت مین سمجھتا تھا اور اوس زمانہ مین جو واقعات عجیب غریب
وقوع مین آتے اون سے لوگون کو سمجھاتا کہ قیامت آگئی ہے اور کہتا تھا کہ آسمان سے یہہ آواز
آئی ہے کہ امام مہدی موعود مین ہون اس سبب سے اوسکے بہت سے مرید ہوگئے مگر دشمن
بھی بہت سے پیدا ہوگئے اور اونکے ہاتھون سے تنگ ہوکر گجرات مین گیا وہان کا بادشاہ
سلطان محمود اوسکا معتقد ہوا ۔ پہر وہ حج کو گیا وہان سے بھی وہ نکالا گیا پہر ہندوستان کا ارادہ
کیا فرح اور بلوچستان کی راہ سے گجرات مین آتا تھا کہ ۹۱۱ھ مین سفر آخرت پیش آگیا
اور اوسکی قبر باوجود ممانعت و مزاحمت بادشاہ ایران کے زیارتگاہ بنی شیخ علائی کو بھی اس
فرقہ کی وضع پسند آئی ۔ اور اپنے آبا و اجداد کا طریقہ چھوڑ چھاڑ اسی فرقہ کے مسلک پر چلنا
شروع کیا اور شہر کے باہر شیخ عبد اللہ نیازی کے ہمسایہ مین رہنا اختیار کیا اور بہت
احباب بھی اوسکے اس مذہب مین شریک ہوگئے ۔ ہر روز نماز کے بعد قرآن شریف کا معنی
اس فصاحت و بلاغت سے کہتا کہ سامعین کے دل پر جادو کا اثر کرتا اور یہہ سننے والے گھر
کام کرتے ۔ کیا سب کام کاج چھوڑ کر دنیا سے منہہ موڑ فرقہ مہدویہ کے فقیر بنکر بیٹھ جاتے
یا سب منہیات سے توبہ کرکے سید محمد کا کلمہ پڑھنے لگے اور جو کچھہ اونکی زراعت تجارت
حرفہ سے پیدا ہوتا اوسکا دسوان حصہ راہ خدا مین صرف کرتے اور ایسا بھی بہت ہوا کہ
بیٹے نے باپ کو اور باپ نے بیٹے کو اور خاوند نے جورو کو اور بی بی نے خاوند کو چھوڑ دیا
اور فقیری اختیار کی ۔ اس فرقہ مین جو کچھہ نذر و نیاز اور خیرات کا آتا وہ سب برابر

بلاد مین آ گئے اور محی الدولہ حکیم اجمل عزت یار خان مقرب صاحب وعمدہ حضور پرنور کو

نوٹ متعلق صفحہ (۶۲)

آپس مین تقسیم ہوجاتا۔ اور اگر نہ آتا تو دو دو تین تین فاقے گذر جاتے مگر اوسکا اظہار کسی پر
نہوتا۔ تلوار اور سب ہتیار ہمیشہ وہ باندہتے اور بازارون مین احتساب کرتے پہرتے تھے
جسکسیکو کوئی کام غیر مشروع کرتے دیکہتے اول اوسکو بلطف و مہربانی سمجہاتے اور اگر وہ نمانتا
توپہر جبر وقہر سے سیدہا کرتے۔ حکام مین سے جو کوئی اونکا متفق و موافق ہوا اوسکے ساتھ
سلوک کرتے اور جو مخالف ہوا اوس سے انتقام لینےکے درپے ہوتے۔ شیخ عبد اللہ نیازی
نے [illegible] ڈہنگ دیکہہ کر خیال کیا کہ ضرور فساد برپا ہوگا اس لئے شیخ علائی کو ہدایت کی
کہ وہ خدا کے گہر مین حج کرنے کو جاوے۔ مرشد کے کہنے سے شیخ علائی اپنی اسی وضع مین
تین سو آدمیون کو ہمراہ لے حج کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جب وہ خواص پور مین جو وہ کچہ
اندر پہونچا تو خواص خان بہی اوسکا معتقد ہوا لیکن جب اوسکو اس فرقہ کی اصلیت پر علم
ہوا تو وہ اپنی عقیدت سے پہر گیا جب شیخ علائی کو یہہ حال معلوم ہوا تو اوسکا جانی دشمن
ہوگیا اور حج کا ارادہ فسخ کیا اور بیانہ مین اولٹا چلا آیا۔ سلیم شاہ نے اس شیخ کو آگرہ مین
بلایا۔ جب وہ آیا تو کوئی تعظیم وتکریم اوس نے بادشاہ کی نہ کی صرف سلام علیک کرکے بیٹھ گیا
بادشاہ نے علیکم السلام جواب دیا۔ عبد اللہ مخاطب بہ مخدوم الملک اور علماسے اوسکا مباحثہ
اس مذہب سے [illegible] بادشاہ کے روبرو ہوا اور ہمین اوس نے [illegible] سلیم شاہ
نے اسکو سمجہایا کہ اس مذہب سے توبہ کر مین تجہکو ساری اپنی قلمرو کا محتسب مقرر کردونگا
مگر اوسکو اس مذہب کا ایسا نشہ چڑہا ہوا تھا کہ اوس نے ایک نہ سنی۔ علما نے اوس کے
قتل کا فتوی دیدیا۔ مگر بادشاہ نے پہر اوسکے ساتہہ رعایت کی کہ اوسکو دکہن کی طرف
جلاوطن کردیا۔ مگر وہ بیانہ آن کر کہل کہیلا اور اپنے مسایل کو بڑی دہوم دہاپ اور
دہوم دہام سے بیان کرنا شروع کیا اوسکی طلاقت لسانی کام کرگئی۔ امیر لشکر اوس سے بیعت

جبکہ وہ مہاکلان میں مرض کے قریب اپنی سواری میں جا رہے تھے بعض دکہانے کے
بہانے سے چند ہجرے قتل کرڈالا ان میں سے تین محلہ کو مُلا عالیجاہ کرکر مسکین مرشد زادہ
مبارز الدولہ بہادر کا تھا بہاگ گئے اور ایک چہار دروازے سے نکل کر شہر کے باہر بہاگ گیا
جسوقت محی الدولہ بہادر کے مارے جانے کی خبر مبارز الدولہ بہادر کو پہونچی ان تینون مجرمون
کو تلاش کرکے نکالا اور انکو قتل کرکے اونکی لاشین شہر کے دروازون پر لٹکوا دین
حضور پرنور سے بنام طالب الدولہ حسن علیخان بہادر کوتوال شہر حکم نافذ ہوا کہ گہر گہر خانہ
تلاشی کرین اگر اس قوم میں سے کوئی کہین پوشیدہ ہو تو گرفتار کریں اور دروازہ ہاے
شہر پر سخت حکم دیا گیا کہ اس قوم کا کوئی شخص شہر میں نہ آنے پاوے

نواب فلک رکاب کے سیر وشکار کا ذکر

سنہ ۱۲۳۲ھ میں نواب فلک رکاب بغرض سیر وشکار سرورنگر و تہنیت نگر عرف لالہ گوڑہ اور

نوٹ متعلق صفحہ (۱۰۰)

اوسکے ساتھ ہوے۔ پھر مخدوم الملک نے بادشاہ کو سمجھایا کہ اے حضرت وہ خود مہدی موعود آخر الزمان
ہونے کا دعوی کرتا ہے اور امام کا ساری دنیا کا بادشاہ ہونا مسلمات مذہبی سے ہے پھر بتلایئے کہ
اس امام کو چھوڑ کر حضور کے ساتھ کون رہیگا۔ بہت سے امیر اب بھی اوسکے معتقد ہوگئے اور جو باقی
رہے ہیں وہ بھی ساتھ ہو جائینگے پھر آپ کی بادشاہی کہان رہے گی۔ اس بات کو بھی بادشاہ نے
یون ہی اڑادیا اور شیخ علائی کو بہار میں بہیجدیا۔ یہان شیخ بڑہ نے اوسپر قتل کا فتوی دیا اور
بادشاہ پاس بہیجدیا بادشاہ نے پہر شیخ علائی کو طلب کیا اوسوقت وہ مرض میں مبتلا تھا اوسکے
حلق میں ایک زخم تھا جسکے سبب سے وہ اچہی طرح بول نہ سکتا تھا بادشاہ نے پہر اوس سے
کان میں کہا کہ حضرت اس فرقہ مہدویہ سے انکار کر دیجئے۔ لیکن اوس نے پہر نہ سنا آخرکار
بادشاہ نے مولویون کے ہاتھ سے لاچار ہوکر اوسپر تازیانے مارنیکا حکم دیا۔ تیسرے تازیانہ کی

جسم سے جان نکل بہاگی۔ جب اس شیخ کے مرنیکے اس فرقہ کا اجتماع متفرق ہوگیا بعد واقعہ ۹۵۵ھ کی

عرس کوہ شریف کا تماشا دیکھنے کو تشریف لے گئے - اور پھر وہان سے داخل دولتخانہ عالی
واپسی کے وقت راستہ مین کرار نواز خان بہادر عہدہ دی نے نذر گذرانی -

وفات مرشدزادی فیروز بیگم صاحبہ

۹ محرم الحرام ۱۲۴۳ھ کو مرشدزادی فیروز بیگم صاحبہ بعارضہ ام الصبیان انتقال کیا
چونکہ نواب صاحب فلک رکاب کو اس صغیر السن صاحبزادی سے بہت محبت ہوگئی تھی
اس لیے نہایت غم و الم ہوا حتی کہ اوسکے غم مین چلا کر رویا کرتے تھے - اسی صدمہ
سے آخرکار بیمار ہوگئے اور پیرون پر ورم آگیا مگر علاج معالجہ سے آرام ہوگیا
تمام امرا و اعیان سلطنت نے نذر عید و صحت حضور مین گذرانین -

وفات نواب سکندر جاہ بہادر آصفجاہ ثالث

اس آرام ہوجانے کے بعد نواب فلک رکاب نے پھر بد پرہیزی شروع کی اور بیماری
نے پھر عود کرکے ایسی حالت بگاڑدی کہ کوئی علاج مفید و کارگر نہوا آخرکار ۲۷ ذیقعدہ
۱۲۴۴ھ کو پھردن چڑھتے روح پاک فردوس برین مین داخل ہوئی - آپ کو مکہ مسجد
کے صحن مین حضرت قدسیہ عہدہ بیگم صاحبہ کے مرقد شریف کے پہلو مین تہ خاک چھپایا
اور آپکا لقب نواب مغفرت منزل رکھا گیا - چھبیس سال سلطنت کی اٹھاون برس
کی عمر پائی -

عمارات عہد نواب سکندر جاہ بہادر

نواب فلک رکاب کے عہد کی تعمیر شدہ عمارات نوید محل - فرحت محل - دیگر میلان خانہ
و موتی محل و جلوخانہ - و دروازہ آہنی - و نوید محل او سباغ اور محلہ سنبتی و محل سرا
اور دولت خانہ قدیم و دیوانخانہ - و سبز بنگلہ اور عمارات باغ لنگم پلی جو باہتمام
کپتان سدنم صاحب تعمیر ہوئین اور اب موجود ہین -

نواب فلک رکاب سکندر جاہ بہادر کی اولاد

اللہ تعالے نے نواب فلک رکاب مغفرت منزل کو نو فرزندان دلبند اور آٹھہ مرشد زادیان عطا فرمائی تھین۔

اول۔ سب سے بڑے نواب خورشید رکاب میر فرخندہ علیخان ناصرالدولہ بہادر آصفجاہ رابع

دویم۔ میر شبیرالدین علیخان صمصام الدولہ بہادر۔

سویم۔ نواب میر گوہر علی خان مبارز الدولہ بہادر۔

چہارم۔ میر تفضل علیخان بہادر میر بادشاہ۔

پنجم۔ نواب میر منور علیخان بہادر منور الدولہ۔

ششم۔ نواب میر ذوالفقار علیخان ذوالفقار الدولہ بہادر۔

ہفتم۔ نواب میر محمود علیخان بہادر۔

ہشتم۔ قمرالدولہ میر داور علیخان بہادر

نہم۔ نواب مظفرالدولہ میر فتح علیخان بہادر۔

ذکر سریر آرائی نواب خورشید رکاب میر فرخندہ علیخان ناصرالدولہ بہادر آصف جاہ رابع

بعد وفات نواب مغفرت منزل کے اوسی وقت راجہ چندو لال نے نواب ناصرالدولہ بہادر کے نام سے شہر مین منادی کرادی مگر نواب خورشید رکاب بعد فاتحہ سوم تیسرے روز جلوس فرمائے سریر سلطنت ہوئے اور راجہ چندولال اور منیرالملک بہادر اور شمس الامرا بہادر کی نذرین قبول فرمائین۔ اسی روز کپتان مارٹین صاحب بہادر ریذیڈنٹ وکیل سرکار انگریزی حاضر دربار جہان مدار ہوے اور نذر تہنیت جلوس حضور کے روبرو گذرانی۔

بعد مصاحبت وکیل انگریزی کے تمام چہوٹے بڑون کی نذرین لی گئین۔ دوسرے روز جلوس شاہانہ کے ساتہہ سواری عماری زر دو داخل خلوت مبارک ہوے اس روز

خواصی مین نواب منیر الملک بہادر دیوان اور راجہ چندولال پیشکار بیٹھے تھے۔ اول۔ ہارٹین صاحب وکیل انگریزی اور نواب منیر الملک بہادر اور راجہ چندولال باریاب دربار ہوسے پہر شامیانہ طلائی جلوسی مین مسند شاہی پر رونق افروز ہوکر اقربائون و تعلقداران وغیرہ کی نذور قبول کین بعد ازان محل مبارک مین داخل ہوکر محلات کا نذر جلوس گزرانی۔

ملک دکن مین دو سالہ قحط سالی

ان روزون مین بڑا قحط پڑا تھا حضور نواب خورشید رکاب نے غلہ کی افراط کا کامل بندوبست کیا اور بہت سی خلق اللہ کو مصیبت سے بچایا یہہ قحط دو سال تک رہا۔

سیر و شکار نواب خورشید رکاب ناصر الدولہ بہادر

اس دو سال کے عرصہ مین سواری حضرت نواب خورشید رکاب کے بغرض سیر و شکار اکثر سرورنگر و نظام نگر و قلعہ محمد نگر وغیرہ کو جایا کرتی تھی۔ راجہ چندولال سواری کے ساتھہ رہتے تھے تصفیہ امورات سلطنت کے لئے بلدہ مین رہا کرتے تھے اس سیر و شکار مین محلات نواب مغفرت منزل بھی نواب خورشید رکاب کے ساتھہ رہا کرتے تھے

سنہ ۱۲۴۶ھ ہجری کے واقعات

اس سنہ مین عہد نواب خورشید رکاب چار واقعات ایسے ہوسے جو قابل یاد گار ہین سانحۂ اول۔ یہہ کہ موسی ندی کے زور شور سے فصیل بازو کے پل شکست ہوگئی اور موسی ندی طغیانی کے ساتھہ بازار گہاسی میان اور حوض چار محل اور بازار سدی عنبر تک داخل شہر ہوگئی ہزارہا غربا کے گہر بہہ گئے اور ہزارہا مردمان شہر غریق بحر فنا ہوگئے سانحۂ دوم۔ وفات حسرت آیات نواب منیر الملک بہادر کہ بعد وفات نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر اور میر ابو القاسم میر عالم بہادر کے خاندان وزارت مین ایسا ذیشان امیر کوئی باقی نہین تھا وقوع مین آئی۔

سانحۂ سوم ۔ قتل محمد صاحب میان خلف نواب سلطان میان صف شکن جنگ کا ہے
اس سانحہ کی تفصیل یہ ہے کہ بروز عید الفطر بعد برخاست دربار حضور پرنور دو سپاہی
جو سابق مین صاحب میان کے ملازم تھے اور جنکی تنخواہ باقی رہ گئی تھی دیوان عام
حضوری مین آئے اور صاحب میان کو سلام کیا اور تنخواہ مانگنے لگے اور اسی معاملہ
مین ضد ہونے لگی مگر لوگ صاحب میان کے ہمراہی تھے وہ کچھ نہ بولے اور آخرکار
لڑائی ہونے لگی یہانتک کہ صاحب میان اور وہ دونون سپاہی قتل ہو گئے افسوس
ہزار افسوس ہزارون فوج کا سردار اسطرح خود لڑکر بیچارگی کے ساتھ عین دروازہ
محل شاہی کے اندر قتل ہوجاوے اور کوئی اوسکی مدد نہ کرے حقیقت مین تمام لوگ
مخفی طور پر مجرمون سے ملے ہوئے تھے اسی سبب سے اپنی آنکھون سے اپنے سردار
کو قتل ہوتے دیکھتے رہے اور کچھ نہ کہا ۔ اور نہ کچھ کیا۔

سانحۂ چہارم ۔ مرشدزادہ نواب سبازرالدولہ بہادر کا ہے ۔ مرشدزادہ بہادر نے
چند روز پیشتر روہیلون کی جمعیت نوکر رکھے تھے ان روزون مین ایسا اتفاق ہوا
کہ کئی ماہ کی تنخواہ بسبب بعض امورات سلطنت علاقہ دیوانی سے مرشدزادہ بہادر
کو نہ پہونچی اسپر مرشدزادہ بہادر نے چاہا کہ کارپردازان سرکار کو متنبہ کیا جاوے
اوراسی بناپر کچھ تھوڑی سی شورش مچائی گئی ۔ اسپر کارپردازان سلطنت نے
تھوڑی جمعیت انگریزی ملازم سرکار طلب کرکے مرشدزادہ کو قلعہ محمد نگر مین چلے
جانے کے لئے مجبور کیا ۔ آخرکار مرشدزادہ بہادر اپنے مقام و مسکن کو بلدہ کیجا
سے اپنے تمامی کارخانجات دھوا بہان کو لیکر قلعہ محمد نگر مین چلے گئے دو سال
بعد پہر بلدہ حیدرآباد مین آنے کی اجازت ہو گئی اور مرشدزادہ بہادر اپنے
مسکن و مقام پر بدستور افروز ہو گئے ۔

جشن سالگرہ نواب ناصرالدولہ بہادر

اس عقدہ کے بعد جشن سالگرہ حضور پر نور شروع ہوا اور صدہا امیرون کو خطاب و منصب و جاگیرات و علم و نوبت و نقارہ سے سرفرازی بخشی گئی۔ اسی مین راجہ چندولال مہاراجہ بہادر بھی راجایان راجہ اور منصب شش ہزاری پنجہزار سوار و جاگیر محاصل بسیار سے مشرف و ممتاز ہوے

جنگ عربان باسکھان

سنہ ۱۲۴۷ ہجری مین فیمابین عربون اور سکھون کی بڑی خونریز لڑائی ہوئی یہہ دونون گروہ سرکاری ملازم تھے اتفاقاً سکھون سنے عربون کے ساتھہ بےعزتی سے پیش آنا شروع کیا اور اونکی کچھہ حقیقت نہ سمجھکر اپنے عزور مین آکر جلوخانہ راجہ چندولال مین عربون سے لڑائی شروع کی۔ ایکبار عربون نے ہتوڑے سکھہ قتل کرکے خاموشی اختیار کی مگر جب سکھون نے پھر شرارت شروع کی تو عربون سنے خوب ہی خبر لی اور تقریباً دو سو سکھہ قتل کرکے اونکے سر کاٹ کر بال پکڑ کر شہر کے بازار و گلی کوچون مین ڈالدیا۔ گویا سکھون کے سر عربون کے ہاتھون مین گوئے چوگان ہو گئے تھے انکا مال و اسباب بھی عربون سنے خوب حزب لوٹ لیا اور اونکے گھرون کو ویران و برباد کرڈالا بہت سے سکھہ اپنے وطن کو لوٹ گئے اور کچھہ تھوڑی بےعزتی کے ساتھہ باقی رہگئے مہاراجہ چندولال سنے آخرکار دونون فریق کے درمیان مناقشی لڑا کر صلح کرادے۔

عربون کے جبر و ستم و زیادتی و زور و شور کے حالات

اس زمانہ مین عربون کا بہت زور و شور تھا جو چاہتے تھے وہ کرتے تھے۔ شہر کے لوگون سے داد و ستد بھی کرتے تھے حالانکہ ملازمان سرکاری کے لئے اس کام کے کرنے کی ممانعت تھی مگر تب بھی خفیہ طور پر کاروائی چلایا کرتے تھے۔ جو شخص انکا قرضدار ہوتا گویا وہ اونکا خانہ زاد غلام تھا۔ یہہ لوگ دو جگہہ نوکری کیا کرتے تھے۔ اور اوس کا

یہہ انتظام رکھا تھا کہ مثلاً یکصد عرب کسی امیر کے یہان نوکر ہین تو اوسکے دروازہ پر پچاس حاضر رہینگے اور پچاس غایب۔

یہہ پچاس دوسرے دروازہ پر حاضر رہتے تھے اور جب موجودات لیجاتے تو سب کے سب حاضر ہوجاتے انکی تنخواہ فی کس چودہ روپیہ مقرر تھی۔ لیکن انکے جمعدار جاؤش بڑی بڑی تنخواہین پاتے تھے۔ سرکار سے انکی تنخواہون مین تعلقات دے گئے تھے یہہ لوگ اپنے جمعدارون سے تنخواہ وصول کرنے مین بڑا ذور شور کیا کرتے تھے۔ ایکبار تو مہلت دیا کرتے تھے مگر دوسری مرتبہ کیا امکان کہ ایک لمحہ کا توقف ہو۔ تاریخ پڑھنے والے قہقہہ مارکر ہنسینگے کہ مورخ کیا لکھہ رہا ہے فوج کے حالات کیا ایسے ہوتے ہونگے۔ حقیقت مین اونکا ہنسنا بجا ہے ملکی انتظام راجہ چندولال کی بدولت غارت ہوگیا تھا مالی حالت بالکل بگڑ گئی تھی رعایا تباہ و پریشان ہورہی تھی امن چین کا نام ونشان تھا راستے لٹا رہے تھے خود راجہ صاحب کی فوجین ملک مین غارتگری کر کے راجہ صاحب کو راضی وخوشنود کرتی تھین سلطنت کا خرچ بے حد بڑہا ہوا تھا علاقے فوجون کے سردارون کے حوالے تھے روپیہ نہ تھا مجبوراً ملک اونکے حوالے کردیا گیا تھا اور ودیعت خدا بڑی لٹ رہی تھی۔ ہم اس ہنگام پرآشوب وبدنظمی کا حال آگے آگے بہت کچھہ لکھینگے اور اوسکی ضرر کا حال بھی لکھینگے جسکا افسوس آج ہر شخص کے زبان و دل پر ہے۔

شادی راجہ نریندر بہادر

ماہ ذیقعدہ سنہ ۱۲۵۱ھ مین نواب شمس الامرا خورشید جاہ کا جشن شادی راجہ نریندر بہادر خلف راجہ دہراج بہادر نبیرۂ راجہ چندولال بہادر مین رونق افروز ہوئے۔ اصحابی بانیان شادی کو معزز و ممتاز فرمایا۔

جنگ روہیلہ با جوانان لین

سنہ ۱۳۰۳ھ

سنہ ۱۳۰۳ھ مین روہیلون اور جوانان لین مین ہنگامہ برپا ہوا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ ایک روہیلہ کاروان مین متصل کسی دوکان پر غلہ لے رہا تھا کہ استے مین لین کے جوان بھی غلہ خریدنے آئے۔ روہیلے اور اون جوانون سے کسی بات پر گفتگو ہوکر لڑائی ہو پڑی اور روہیلہ اور جوانان لین مارکوٹ مین زخمی ہوگئے۔ یہ حال دیکھکر ہر دو فریق کے لوگ جمع ہوگئے اور سخت جنگ ہونے لگی۔ ستے کہ غلام حسین کمندان لین خود زخمی ہوکر گہوڑے کو چلا گیا اور پچاس جوان اوسکے مارے گئے۔ غلام حسین خان کمندان نے مکان پر پہونچکر بیس ہزار جوان پلٹن کے فراہم کرکے اور توپخانہ ساتھہ لیکر دروازہ پل کے باہر مستعد ہورہ اور کاروان تک فوج کو جماکر کہڑا کردیا۔

ادہر سے روہیلہ بھی قریب چار ہزار کے جمع ہوکر شاہ شبلی کی درگاہ کی پہاڑیون مین مورچے لگاکر انکے مقابل آ ڈٹے قریب تھا کہ ہنگامہ کارزار گرم ہو اور لوہے سے لوہا بجنے لگے اور ہزارہا آدمیون کے خون سے زمین رنگین ہو کہ راجہ چندولال بہادر نے سرداران عرب عبد اللہ بن علی مہر جنگ اور شیخ احمد علی عبادی بہرام جنگ کو روہیلون اور جوانان لین کے درمیان مین ڈالکر صلح کرادی۔ تہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔

جنگ روہیلہ با عربان

سنہ ۱۳۱۲ھ

سنہ ۱۳۱۲ھ مین روہیلون اور عربون کے درمیان ایک سخت خونریز لڑائی ہوئی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ میر یاور جنگ کے مکان پر ایک عرب اور روہیلے اپنا اپنا قرضہ مانگنے آئے وہان فریقین مین بعد گفتگو کے سخت تلوار چلنے لگی اور طرفین کے چار جوان قتل ہوگئے۔

اس ہنگامہ کے ہوتے ہی شہر کے گلی کوچون مین ہنگامہ سخت برپا ہوگیا اور بہت سے

عرب روہیلون کے ہاتہہ سے مارے گئے آخرکار سرداران عرب نے راجہ چندو لال کو نذرانہ معقول دیکر روہیلون کو شہر سے نکلوا دیا اب یہہ لوگ باہر دیہات کے زمینداروں کے پاس ملازمت کرتے ہین بہت سے اپنے وطن کو چلے گئے۔

اہل حدیث کا ملک دکن مین آنا

۱۲۵۰ھ مین تمامی ملک دکن مین اہل حدیث کا مذہب پہیل گیا۔ مولوی سید احمد صاحب کہ اس طریقہ نبوی کے زندہ کرنیوالے تھے اور رنجیت سنگہ والی پنجاب سے لڑکر شہید ہو چکے تھے اونہین کے خلیفہ تمامی ملک ہند مین منتشر ہوکر اپنے سچے دین اسلام کو جو رخنہ اندازون کے بدولت خراب ہو رہا تھا لوگون کو تبلاتے اور تاریکی سے نکالتے پہرتے تھے جنکا اصلی مطلب یہہ تھا کہ اس پاک اور مقدس دین مین وبنا پرستون اور کاہلون کی بدولت جو جو نوایجاد خرابیان پڑگئی ہین وہ رفع کیجا وین اور وہی چشمہ صافی جسکی نہر آنحضرت صلعم نے نکالے تھے پہر مومنین کے دلون اور جگرون مین جوش مارے۔

چنانچہ انہین خلفا اہل حدیث مین سے دو شخص مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی سلیم صاحب وارد بلدہ حیدرآباد ہوئے اور اونہون نے یہان کی مخلوق کو راہ راست پر لانا شروع کیا اور اصلی احادیث کے ترجمے رسالون کے ذریعہ سے شائع کرنا شروع کئے علما بلدہ حیدرآباد کو یہہ سچا آئین محمدی کب پسند آتا تھا اور وہ کب چاہتے تھے کہ مہندسون کے گنبدون سے جنکی بدولت اونکو بے ہاتہہ پاؤن ہلائے چنین سے روٹی ملتی ہے نکلکر سچے مذہب کو پہر شائع کرین اس سے تو اونکی عیش وعشرت مین خلل پڑتا تھا پس یہہ سب بلوہ کرکے ان دونون مولویون کے پیچھے پڑگئے۔ کسی نے شرک کے الزام لگائے کسی نے کفر کے فتوی دئے آخرکار اہن کے شورش کا تحمل مولوی ولایت علی صاحب سے ہو سکا آخرکار اوسکی دوسری جگہہ بہی اونکی جانیکی ضرورت پڑی اسلئے وہ یہان سے چلے گئے

مولوی صاحب نے کسیطور سے مرشدزادہ مبازرالدولہ بہادر تک رسائی پیدا کی اور اونکو مکروہات دینوی کی خرابیان سمجھائین چونکہ مرشدزادہ بہادر عالم شخص تھے فورًا وہ ساری حقیقت پر ماہر ہوگئے اور خود اونکے یہان اونکے حکم سے جو جو کام بدعت کے ہوتے تھے وہ سب بندکرا دئے کہتے ہین کہ تین سو مشعلچی صرف اس کام پر نوکر تھے کہ وہ درگاہون پر روشنی کیا کرین یہہ سب موقوف کئے گئے - اور مولوی سلیم صاحب کے تعلیم نے اوسپر ایسا اثر کیا کہ مرشدزادۂ بہادر کو سوائے تحقیق مسائل اصلی شریعت محمدی کے اور کوئی بات پسند نہ آتی تھی اور نہ کسی کی بات سنتے تھے نہ کسی کی باریابی اونکے پاس تک ہوتی تھی -

سامان تسخیر سلطنت ہند

یہی کام ایک اس گروہ نے اپنی بربادی کا کیا مناسب تو یہہ تھا کہ جس آزاد اور رحمدل گورنمنٹ کی حکومت مین اونکو یہہ آزادی ملی تھی اوسکی خیرخواہی مین جان لگادیتے اور اوسکے استحکام کو اپنے سچے مذہب اور سچے دین کا استقلال سمجھتے کیونکہ اب دین اسلام کے لئے حکومت کی کوئی ضرورت نہین رہی تھی اوسکی سچی تعلیم اور سچے جذب مقناطیسی نے اپنے فطرتی آئین کو خلق اللہ کے قلوب مین پورا پورا اثر ڈالدیا تھا پھر تلوار سنبھالنے کی کیا ضرورت تھی حکومت کس لئے درکار تھی - افسوس ہے کہ وہ آزادی بہت جلد اونکے ہاتھون سے نکل گئی اور گورنمنٹ انگریزی اس فریق کے دشمن ہوگئے لہذا ان کے بیٹھنے والے پھر سجادے سنبھالکر بیٹھ گئے اور پھر وہی حالت بگڑی کی بگڑی ہوئی ابتک موجود ہے -

ان مولوی سلیم صاحب نے مرشدزادۂ مبازرالدولہ بہادر کو سمجھایا کہ دنیا مین بادشاہونکا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب اونکی سلطنت ضعیف ہونے لگی اور فوج ملازم سے کچھ کام نہ نکلسکا تب اونہون نے ایک نیا مذہب ایجاد کرکے بہت سے لوگون کو فراہم کرلیا اور ایک پیر

متعصب فوج بنالی اور اوسی کے ذریعہ سے بڑے بڑے سلطنتون کو غارت و تباہ کرکے اپنی حکومت کا نقشہ جمالیا ہے اگر جناب عالی اس طریقہ کو قبول فرماوین تو دو لاکھہ آدمی جو دلی ۔ پیشاور ۔ لاہور ۔ مدراس ۔ بمبئی ۔ سورت ۔ حیدرآباد ۔ مین اس طریقہ کے پیرو ہین سب آپ کی جان نثاری پر موجود ہوجاوینگے اور آپ کو امیرالمومنین و خلیفۃ المسلمین خیال کرکے ہمراہ رکاب رہین گے ۔ پس بہر حضور جس طرف جس ملک کو چاہین گے مفتوح کرسکتے ہین ۔

آخرکار ایسی باتون نے مزاج مرشدزادہ بہادر کا پہیر کر اپنا معتقد کرلیا چنانچہ مرشدزادہ بہادر خود مسجد کوٹلہ عالیجاہ مین رونق افروز ہوکر وعظ کرنے لگے اور ساتھہ ہی طرح سے اہل حدیث کے رسالے شروع بانٹنے لگے ۔

مولوی سلیم صاحب نے جابجا خط بھیجکر اپنے ہم عقاید لوگون کو فہمایش کردئے کہ ایک خاص تاریخ مین تمام مقامات پر ہر ہر گاؤن اور شہر مین اس طریقہ کے پیرو جمع ہوکر ہنگامہ برپا کردین اور اگر کار تلوار درمیان مین آوے تو اوس سے بھی دریغ نہ کرین ؛

نواب غلام رسول خان والی ملک کی تیاری

نواب غلام رسول خان والی قمرنگر کرنول جو نواب الف خان بہادر مرحوم کے بیٹے تھے اونہون نے بھی اس فرقہ کی وضع پسند کی اور پردہ اتواپ دگولہ و بنادیق و باروت بیشمار سامان جنگ مہیا کرلیا ۔

اظہار انتظام بغاوت

دفعتاً بندر بمبئی سے اس بندوبست کی خبر صاحبان انگریز بہادر کو لگ گئی اور وہان سے حسین ساگر سکندرآباد مین پہونچی اور دستاویزات مہری مولوی سلیم کی دستیاب ہوگئین جس سے اس معاملہ کا سارا حال معلوم ہوگیا ۔

آخرکار جیمز اسٹوارٹ صاحب بہادر رزیڈنٹ سرکار انگریزی حاضر دربار جہان مدار ہوے

اور مفصل کیفیت بیان کی حضور پر نور کو اس معاملہ سے سخت حیرت اور استعجاب ہوا اور یہہ مشورہ ٹھہرا کہ جمعیت سرکار عالی مرشدزادہ مبارز الدولہ بہادر کے مکان پر جا دہمے اور اونکو قلعہ گولکنڈہ مین نظر بند کر دئے ۔ چنانچہ ۱۳ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ کو نواب مبارز الدولہ بہادر قلعہ محمد نگر مین داخل کئے گئے اور بجائے حصول سلطنت کے خدا کے دربار سے قلعہ گولکنڈہ مرحمت ہوا ۔ مولوی سلیم صاحب اور اونکے مرید دائم الحبس کئے گئے اور ممالک محروسہ مین اہل حدیث کی تلاش ہونے لگی جہان کہین پتہ لگا بند کئے گئے ۔ اگر ایک ہفتہ اس راز کو پوشیدہ رہنے پر اور گذر جاتا تو ہند کی مخلوق پر عجب آفت آ جاتی ادہر نواب غلام رسول خان والی قمر نگر کرنول نے گیارہ سو ضرب توپ تیار کرائین تہین اور بیشمار و بے انتہا گولہ بارود ایک لاکہ روپیہ کا مدراس سے منگوایا تہا اسلئے اونکی آفت بہی آ پہونچی ۔

ریاست قمر نگر کرنول کا قلع وقمع

جب مبارز الدولہ بہادر کا انتظام ہوگیا تب کڑپہ سے انگریزی پلٹنین کرنول پر پہونچین اور نواب غلام رسول خان سے کہا کہ ہم قلعہ کا ملاحظہ کرینگے ۔ نواب نے مناسب وقت جانکر قلعہ کو خالی کر دیا مگر قریب آٹھہ سو روہیلے اور عرب لیکر زہرہ پیٹھہ مین جا بیٹھے لیکن جمعیت انگریزی نے اون پر توپین مارین اور سخت لڑائی ہونے لگی دونون طرف سے بیشمار لوگ قتل ہوئے آخر کار نواب غلام رسول خان گرفتار ہوگئے انگریز اونکو میانہ مین سوار کر کر چینا پٹن کو لیچلے ۔ نواب نے راستہ مین چاہا تہا کہ مذہب عیسائی قبول کرلون شاید اس طرح انگریز مجہکو پہر مسند ریاست پر بٹہلا دینگے مگر جبکہ خان مذکور نے نصیحت کی ۔ نواب نے گالی دی ہے اوس نے بمجرد سننے گالی نواب مذکور کو جمدہر سے قتل کر ڈالا اور یہہ قصہ اسطرح تمام ہوگیا تمام مال و اسباب ضبط سرکار ہوا اور ملک اٹہارہ لاکہہ روپیہ حاصل کا جو نمونہ سلطنت تہا ذرا سی غفلت

اندیشی مین اس طرح برباد و تباہ ہوکر صاحبان انگریز بہادر کے تسلط مین چلا گیا نواب کے
پس ماندگان کو سرکار سے کچھہ روزینہ ملتا ہے اور اونکے بہائی بھی تنخواہین پاتے ہین
فرزند نواب وظیفہ لینے پر اس غرض سے راضی ہوے کہ شاید اون کے باپ کی ریاست
پھر اونکو ملجاوے گی - افسوس ہزار افسوس - سنہ ۱۲۵۴ھ مین تین مرشد زادیون کی
شادیان ہوئین ان شادیون کے جشنون مین اکثر امرا کو خطاب و جاگیر و علم و نوبت
و نقارہ سے سرفرازی بخشی گئی -

سنہ ۱۲۵۴ء

نواب منیر الملک بہادر کی وفات اور راجہ چندو لال کی وزارت اور دیوانی

سنہ ۱۲۵۴ھ

سنہ ۱۲۵۴ھ مین نواب منیر الملک بہادر دیوان مدار المہام نے وفات پائی
چونکہ نواب مرحوم کے اخراجات آمدنی سے زیادہ رہتے تھے اسلئے پچیس لاکھہ
روپیہ کا قرضہ چھوڑکر انتقال فرمایا حضور پر نور نے یہہ قرضہ ادا کردیا لیکن ان کی
کل جائداد مع تالاب میر عالم بطور کفالت نزول کرلی - اور کسیقدر جاگیر پرورش
خاندان کے لئے چھوڑدی اس زمانہ مین اس خاندان کے افسر نواب سراج الملک
فرزند صغیر نواب منیر الملک بہادر تھے سنہ ۱۲۶۳ھ مین کل جائداد حضور پر نور نے
نواب سراج الملک بہادر کو واپس کردی -

بعد وفات نواب منیر الملک بہادر کو راجہ چندو لال مدار المہام اور دیوان ریاست
مقرر ہوے گو وہ سابق سے بھی عہدہ دیوانی کے اقتدارات عمل مین لایا کرتے تھے
مگر اب بے کھٹکے کل ریاست پر حکم چلانے لگے -

چند سال تک انکی دیوانی رہی ان کے داد و دہش بیحد انتہا کے باعث معاملات
سلطنت ایسے بدترین حالت پر پہونچ گئے کہ آئندہ مدار المہام سے بھی انکا دفعیہ نہو سکا

نواب سراج الملک بہادر دیوان ریاست مقرر ہوی

جب راجہ صاحب سے عنان انتظام سلطنت نہ تھم سکی اور کار روائیان ایسے پیچیدہ آ گئین کہ فطرتی عقل گم ہونے لگی تب مجبور ہوکر مدار المہامی سے استعفا دیدیا اور عہدہ دیوانی مدار المہامی کی یہہ حالت ہوگئی کہ امیرون کے گھر گھر مارا پھرتا تھا کوئی اوسکو قبول نہین کرتا تھا آخر کار یہہ کام جس خاندان کا تھا اوسی مین جاکر ٹھہرا یعنے نواب سراج الملک بہادر خلف نواب منیر الملک بہادر دیوان ریاست مقرر ہوے۔ اس تیز فہم اور معاملہ شناس وزیر نے ہر چند چاہا کہ ریاست کی بگڑی ہوئی حالت کو درست کرے اور ملک کو بربادی سے بچاکر سرسبزی و شادابی پر پہونچا دے مگر راجہ چندو لال کی بے انتہا بے اعتدالیون کے باعث اس نئے انتظام کا چلنا دشوار ہوگیا۔ ملک کی عجب افسوس ناک حالت تھی۔ بدانتظامی حد سے بڑھی ہوئی تھی تعلقات اور اضلاع اور صوبے لوگون کو گتہ پر دیے جاتے تھے یہہ گتہ دار رعایا پر جیسا ظلم چاہتے تھے وہ کرتے تھے اور جس طرح بن پڑتا تھا روپیہ فراہم کر لیتے تھے۔ یہہ بھی اعتبار نہ تھا کہ گتہ دار اپنی مدت معینہ تک گتہ دار رہیگا آج ایک کے نام گتہ ہراج ہوا اور اوس سے رقم گتہ جو کچھہ وصول ہوے وہ لے لی گئی کل دوسرا گتہ دار مقرر ہوگا ان گتہ دارون مین بھی خانہ جنگیان ہوتی تھین۔ خزانہ بالکل خالی پڑا تھا۔ ریاست کو کوئی ساہوکار بجز عربون کے قرضہ تک نہ دیتا تھا بے اعتباری حد سے بڑھی ہوئی تھی ایک ہر بونگ ہو رہی تھی۔ ملک پر لوٹ تھی پڑ رہی۔ جو کچھہ جسکے ہاتھہ لگ جاتا تھا وہ کھا بیٹھتا تھا۔ ان تمام خرابیونکا نتیجہ یہہ ہوا کہ نواب سراج الملک دیوان کو مجبوراً فوج کنٹنجنٹ کے خرچہ کے لئے ملک برار انگریزون کو دیدینا پڑا اگرچہ خود حضور اور اہل دربار اس ملک وہانی سے از حد ناراض تھے لیکن وزیر کو یہہ ملک دیدینا ہی پڑا۔ اہل الراے اور ہماری تاریخ کے پڑھنے والے اس مقام پر خیال کرینگے کہ اس پر آشوب زمانہ میں کس چیز کی ضرورت اس ملک و ریاست کو لاحق ہوئی۔ بیشک ایسا شخص

درکار ہو گیا جو انتظامی و اخلاقی لیاقت درجہ کمال تک رکہتا ہو۔ بے نظیر روشن
رائے ہو۔ ملک اور رعایا کا خیر خواہ اور بادشاہ کا دلدادہ ہو۔ بعدیل دانشمند ہو۔ جو
ایسے زمانہ پر شور و شغب مین ملک کو تاراجی سے بچا وے امن چین قائم کرے
رعایا برایا کی خوشحالی کو ترقی دے۔ بس خداوند کریم نے ملک دکن کی اس دعا کو
قبول فرمایا اور ایسا ہی شخص سرزمین دکن مین پیدا کر دیا جسکا ذکر خیر آئندہ آتا ہے

نواب سراج الملک بہادر کی وفات

آخر کار نواب سراج الملک بہادر دس برس عہدۂ دیوانی کو انجام دیکر اور زرخیز ملک برار
انگریزون کے حوالے کر کے ۱۲۶۹ھ مین انتقال کر گئے یہہ بہت نیک اور معتبر
شخص تھے اگر ملک مین سخت بدنظمی نہ ہوئی تو وزارت کرنیکے لئے بہت اچھے تھے

نواب میر تراب علیخان بہادر مختار الملک سر سالار جنگ اول کی وزارت اور ملک دکن کی سر سبزی

بعد وفات نواب سراج الملک بہادر دیوان کے نواب خورشید رکاب ناصر الدولہ بہادر
نے اونکے بھتیجے نواب میر تراب علیخان بہادر مختار الملک سر سالار جنگ اول کو
خلعت وزارت عطا فرمایا۔ یہہ وہی وزیر بے نظیر اور مشیر بے نظیر ہین۔ جنہون نے
ملک دکن کو گرداب غارت و تباہی سے نکالکر اوس بے حد ترقی عروج سر سبزی
شادابی مرفہ الحالی پر پہونچا دیا جسکو آج ہماری آنکھین دیکھ رہی ہین۔ شروع
سال وزارت سے ہی مختار الملک بہادر نے کمر ہمت چست باندہی کہ ملک کو
انواع انواع پیچیدگیون اور طرح طرح کی الجھنون سے نکالکر انتظام سلطنت درست
کیا جاوے چنانچہ مختار الملک بہادر نے سب سے پہلے عربونکا زور توڑنا شروع کیا
جنکے قبضہ مین ملک کی بہت بڑی آمدنی تھی اور سارے ملک پر اونکا رعب چہایا

ہوا تھا۔ بہت سے جاگیرون پر اونکا قبضہ ہوگیا تھا۔
دوسرا۔ انتظام یہہ کیا کہ ٹھیکہ داری کا انتظام فنا کرکے سرکاری اہلکار اور تعلقدار
مقرر کئے۔
عربون کا قرضہ ادا کرکے اونکا موقوف کرانا شروع کیا لالہ بہادر کے تعلقدارون سے
پندرہ لاکہہ روپیہ کا ملک واپس کرلیا تیرہ لاکہہ روپیہ کا علاقہ سردار عرب عمران
عوض سے مسترد کرلیا۔
غرضکہ اس پہلے ہی سال مین چالیس لاکہہ روپیہ کی مالگذاری کا ملک مرہونہ سرکار
نے چہڑالیا اور دو ہزار عرب اور روہیلے فوج سے برطرف کردئے گئے۔ ایک عرب
نے شہر مین فساد مچایا مگر وہ گرفتار ہوکر خارج البلد کیا گیا۔
اسی سال ایک فوج کنٹنجنٹ کی روہیلون کی سرکشی کے فرو کرنے کو بہیجی گئی اور ایک ہزار
فوج اور چار توپین کو ڈہاکل کی سرکشی کو دبانے کے لئے بہیجی گئین۔

سنہ ۱۲۷۱ھ

سنہ ۱۲۷۱ھ مین ملک مین قحط پڑا جسکے لئے عمدہ انتظام کیا گیا اور خلق اللہ کو تکلیف
و اذیت سے بچایا اسی سال گتہ داری کے طریقہ کو بالکل موقوف کیا گیا اور تشخیص
مالگذاری کے لئے معتبر اور دیانتدار اہلکار مقرر ہوئے۔
سنہ ۱۲۷۲ھ مین ملک سرسبز و شاداب نظر آنے لگا خزانہ عامرہ سلطانی مین رقم جمع
ہونے لگی آمدنی بہت کچہہ بڑہ گئی اور سلطنت کا اعتبار بہی زیادہ ہوگیا اسی سال
بردہ فروشی بہی بند کردی گئی۔

سنہ ۱۲۷۳ھ

سنہ ۱۲۷۳ھ مین ملک ہند مین غدر مچ گیا اور انگریزون کے اوپر چارون طرف سے آفت برپا
ہوگئی فوجین باغی ہوگئین اور خود اپنے افسران کا گلا کاٹنے لگین جن مین جان
امن و امان بالکل کافور ہوگیا تار ٹوٹ گیا ڈاک اٹہہ گئی۔ ریل لٹ گئی جسکی لاٹہی
اوسکی بہینس ہونے لگی۔ حتی کہ باغیون کی نظر حیدرآباد دکن پر پڑنے لگی۔

وفات نواب خورشید رکاب
میر فرخندہ علیخان ناصر الدولہ بہادر

اسی ہنگام پر آشوب مین نواب نظام الملک آصفجاہ ناصر الدولہ بہادر نے ۲۴ رمضان ۱۲۷۳ھ مین انتقال فرمایا مرقد مبارک نواب مغفور کا صحن مکہ مسجد مین بنایا گیا اور آپ کا لقب غفران منزل رکھا گیا تیس سال حکومت کی۔

عمارات یادگار عہد نواب ناصر الدولہ بہادر

نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد مین پل دریائے موسی واقع بیرون دروازہ چادر گہاٹ بصرف پچاس ہزار تعمیر کیا گیا یہ پل باہتمام میجر اسٹوارٹ صاحب بہادر رزیڈنٹ اور سعی راجہ چندو لال ۱۲۹۵ھ مین تعمیر ہوا۔ اور چار مینار کی عمارت کی درستی کرائی گئی جسکا ذکر سابق مین کیا گیا ہے۔ راحت محل بھی تعمیر ہوا علاوہ اس کے بہت سے چاہات و دیگر عمارات و باغات تعمیر ہوئے۔

نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل کی اولاد

ایزد تعالے و تقدس نے نواب غفران منزل کو دو فرزند جگر بند عطا فرمائے تھے اول۔ نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر کو بعد وفات نواب غفران منزل کے مسند نشین ریاست ہوئے۔

دوسرے نواب میر جہانگیر علیخان روشن الدولہ بہادر۔

ذکر سریرآرائی نواب میر تہنیت علیخان بہادر افضل الدولہ آصفجاہ خامس

بعد وفات نواب ناصر الدولہ بہادر کے نواب نظام الملک آصفجاہ افضل الدولہ بہادر سریر آرائی دولت ہوئے۔ اس جلسہ مسند نشینی مین صاحب رزیڈنٹ بہادر بھی حاضر دربار ہوئے اور نذر گذرانی۔

ایام غدر ۱۲۷۳ھ م ۱۸۵۷ء کے حالات

جب صاحب عالیشان وکیل انگریزی دربار سلطانی سے نکل کر کوٹھی رزیڈنسی پر پہونچے تو نواب گورنر جنرل بہادر کا تار آیا کہ دہلی باغیون نے فتح کرلی اور وہان کے بہت سے انگریز قتل و برباد ہو گئے۔

رزیڈنٹ نے یہہ خبر نواب مختار الملک بہادر سے بیان کی۔ آپ نے کہا یہہ خبر حیدرآباد مین تین روز سے مشہور ہے اس غدر کے بدولت جو جدید انتظامات مدار المہام نے شروع کئے تھے سب دہیمے پڑگئے اور یہہ فکر پڑی کہ کسی طرح ملک مین ہنگامہ برپا ہونے پاوے۔ اودہر صاحبان انگریز بہادر پر سخت اضطراب کی حالت چہائی ہوئی تھی۔ گورنر بمبئی نے صاحب رزیڈنٹ کو لکھا کہ اگر اسوقت نظام نے بھی بیوفائی کی تو ہمارا کچھہ ٹھکانا نہین ہے۔ نواب مختار الملک بہادر اور حضور پرنور کو ایسی حالتمین سخت تفکر تھا لیکن نواب مختار الملک کی دانشمندی اور حلم نے سب کام درست کر دئے حضور پرنور نواب افضل الدولہ بہادر کو کامل یقین تھا کہ انجام کار بہہ سرکار انگریزی کی فتح ہوگی اور بہہ تسلط اور وہی برٹش حکومت ہوگی باغیون سے کچھہ نہوگا اسلئے پہلے دن سے ہی حضور پرنور نے انگریزون کی طرفداری مین قدم بڑہایا اور اپنے لائق و دانشمند وزیر کو حکم دیا کہ سرکار انگریزی کی سچی خیرخواہی اور امداد کامل طور سے کرین اور ہر طرحسے انگریزون کی حفاظت اور نگہبانی کیجاوے۔ چند بدمعاشون نے اورنگ آباد سے آکر شہر مین مفسدہ پہیلایا اسی سلئے نواب مختار الملک بہادر نے حکم دیا کہ شہر مین جو شخص غدر انگیز وعظ کرتا ہوا نظر آوے اوسکو اوسی جگہہ فوراً گولی مار دیجائے۔ اس تدبیر کا تیر ٹہیک نشانے پر لگا اور اس انتظام سے

ملک دکن اس زلزلہ سے بچگیا اور غدر نہونے پایا۔

تاریخ پڑہنے والے خیال کرسکتے ہین کہ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین ملک ہندمین کیسا کچھہ قتل وغارت ہورہا تھا اوس وقت دنیا کیسی تاریکی مین پہنسی تھی اور کیا اندہیر مچاہوا تھا کلکتہ سے لیکر دہلی تک عجب سناٹے کا کام تھا ہلکرا در سیندہیہ کی فوجون نے کچھہ بہر پری لی تھی لکھنوا ور دہلی باغیون کے بہاری مرکز تھے بوڑہے بادشاہ ابوظفر بہادرشاہ پنشن خوار سرکار انگریزی اب جدید تیموریہ سلطنت کا ڈھیر ڈالکر بادشاہ ہندوستان بن بیٹھے تھے جنکی سلطنت کا یہہ انتظام تھا کہ چاردن طرف لوٹ مچ رہی تھی انسان کی جان جس پر سلطنت کا دارومدار ہے جابجا مفت سلے لیجاتی تھی امن وامان کا نشان نہ تھا چارطرف ویرانہ اور بربادی وقتل وغارت نظر آتا تھا۔

لیکن الحمدللہ کہ ملک دکن اس وزیر نیک تدبیر کے زبردست انتظام کی بدولت اس آفتاب وخونریزی سے بچگیا۔

رزیڈنسی پر باغیون کا حملہ

جائے غور ہے کہ باوجود سخت انتظام کے بھی چند بدمعاشون نے کوٹھی رزیڈنسی پرحملہ کیا اور نواب مختارالملک بہادر اورحضور پرنور کو دہمکی دی کہ اگر انگریزون سے نہ لڑوگے تو حیدرآباد کے لوگ تم دونون کومار ڈالینگے رزیڈنسی پر جب قریب پانسو روہیلون نے بسرکردگی طرہ بازخان ومولوی علاؤالدینخان حملہ کرنا چاہا تو نواب مختارالملک بہادر نے پہلے ہی سے کرنیل ڈیوڈسن صاحب بہادر رزیڈنٹ کواس خبرکے سنتے ہی اطلاع کردی چنانچہ اوسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ مقابلہ بہت مستعدی سے ہوا اور باغیون کو شکست ہوگئی اور وہانسے بے نیل مرام واپس چلے آئے۔

رزیڈنسی کے سلامتی کے باعث نواب مختار الملک بہادر اور حضور پر نور افضل الدولہ بہادر کو بہت کچھہ استقلال ہوگیا فوج کنٹنجنٹ نے رزیڈنسی کو مضبوط کر لیا۔ طرہ باز خان اور علاؤالدین خان گرفتار ہو گئے طرہ باز خان نے قید سے بہاگنے جانیکا ارادہ کیا تو اوس کے گولی مار دی گئی اور مولوی علاؤالدین خان کالے پانی بھیجے گئے۔

۱۲۷۵ھ آخر کار ۱۲۷۵ھ مین غدر فرو ہونے لگا اور جابجا سے انگریزی فتحیابیون کی خبرین آنی لگین اور پھر ملک پر انگریزی قبضہ ہوگیا اور یہہ ملک ہندوستان کمپنی کے تصرف سے نکل کر خاص شاہی حکومت مین شامل ہوگیا۔

حضور پر نور کے نام لارڈ کیننگ بہادر کی چھٹی

جب کافی طور پر انگریزی تسلط ملک ہند پر پھر قائم ہوگیا اور امن وامان کا جلوہ نظر آنے لگا تب لارڈ کیننگ بہادر وسیرائے گورنر جنرل کشور ہند نے حضور پر نور کی خدمت مین ایک خاص چھٹی لکھی جسمین لکھا کہ۔

ایسے نازک وقت مین جو وفاداری اور ثابت قدمی آپ سے عمل مین آئی گورنمنٹ آف انڈیا اوس کے نہایت شکر گذار ہے۔ اور وعدہ کرتی ہے کہ آئندہ ان خدمات کے نسبت اور طریقہ سے بھی خوشنودی ظاہر کیجاوے گی۔

نواب مختار الملک اور صاحب رزیڈنٹ بہادر پر قاتلانہ حملہ

۱۲۷۶ھ ۱۲۷۶ھ مین نواب مختار الملک بہادر اور کرنیل ڈیوڈسن صاحب رزیڈنٹ بہادر سلطانی سے واپس آئے تھے کہ ملاقات کے کمرے کے نزدیک پہونچتے ہی ایک شخص جہانگیر خان نامی نے دونون پر قرابین کا فیر کیا مگر خدا کے کرم سے یہہ دونون صاحب بچ گئے اور وہ شخص تلوارون کے نیچے لیلیا گیا مگر تاہم ایک

تک زندہ رہکر مرگیا کچھہ حال اوس سے نہین معلوم ہوا کہ کسکی ترغیب تھی۔
حضور پر نور نواب افضل الدولہ بہادر کو اس واقعہ سے سخت حیرت ہوئی اور اوسیوقت خود بنفس نفیس سوار ہوکر فوج کے حلقہ مین رزیڈنسی تک تشریف لے گئے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر کو صحیح و سالم بہونچا آئے۔

حضور پر نور کو ملکہ معظمہ قیصر ہند کے طرف سے خطاب آیا اور اضلاع رائچور۔ نلدرگ۔ دہاراسیون۔ مع شورا پور واپس ہوئے

سنہ ۱۲ھ مین گورنمنٹ انگریزی نے حضور پر نور نواب افضل الدولہ بہادر کو خطاب (نائٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) عطا فرمایا اور ایک لاکھہ روپیہ کے قیمتی تحائف ارسال کئے اور پچاس لاکھہ روپیہ جو سرکار انگریزی کے حضور پر نور پر قرض تھے وہ چھوڑ دئے اور اضلاع رائچور۔ نلدرگ دہاراسیون۔ مع شوراپور کے جو برار کے ساتھہ سرکار انگریزی کو دیدئے گئے تھے وہ پہر مسترد کرکے سرکار عالی کو دیدئے گئے۔

نواب مختار الملک بہادر اور نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے لئے بھی سرکار انگریزی سے تیس ہزار کے قیمتی تحائف عطا ہوئے۔

درستی سلطنت دکن کا انتظام پہر شروع ہوا

بعد اس واقعہ پر شور انگیز غدر کے پہر از سر نو سرسبزی و شادابی کا انتظام شروع ہوا اضلاع مستردہ نلدرگ۔ رائچور۔ شوراپور وغیرہ انگریزی قانون پر رکھے گئے۔
حضور پر نور چند مفتریون کے اغوا سے اس بندوبست کو پسند نہین فرماتے تھے لیکن آخرکار کہل گیا اور وہی انتظام حضور نے پسند فرمایا اور نواب مختار الملک بہادر کو بیش قیمت خلعت عطا ہوا اور اسطرح حضور انور اور نواب مختار الملک بہادر

مین باہمی صفائی ہو گئی ۔

قحط سالی

سنہ ۱۲۷۶ھ مین ملک دکن مین بارش نہونے کے سبب قحط پڑ گیا اور غریب غربا پر سخت مصیبت آ گئی ۔

حضور پر نور نے اپنی رعایا پر ترس کہا کر یہ انتظام کیا کہ کلکتہ سے چانول منگوا کر غریبون کے ہاتہہ کم نرخ پر فروخت کرنا شروع کیا پانچ لاکہہ روپیہ کے قریب اس مین صرف ہوئے ۔

سنہ ۱۲۸۰ھ مین حضور پر نور نے ایک مجلس مالگذاری حیدر آباد مین قایم کی لیکن چند سال بعد وہ شکست کر دی گئی اور ادارہ صدر المہام مالگذاری کا محکمہ قایم کیا گیا

دوبارہ قحط سالی

سنہ ۱۲۹۲ھ مین پہر ملک دکن مین قحط پڑا اوس کے انتظام مین بھی حضور پر نور کے طرف سے پانچ لاکہہ صرف کئے گئے اور پیدل اور سوارون کی تنخواہ مین اضافہ کر دیا گیا ۔

حضور پر نور اور نواب مختار الملک بہادر کی باہمی معاملات

سنہ ۱۲۹۳ھ مین نواب مختار الملک بہادر نے ایک مجبوری کے باعث استعفا پیش کرنیکی اجازت حضور پر نور سے چاہی ۔ قاعدہ ہے کہ اس جیتی اور زبردست انتظام کے زمانہ مین مفت خوارون کی روزی مین خلل آ جاتا ہے خصوصاً نواب مختار الملک کے عہد مین تو سلطنت کے لٹیرون کا جنکو دوسرے طور پر گروہ دار تعلقہ اضلاع سابق مین ہم لکہہ چکے ہین خاص کر انتظام کیا گیا تہا وہ تو سب کے سب اس انتظامات سالار جنگی کے تحقیقی دشمن تہے ۔ اسی ذیل کے لوگون نے چند باتین حضور پر نور کو سمجہائی تہین جس سے نواب افضل الدولہ بہادر کو اپنے وزیر سے ناراضی ہو گئی

اور اسی ناراضی کی وجہ سے حضور پر نور نے لشکر بنک کو جو نواب مختار الملک بہادر کا بدخواہ تھا اپنے اور وزیر کے درمیان مین وکیل مقرر کیا۔ یہی خاص باعث تھا کہ مجبوراً نواب مختار الملک بہادر نے وزارت سے کنارہ کش ہوجانا چاہا چنانچہ حضور پر نور کا حکم نافذ ہوا کہ تحریری استعفا پیش کرین مختار الملک بہادر نے تحریری استعفا بھیجدیا سر جارج یول صاحب رزیڈنٹ نے جب یہہ خبر سنی تو انکو مختار الملک بہادر کی وزارت سے علیحدہ ہوجانے مین طرح طرح کے نقصانات اور ضرر معلوم ہوئے چنانچہ رزیڈنٹ صاحب پہلے تو خاموش رہے اور خیال کیا کہ حضور پر نور خود راضی ہوجاوینگے لیکن جب معاملہ بالکل بگڑا ہوا پایا تب مجبوراً صاحب رزیڈنٹ بہادر نے حضور پر نور کو خط لکھا جس مین حاضر دربار ہونے کی اجازت طلب کی۔

چونکہ بسنت کی تعطیل تھی اس لئے بعد انقضاء تعطیل یہہ خط حضور مین پیش ہوا حضور پر نور نے نواب مختار الملک بہادر کو اطلاع دی کہ میرا ارادہ ہے کہ امیر کبیر بہادر کو قبل از دربار رزیڈنٹ کے پاس بھیجون کیونکہ رزیڈنٹ کا استقبال وہی کرینگے اس سے ثابت ہوا کہ سرسالار جنگ دربار مین حاضر نہو وین۔ آخرکار امیر کبیر رزیڈنٹ کے پاس گئے۔ اور آنکے بعد ملاقات کا دن قرار پایا۔ آخر صاحب رزیڈنٹ بہادر آئے اور تھوڑی سی ملاقات کے بعد چلے گئے۔ کوئی گفتگو نواب مختار الملک بہادر کے بابمین ہونے پائی۔

لیکن آخرکار صاحب رزیڈنٹ کی بہت سی کوشش سے حضور پر نور مختار الملک بہادر سے راضی ہوگئے اور چند روز بعد ملکہ معظمہ قیصر ہند کے بھیجے ہوئے تمغے نواب مختار الملک بہادر صاحب رزیڈنٹ بہادر کو اپنے ہاتھ سے پہنائے اور خلعت بیش قیمت نواب مختار الملک بہادر کو مرحمت ہوا اور اسیطرح پر حضور کی ناراضی جاتی رہی

ملکی تقسیم اور اوس کا انتظام

اسی سال ۱۲۸۳ھ مین نہایت عمدہ اور زبردست انتظام سلطنت نظام کا نواب مختار الملک بہادر نے یہہ کیا کہ تمام ملک کو پانچ صوبون اور سترہ ضلعون تقسیم کر دیا۔ ہر صوبہ پر ایک صوبہ دار یعنے کمشنر اور ہر ضلع پر ایک اول تعلقدار یعنے کلکٹر مع دو دو تین تین ماتحت تعلقدارون کے مقرر ہوے اور ہر ایک تعلقہ پر ایک تحصیلدار مقرر کیا گیا۔

اسی زمانہ مین صیغہ جوڈیشل اور صیغہ تعمیرات اور صیغہ طبابت اور محکمہ صفائی اور سررشتہ تعلیمات قائم کئے گئے نواب مختار الملک بہادر کی جسقدر تعریف کیجاوے اور جہانتک اونکا احسان مانا جاوے وہ سب درست و بجا ہوگا کیونکہ اونہون نے بڑے بڑے لائق و فائق تجربہ کار دانشمند لوگون کو اطراف و جوانب سے منتخب کرکرکے بلایا اور اونکی مدد سے اس اندھیرے گھر کو اُجالا کر دیا۔ یہہ برکت جو آج ملک بھر مین امن امان اور چین چان سرسبزی و شادابی کے ساتھہ نظر آتی ہے سب ہمارے نواب مختار الملک بہادر اور اون کے سے بے نظیر دانشمند کاربردازون کی شبانہ روز محنت و جانفشانی کا نتیجہ ہے انہین دانشمندون نے صدہا قانون بناے۔ ہزارہا محکمہ جاری کئے۔ سلطنت کی بہبودی خیرخواہی اور رعایا کی خوشحالی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ اوسی انتظام کی برکت ہے کہ آج ملک دکن مین انگریزی سلطنت سے کسی طرح امن و امان کم نہیں ہے۔ اور کوئی محکمہ ایسا نہیں ہے جو سرکار انگریزی مین ہوا در ملک دکن مین نہو ملک دکن خصوصاً حیدرآباد کے بھولے بھالے اور سیدھے سادے مخلوق دنیا کے اچھے ہین اور آداب و تمیز و تہذیب و طرز معاشرت اور آزادی سیکھنے لگے۔

ولادت حضور پرنور بندگان اعلیٰ حضرت میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصفجاہ

اسی سال پنجم ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ کو اعلیحضرت سلیمان قدرت سکندر شوکت جمشید مرتبت رستم صولت خداوند نعمت حضور پرنور نواب میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ

نظام الملک آصفجاہ سادس ادام اللہ فیضانہ حضرت حشمت مآب واحد النسا بیگم صاحبہ
بطن مبارک سے تولد ہوئے

نواب مختار الملک بہادر پر قاتلانہ حملہ

سنہ ۱۲۸۴ھ

غرہ شوال سنہ ۱۲۸۴ھ خامس روز عیدین جسوقت نواب سر سالار جنگ بہادر دربار کو
جاتے تھے۔ ایک شخص نے بہادر مذکور پر برابر دو فیر بندوق کے کئے مگر حافظ حقیقی
نے نواب سر سالار جنگ کو صحیح وسالم رکہا اور اچھی طرح سے دربار مین پہونچ گئے
مجرم ۱۱ شوال سنہ مذکور کو قتل کیا گیا۔

حضور پر نور کو اپنے لائق وفایق وزیر کی جانبری پر نہایت مسرت حاصل ہوئی
اور بہت کچہہ صدقہ وغیرہ خیرات غربا کو تقسیم ہوئی۔

وفات حسرت آیات نواب افضل الدولہ بہادر

سنہ ۱۲۸۶ھ

۶ ذیقعدہ سنہ ۱۲۸۶ھ کو حضور پر نور نواب افضل الدولہ بہادر نے اس دنیا فانی سے
عالم جاودانی کو رحلت فرمائے آپ کا مزار مقدس صحن مکہ مسجد مین ہے۔ اللہ مغفرت
کرے۔ تیرہ سال چند ماہ سلطنت کی۔

نواب افضل الدولہ بہادر بڑے جید عالم خدا پرست دیندار موحد اور درویش دوست
تھے علما فضلا و حفاظ کی بڑی توقیر کرتے تھے۔ سخاوت کا یہہ حال تھا کہ انکی
داد و دہش کے سامنے حاتم طائی کا نام مٹ گیا تھا جو شخص حضور مغفور تک پہونچ گیا
سات پشت کے لئے مالامال ہوگیا وہ وہ بیش بہا اور بے نظیر انمول چیزیں
جو بڑے بڑے سلاطین روئے زمین کو مشکل سے دستیاب ہوسکتی تھین اون کو
حضور پرنور عام فقرا کو بے دریغ تقسیم کر دیتے تھے۔ اگر مختار الملک بہادر سا دور
جزرس۔ کفایت شعار اور نگہبان وزیر نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ حضور مغفور ایک روز
سلطنت تک کو للہ دیڈالتے۔ اللہ نے اونکا دست کرم ایسا کشادہ پیدا کیا تھا

کہ کسی طرح کسیوقت نہین رکہتا تھا۔ بڑے قوی ہیکل۔ خوبصورت اور زبردست جوان تھے اللہ مغفرت کرے اللہ مغفرت کرے۔

عمارات عہد نواب افضل الدولہ بہادر مغفور

موسی ندی کا نیا پل افضل گنج آپ کے عہد مبارک بنا ہوا ہے۔ محلہ افضل گنج انہین حضور کے نام نامی پر آباد ہوا ہے۔ افضل المساجد افضل گنج آپ ہی نے تعمیر کرائی ہے جسکی شان وشوکت دیکہنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ شہر پناہ کا دروازہ جو موسی ندی کے نئے پل پر ہے آپ ہی کے عہد مبارک کا تعمیر شدہ ہے۔

اولاد حضور پر نور نواب افضل الدولہ بہادر

آپ کی اولاد مین صرف ایک فرزند جگر بند نواب نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر آصفجاہ وارث تاج وتخت ہین۔ علاوہ انکے چند مرشدزادیان بھی ہین۔

ذکر سریر آرائی نواب گردون قباب حضور پر نور اعلی حضرت میر محبوب علیخان بہادر فتح جنگ۔ نظام الملک آصفجاہ سادس خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

جب نواب افضل الدولہ بہادر نے اس دنیا کو چہوڑکر عالم باقی کو رحلت فرمائے تو اوس وقت ہمارے بادشاہ جمجاہ کا سن وسال صرف تین سال سے کچہہ زیادہ تھا جملہ اراکین سلطنت نے بالاتفاق ہوکر حسب مشورہ نواب مختار الملک بہادر حضور پر نور کو سریر آرائے دولت کردیا۔ اور نذرین دی گئین۔ ملکی انتظام کے لیے نواب مختار الملک بہادر مدار المہام اور نواب شمس الامرا بہادر کو ریجنٹ مقرر ہوے۔ اور تمام انتظام اونہین کے سپرد ہوا۔ صاحب عالیشان سے بھی بعض امور مین صلاح لیجاتی تہی جب یہہ انتظام ہوا تو حضور پر نور کی تعلیم وترتیب کا عمدہ اہتمام کیا گیا جس کا خیال گورنمنٹ ہند کو بہت کچہہ تھا۔

ملک کی سرسبزی و شادابی

نواب نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر دام اللہ فیضانہ کے سریر آرائی سلطنت کے دوسرے سال کے اختتام پر یعنے ۱۲۸۱ھ کے وسط مین ملک اس رونق اور ترقی پر پہونچ گیا تھا کہ خزانہ بھرا ہوا تھا ملک کے سالانہ اخراجات سے بچکر خالص آٹھہ لاکھہ روپیہ کی بچت تھی اور تمام صیغے - پولس - تعلیمات - طبابت - مالگذاری - عدالت - وغیرہ نہایت سرگرمی سے جاری تھے - اسی سال مین کسیقدر قحط بھی نمودار ہوا جسکا انتظام مستعدی سے کر لیا گیا -

نواب مختار الملک بہادر کے دورۂ ملک اور سیر و سفر کا حال

۱۲۸۷ھ

۱۲۸۷ھ مین نواب مختار الملک سب سے پہلے حیدرآباد سے باہر اورنگ آباد کو گئے اور ملک کا معائنہ کرنا شروع کیا اس دورہ مین صاحب رزیڈنٹ بہادر بھی ہمراہ تھے مختار الملک بہادر بمبئی تک بھی گئے اور وہان گورنر بمبئی کے مہمان رہے بمبئی سے لوٹ کر اورنگ آباد آئے اور یہان سے کان گانون کے طرف تشریف لے گئے وہان پر لارڈ میو صاحب بہادر ویسرائے گورنر جنرل ہندوستان سے ملاقات کی - اور پھر کچھہ روز بعد نواب صاحب کلکتہ تشریف لے گئے اور ویسرائے بہادر کے مہمان رہے اسی سال گلبرگہ سے حیدرآباد تک ریل کی بنیاد شروع ہوئی -

نواب مختار الملک بہادر کو حضور ملکہ معظمہ نے تمغا عطا فرمایا

۱۲۸۸ھ

۱۲۸۸ھ مین حضور پر نور نواب گردون جناب میر محبوب علیخان بہادر بادشاہ خلد اللہ ملکہ کے دیوان و مدار المہام نواب مختار الملک بہادر کو حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند سے (نائٹ گرانٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا) کا تمغہ ملا - ۱۲۸۹ھ مین حضور پر نور کی طرف سے دوبارہ نواب مختار الملک بہادر لارڈ نارتھہ بروک صاحب

۱۲۸۹ھ

گورنر جنرل کوڑ ہندوستان کے دربار مین شریک ہونے کے لئے بمبی گئے۔ اسی سال شہزادۂ پرنس آف ویلز بہادر کی آمد آمد کی خبر علداری نظام مین سنی گئی۔

شاہزادۂ پرنس آف ویلز بہادر کا استقبال

۱۲۹۲ھ

۱۲۹۲ھ مین نواب مختار الملک بہادر حضور پرنور کے طرف سے شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر کے استقبال کے لئے بمبئی تشریف لے گئے شاہزادہ ممدوح القدر نے بہت سے تحفہ تحائف حضور پرنور کے لئے بھیجے۔ اور نواب مختار الملک بہادر کو بھی بہت سے تحائف عطا ہوئے۔ حضور کے طرف سے کئی لاکھہ روپیہ کے تحائف شاہزادہ بہادر کو دئے گئے۔

افضل العلما مولوی محمد زمان خان صاحب نصنا کی شہادت

اسی سال حضور پرنور کے اوستاد جناب مولانا محمد زمان خان صاحب کو ایک شخص مہدوی نے شہید کر ڈالا اس پر شہر مین مثل سابق ہنگامہ ہوتے ہوتے بچ گیا مہدویون کے سر پر قدیمہ آفتاب پہرا آپہونچی تھی مگر مختار الملک نے بڑی حکمت عملی سے اس ہنگامہ کو فرو کر دیا اور مجرم قتل کیا گیا بہت سے مہدوی دایم الحبس کئے گئے۔

۱۲۹۳ھ

۱۲۹۳ھ مین حضور پرنور کے طرف سے نواب مختار الملک پہر کلکتہ گئے۔ اسی زمانہ مین ڈیوک آف سدرلینڈ اور سدر شفیلڈ اور مسٹر نالیر حیدرآباد کی سیر کو آئے۔ نواب مختار الملک بہادر نے ان عزیز مہمانون کی بڑی خاطرداری کی اور یورپ کو خصوصًا لندن آنے کے اون سے وعدہ لیا۔

نواب مختار الملک بہادر کا سفر یورپ لندن

اسی سال لارڈ ناتہہ بروک کی جگہہ لارڈ لٹن گورنر جنرل و وئسرائے کشور ہند مقرر ہوکر آئے نواب مختار الملک بہادر اونکے استقبال کے لئے بمبئی تشریف لے گئے اور وہین سے دوسرے روز لندن کے طرف جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوئے۔ پچیس روز

بعد ملک اطالیہ مین پہونچے۔ شہنشاہ اٹلی اور پوپ صاحب سے ملاقات کین۔ تا بزدہ ہمبرٹ سے بھی ملاقات کی یہہ شاہزادہ اب سلطنت اطالیہ کے شہنشاہ ہین۔ پہر یہان سے چلکر چار روز بعد پیرس دارالسلطنت فرانس مین پہونچے۔

اسی روز شام کو نواب مختارالملک بہادر کا پانون ایک ہوٹل کی سیڑہی پر پہسل گیا جسکے صدمہ سے نواب صاحب کی ران کی ہڈی ٹوٹ گئی قریب بیس روز تک پیرس مین پڑے رہے اور پہر جہاز پر سوار ہوکر لندن کو روانہ ہوے اور تہوڑے ہی عرصہ مین وہان پہونچ گئے۔ پانون کو کچہہ تہوڑا ہی آرام ہوا تہا۔

بیس روز بعد شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر نے نواب مختارالملک کی دعوت کی ہر اس دعوت مین بڑے بڑے جلیل القدر لوگ لندن کے شریک تہے۔

دوسرے روز اکسفورڈ یونیورسٹی سے نواب صاحب کو اعزازی خطاب۔ ڈی سی ایل کا عطا ہوا۔ بعدازان بارہ روز کے بعد نواب صاحب کو لارڈ سالسبری بہادر نے حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند کے حضور مین پیش کیا نواب مختارالملک بہادر نے حضور ملکہ معظمہ کو نذر گذرانی۔ اور شب کو حضور ملکہ معظمہ کے دسترخوان پر کہانا تناول فرمایا اس سے تین روز بعد مارکوئیس آف سالسبری نے نواب صاحب کی دعوت کی آسکے دوسرے روز نواب مختارالملک بہادر نے شاہزادہ پرنس آف ویلز بہادر کی دعوت کی۔

بعدازان یہان سے اسکاٹ لینڈ کو گئے اور چند روز بعد واپس آکر لارڈ نارتہ بروک صاحب کے یہان دعوت کہائی۔ شہر لندن کا آزادنامہ بھی ان کو عطا ہوا اور اس جلسہ مین نواب صاحب کے عمدہ کارروائیون کی بے انتہا تعریف امراء لندن نے کی۔ منیجر والون نے بھی آپ کو ایڈریس دیا۔

خلاصہ یہہ کہ تمام سرداران ذی شان و اراکین سلطنت و رعایا برایا نجار دیگر

کے طرف سے نواب مرحوم کی ایسی عزت لندن مین ہوئی - جیسی آجتک کسی ہندوستانی
رئیس کے نہین ہوئی تھی - دو مہینہ تک نواب مرحوم لندن مین رہے بعدازان پیرس
کو تشریف لائے یہان دو روز تک قیام کیا اور تمام چیزون کی سیر کرکے جہاز پر
سوار ہوے - چند روز بعد برنڈزی مین پہونچے اور اوس سے سولہ روز بعد بمبئی
مین جہاز پر سے اترے - دوسرے روز حیدرآباد مین رونق افروز ہوے تمام بڑے
چھوٹے لوگون نے آپ کی تشریف آوری پر نہایت دہوم دہام سے بے انتہا خوشی
منائی -

حضور پرنور نواب نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر کا سفر دہلی

سنہ ۱۲۹۳

۱۹ ذیقعدہ سنہ ۱۲۹۳ھ کو حسب اشتہار نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر کشور ہند
حضور پرنور بندگان عالی مدظلہ العالی نہضت فرمائے دربار دہلی ہوے -
حضور پرنور کے ہمراہ اون کے دیوان مختار الملک بہادر کے علاوہ بہت سے امرا
اور جلیل القدر کارپردازان سلطنت تھے ۴ ذالحجہ سنہ ۱۲۹۳ھ کو حضور پرنور اعلیحضرت
دہلی پہونچے - اور شاہی سلامی سر ہوئی -
۶ ذالحجہ سنہ مذکور کو نواب گورنر جنرل بہادر کشور ہند تشریف لاے حضور پرنور
نے مع صاحب رزیڈنٹ بہادر و مدار المہام ریاست اسٹیشن پر استقبال کیا دس ہزار
سپاہ کے قریب حضور والا کے ساتھ تھے -
۹ ذالحجہ سنہ مذکور کو حضور پرنور بندگان اعلیحضرت مع نواب مختار الملک بہادر
مدار المہام و امرا جلیل القدر بغرض ملاقات والسرائے بہادر تشریف لیگئے - ۱۲ ضرب
توپ شاہی سلامی سر ہوئی حضور نے ایک گہوڑا مع ساز و سامان تحفہ دیا -
۱۳ ذالحجہ سنہ مذکور کو نواب گورنر جنرل و والسرائے بہادر بغرض ملاقات بازدید

خیام حضور پر نور پر تشریف لائے۔ شاہی سلامی سر کی گئی اور نذرین دی گئیں
۱۴۔ ذالحجہ کو اعلیٰ حضرت حضور پر نور کی ملاقات کے لئے۔ راجہ بنارس۔ راجہ ٹون
راجہ جیپور آئے اور راجہ ہلکر والی اندور آکر واپس چلے گئے۔
۱۵۔ ذالحجہ سے پر نور دربار قیصری مین تشریف لے گئے۔ تمام نواب راجے مہاراجے
وہان دربار مین فروکش تھے حضور پر نور کی کرسی لاٹ صاحب کی کرسی کی محاذی
تھی اور حضور کے دائین بائین امرا حیدرآباد تھے بعد اون کے تمام نواب راجے
اسپیچ پڑھی گئی جسمین بیان تھا کہ حضور ملکہ معظمہ نے قیصر ہند خطاب قبول فرمایا۔
بعد اوس کے سلامی سر ہوئی۔ اس جلسہ مین تخمیناً تین لاکھ آدمی تھے۔
۱۹۔ ذالحجہ کو بیگم صاحبہ والی ملک بہوپال سے حضور پر نور نے ملاقات فرمائی۔
بعد برخاست اس جلسہ کے حضور پر نور بندگان اعلیحضرت ۲۲ ذالحجہ کو مراجعت فرمائے
بلدہ حیدرآباد ہوئے ۔ اور ۲۷ ذالحجہ ۱۲۹۳ھ کو بلدہ مین پہونچ گئے۔ تمامی رعایائے
ملک نے خوشیان منائین۔ مخلوق کثیر راستون پر جمع تھی تمام شہر مین روشنی کی
گئی اور سب کو خوشی ہوئی۔

ملک برار کی واپسی کا ذکر کرنے سے لارڈ لٹن کی ناراضی

کیون نہین لارڈ لٹن سا شخص ایسی بات پر کیون ناراض نہوتا۔ فی الحقیقت لارڈ لٹن
تو فرشتہ سیرت وائسرائے تھے اور نہایت رحمدل مدبر اور منتظم۔ ذی اخلاق تھے
مگر نہین معلوم اونکو ہند کے ہوانے کیسا اثر پہونچایا کہ کوئی کام اون سے اہل ہند
کی بہتری کا نہ بن پڑا۔ جنگ افغانستان اسکی شاہد ہے۔
نواب مختار الملک بہادر لندن مین صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ ہندوستان سے
اجازت لے آئے تھے کہ ہندوستان پہونچنے پر ملک برار کی واپسی کی نسبت گفتگو

شروع کیجاوے - چنانچہ قبل از دربار دہلی ایک تحریر بذریعہ صاحب رزیڈنٹ بہادر نواب گورنر جنرل بہادر کی دفتر کو ارسال کی گئی تھی - اسی بنا پر دربار دہلی مین نواب گورنر جنرل بہادر نے نواب مختار الملک بہادر سے اپنی رنجید گی ظاہر کی - نواب مختار الملک بہادر کو سخت ناگوار گذرا - مختصر یہ کہ جب تک لارڈ لٹن گورنر جنرل رہے نواب صاحب اور رزیڈنٹ بہادر کے درمیان تعلقات بہت خراب رہے اور یہہ زمانہ نواب صاحب کی زندگی کا بہت سختی سے گذرا - لیکن خداوند کریم نے بہت جلد اپنا کرم کیا کہ ۱۲۹۸ھ کے شروع مین سر اسٹوارٹ بیلی صاحب رزیڈنٹ بہادر حیدرآباد مقرر ہوے اور ادہر مارکوئیس آف رپن والسرائے و گورنر جنرل کشور ہند مقرر ہوکر آئے - فوراً وہ بدترین پالسی دور ہوگئے اور نواب مختار الملک بہادر پر گورنمنٹ ہند کی پہر وہی مہربانی و اعتماد ہوگیا یہہ مبارک زمانہ لارڈ رپن کا ہندوستان کے بچے بچے کو یاد رہے گا ہر چہوٹے بڑے پر اس نیک مزاج والسرائے کی نظر شفقت مبذول رہتی تھی - ہند کا ہر متنفس اس پیارے گورنر جنرل کو دل و جان سے چاہتا تھا - اسی زمانہ مین گورنمنٹ ہند کے طرف سے نواب مختار الملک بہادر کو ایک مراسلہ پہونچا - جسمین گورنمنٹ موصوف نے اپنی بے انتہا عنایت اور اعتبار نواب صاحب کی وفاداری اور دیانت پر ظاہر کیا تھا - نواب سر سالار جنگ کو اس مراسلہ کے پہونچنے سے بے انتہا خوشی ہوئی

۱۲۹۸ھ

قحط سالی ملک دکن

اسی سال ۱۲۹۴ھ مین بڑا بھاری قحط پڑا جنوبی اضلاع پر بڑی مصیبت آئی تھی مگر بڑی تیزی سے اوسکا انتظام کردیا گیا -

نواب مختار الملک بہادر بلا شرکت غیر منتظم سلطنت مقرر ہوئے

جب حضور پرنور دہلی سے مراجعت فرمائی بلدہ ہوئے تھے تو یہاں پہونچنے پر نواب شمس الامرا بہادر نے انتقال کیا تھا اونکا عہدہ کو ریگبختی نواب وقار الامرا بہادر کو تفویض ہوا تھا اس سال نواب وقار الامرا بہادر نے بھی وفات پائی اور نواب مختار الملک بہادر یکہ و تنہا بلا شرکت غیری منتظم سلطنت قرار پائے۔

نواب مختار الملک بہادر کا سفر شملہ

۱۲۹۹ھ

سنہ ۱۲۹۹ھ مین نواب مختار الملک بہادر شملہ کو تشریف لے گئے اور نواب گورنر جنرل بہادر سے ملاقات کی اس ملاقات سے غرض یہ تھی کہ حضور پرنور اعلحضرت کے لندن تشریف لیجانے کے لئے انتظامات کئے جاوین۔

بندگان اعلی حضرت کا دورہ

اسی سال سنہ ۱۲۹۹ھ مین حضور پرنور نے اورنگ آباد و گلبرگہ۔ رائچور کا دورہ فرمایا ایک مہینہ تک یہہ سیر و سیاحت رہی بعد ازان بندگان عالی مدظلہ العالی مراجعت فرمائی بلدہ ہوئے۔

وفات نواب میر تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ مختار الملک مدار المہام و دیوان سرکار عالی

اب حضور پرنور بندگانعالی اعلحضرت کے سفر لندن کی طیاریان ہونے لگین۔ منشا یہہ تھا کہ ملکہ معظمہ قیصر ہند کی سالگرہ کے روز حضور پرنور شریک دربار ہودین لیکن یہان قدرت نے اور کچھہ اپنا تماشا دکھلایا۔

انھین ایام مین ڈیوک آف سیکلبرک تشریف فرمائے رزیڈنسی ہوے۔ نواب مختار الملک بہادر نے اونکی دعوت بڑی دہوم دہام سے کی اور بڑے تکلف سے اہتمام کیا۔ ایک روز میر عالم بہادر کے تالاب پر ان صاحبان عالیشان کو دعوت دیے کا سامان تھا کہ نواب سر سالار جنگ کی طبیعت نصف شب کے بعد بگڑ گئی۔ حکیمون نے

ہیضہ بنا یا دوسرے روز دن بہر ہر چند علاج و معالجہ کیا گیا مگر کچھ آرام نہوا آخر کار یہہ نامی گرامی وزیر دکن اپنی بے انتہا نیکیان اور نیکنامیان اور احسان خلق اللہ پر چھوڑکر دوسرے روز دنیا سے سدہار گیا۔ آپ کی وفات ربیع الاول سنہ ۱۳۰۰ ہ مین واقع ہوئی۔

حضور پرنور کو اپنے وفادار وزیر کی موت کا سخت رنج ہوا اور اشک حسرت ٹپکائے۔ انکا مزار حضرت میر مومن صاحب کے دائرہ مین بنایا گیا۔ لوگ انکی تربت پر عرضیان لکھکر لٹکاتے ہین۔ منتین مانتے ہین۔ عجب آدمی ستھے۔ سلطنت دکن کی واقعی پرنس بسمارک تھے۔

ہندوستان بہرکے تمامی اہل اسلام اور خصوصاً گورنمنٹ آف انڈیا کو نواب سر سالار جنگ کے انتقال سے کمال ملال ہوا۔

نواب مختار الملک سر سالار جنگ کے فرزندان دلبند

نواب مرحوم نے اپنی شہرت و نیکنامی کے وارث دو فرزندان رشید چھوڑے۔ بڑے نواب میر لایق علیخان بہادر جو بعد تخت نشینی حضور پرنور کے وزیر دکن ہوئے دوسرے نواب میر سعادت علیخان بہادر منیر الملک۔

راجہ نریندر بہادر کی منصرم مدار المہامی

بعد وفات نواب مختار الملک بہادر کے عہدہ دیوانی خالی ہوگیا مجبوراً سب سے زیادہ عمر رسیدہ دیکھکر راجہ نریندر بہادر نبیرہ راجہ چندو لال کو منصرم مدار المہام مقرر کیا گیا۔

حضور پرنور اعلیحضرت نواب نظام الملک میر محبوب علیخان بہادر آصفجاہ سادس کی باضابطہ تخت نشینی

سنہ ۱۳۰۱ھ مین نواب مارکوئیس لارڈ رپن گورنر جنرل و ویسرائے کشور ہند نے

حیدرآباد مین تشریف لاکر حضور پر نور بندگان عالی متعالی نواب میر محبوب علیخان بہادر مظفر الملک نظام الملک آصفجاہ سادس خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کو باضابطہ مسند نشین ریاست کیا اور عنان انتظام سلطنت دست مبارک مین دیے - بڑی دہوم دہام سے جشن ہوے اور بے انتہا خوشی رعایا برایا نے منائے -

نواب میر لایق علیخان بہادر سر سالار جنگ عماد السلطنۃ کی وزارت و مدار المہامی

جب حضور پر نور نے باضابطہ جلوس فرمائے وسلطنت آراے دکن ہوچکے تو دوسرے روز نواب میر لائق علیخان بہادر سر سالار جنگ دوم کو مدار المہامی کا عہدہ اور خلعت عنایت ہوا اور یہہ دیوانی جس گہری کی تہی اوسی مین ہونچ گئی یعنے حق بحقدار رسید - چار سال سے زیادہ اس عہدہ کو سر سالار جنگ ثانی نے سرانجام دیا مگر آخر کو کچھ ایسی پیچیدگیان آپڑین کہ نواب میر لایق علیخان بہادر کو استعفا ہی دینا پڑا -

امیر کبیر نواب سر آسمانجاہ بشیر الدولہ بہادر کی وزارت

سنہ ١٣٠٥ھ مین نواب میر لائق علیخان بہادر عماد السلطنت نے وزارت سے استعفا دیدیا لہذا بندگان اعلیحضرت نے نواب امیر کبیر سر آسمانجاہ بشیر الدولہ بہادر کو خلعت وزارت سے مشرف فرمایا آپ کی وزارت کے رکن اعظم ایک مدت تک مولوی مشتاق حسین صاحب انتصار جنگ رہے لیکن سنہ ١٣١٠ھ مین یہہ صاحب خارج البلد کئے گئے اور ان کے جانے کے بعد مولوی مہدی علیخان بہادر محسن الدولہ محسن الملک بہادر ریاست سے چلے گئے - اوس زمانہ سے اسوقت تک امیر کبیر ہی عہدہ وزارت پر سرفراز ہین -

سنہ ١٣٠٥ھ مین نواب لارڈ ڈفرن ویسرائے گورنر جنرل ہندوستان حیدرآباد تشریف

لاسے تھے اونکی خاطر تواضع مین بھی کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا گیا تھا۔ بڑی خوشی سنائی گئی تھی۔ کرنل مارشل اونہین کی تشریف آوری کا نتیجہ تھے۔

نواب لارڈ لینڈاون ویسرائے ہند کی تشریف آوری

ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۵ھ مین نواب لارڈ لینڈاون ویسرائے گورنر جنرل کشور ہند حیدرآباد مین تشریف لاسے اونکے خیر مقدم کی بھی بڑی خوشی سنائی گئی۔ پیرون عشا رزیڈنٹ ہین اس زمانہ مین انتظام سلطنت مین بہت کچھ عزل ونصب ہو رہا ہے عجب ہنگامہ ہے۔ مولوی مہدی حسن فتح نواز جنگ ہوم سکرٹری سرکار عالی کے مقدمہ نے ساری ریاست کے انتظام مین گڑبڑ ڈالدی تھی لیکن الحمد للہ کہ حضور پرنور اعلیحضرت کی توجہ مبارک سے ملازمان سرکار رو کار پردازان سلطنت کو یہ کچھ اطمینان ہوتا جاتا ہے۔

کیونکہ فتح نواز جنگ معطل کئے گئے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد نواب انتصار جنگ بہادر یعنے مولوی مشتاق حسین صاحب وظیفہ یاب ہوکر ریاست کے حدود دست باہر تشریف لے گئے اور انکے چند ماہ بعد مولوی مہدی علیخان بہادر محسن الملک بھی پنشن لیکر ریاست سے علیحدہ ہوگئے اقبال علیخان صاحب بھی بار ملازمت سے سبکدوش کئے گئے اب نئے انتظام کا زور شور ہے۔ نئی پارٹی کا اقبال چمکا ہوا ہے ریاست کی نئی کلین نئی سولین ہاتھون مین ہین پرانی برکت چھما چھم برس رہی ہے آخرکار وزارت مین بھی انقلاب ہوا جو درحقیقت کوئی انقلاب نہین ہے کیونکہ نواب اعظم الامرا سر آسمانجاہ بشیر الدولہ بہادر وزیر اعظم چھہ ماہ تک آرام کرینگے اور بجاے اونکے نواب وقار الامرا اقبال الدولہ بہادر مدار المہام کار رہینگے۔

تاریخ نظام اردو

حصہ سوم

دربیان امیران سلطنت و سرداران نامور مثل معروف آغا غنیہ و جمعداران قائم خانی و سکھان و سرداران
پیایگان ہا بار ملازم سرکار کنندگان و علما و فضلا و حکما و دربار بجاہ مدار آصفیہ دام اللہ ملکہ و سلطنتہ کے احوال میں

مولوی محمد عبد الرحیم خان صاحب

حنفی النعمانی رامپوری ناظر مدارس ضلع ورنگل صوبہ شرقی ملک سرکار عالی نے بغرض تفریح طبع اہالیان دارالآب
دکن خصوصاً بنظر تعلیم تعلیق متعلمان کالج و اسکول کہ سرکاری ملک سرکار عالی کے بہت سے معتبر فارسی تاریخوں اور
سوانح عمریوں اور سفرناموں اور ترجمہ ہائے تواریخ انگریزی وغیرہ سے تصنیف کیا

اور جسکو سنہ ۱۳۱۱ ہجری میں

حاجی منشی نوشہ علی خان صاحب تاجر کتب بازار چار مینار دکن نے

مطبع اخبار حیدرآباد گزٹ میں بہ نہایت صحت و صفائی و عمدگی کے ساتھ طبع کرایا

خاصکر مرشدزادگان کو عطا ہوئے تھے حضور پرنور کی بارگاہ سے سرفراز و ممتاز ہوئے۔

حضور پرنور نے بارہا فرمایا کہ عہدہ دیوانی اپنے ہاتھ مین لو اور اس جلیل القدر کام کو انجام دو لیکن آپ نے
جوانمردانہ اس کام کو منظور نکرکے اعظم الامرا آصفجاہ کیطرف اشارہ کیا چنانچہ حسب الایما بہادر موصوف
اعظم الامرا بہادر قلعہ ادونی سے طلب کئے گئے اور جب نواب مبارز الملک ظفرالدولہ انتقال کیا تب سے
نواب اعظم الامرا بہادر دیوان و مدار المہام مقرر ہوے۔

اسی زمانے مین مبارز الملک کے مرنے پر یادنگیکے بڑی فوج مرزا ظفرالدولہ قلعہ نرمل پر متعین تھی [illegible] ہمراہ
تہ شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کی جمعیت پایگاہ سرکردگی سردار الملک گہانسی میان اور ان کی
تادیب کے لئے بھیجے گئے یہ گہانسی میان بڑے بہادر جری سپاہی تھے۔ نرمل کنڈی کے پاس جنگ تھی
اپنے جوہر شجاعت خوب خوب دکھائے آخر کار جیسا زمانہ ہے نواب غفران مآب ٹیپو سلطان کے ہمراہ
مصروف اور مقام بنگلور پر جیسے نواب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر نے ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۰۵ھ کو اس
جہان فانی سے عالم جاودانی کی راہ لی حضرت غفران مآب کو نہایت ملال خاطر ہوا بیت [illegible] ہوا [illegible] روئے
اور تین روز تک روتے رہے ایسے کہ کہانا نہ کہایا اور تا انقضائے چہلم راگ و رنگ بھی [illegible] سیر شکار کیطرف نہ [illegible]
ہوئے۔ نواب مرحوم کی لاش درگاہ سید حسین برہنہ شاہ مین دفن کی گئی اور حسب [illegible] قبرہ و مسجد عالی و باغ وغیرہ
بنایا گیا کہ اب تک موجود ہے ہر سال عرس بھی دہوم دہام سے ہوتا ہے اور خلق خدا کو بریانی کہلائی جاتی ہے

نواب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر مغفور کے خلف ارشد **نواب شمس الامرا امیر کبیر محمد فخرالدین خان بہادر** اسوقت صرف گیارہ سال عمر اور حیدرآباد مین اپنی والدہ ماجدہ کے پاس تھے حسب الحکم سلطانی بلدہ
حیدرآباد سے اور [illegible] لشکر کے ساتھ روانہ [illegible] حضور پرنور نے حکم دیا کہ مرشد زادے بہادر بادب
استقبال کے لئے جاوین اور اپنی عماری مین برابر بٹھا کر لشکر مین داخل کرین اور [illegible] دونون ملکر [illegible]
دیکھے لئے [illegible] جاوین چنانچہ بہ طبق حکم حضور دونون حاضر دربار ہو کر خدمت [illegible] رہین۔ بعدہ
جب اتفاق حضور اسطرف جانا تھا تو امیر کبیر بہادر ہمیشہ اعظم الامرا بہادر کے پہلو در پہلو عماری
مین سوار ہوتے تھے۔ بعد [illegible] جنگ کہرلہ نواب شمس الامرا بہادر کی شادی اپنی اقربا [illegible]

مین ہوئی بعدہ حضرت غفران مآب نے بنظر درستی و انتظام امورات دولت مرشدزادی عالیقدرہ اور ہمچو ان بخت
کی شادی کرکے سر عزت و افتخار مرتبہ بلند پر پہونچایا اس شادی کی دہوم دہام کا حال لکھنا احاطہ تحریر سے باہر ہے اسطرح
نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر خاص اقربا سلطانی مین داخل ہوگئے۔ نواب مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر کئی مرتبہ انکے
فرزندان کی بسم اللہ خوانی کی شادی مین انکے مکان پر آئے۔ نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل نے منصب ہزاری
ہفت ہزار سوار و علم و نقارہ و نشان فیل عماری و پالکی جہالردار و ماہی مراتب و رسالہ سلوران پایگاہ قدیم و
پلٹنہا لین و توپخانہ آتشبار و شترنالان برق کردار سے معزز کرکے بخطاب امیر کبیر عزت و توقیر بخشی و جاگیر حاصل
بادن لاکہہ روپیہ کی بہی عطا فرمائی جسکے حالات زبان زد خاص و عام ہین۔
انکے فرزندون مین سے ہر فرد ایک صاحب دولت خانہ حضور سے مع لشکر جرار حاضر رہا کرتے تہے اور ہر دم و ہر لحظہ جنگی سامان
گولہ بارود توپ بندوق طیار و مہیا رہتا تہا۔ یہہ فوج ہر وقت اپنی ولینعمت پر جانثاری کیلئے مستعد و سرگرم
رہتی تہی۔ ایسی عزت و حرمت کسی امیر کو نصیب نہوئی جو نواب امیر کبیر بہادر کو خدا کے دربار سے عطا ہوئی۔ آخر
کار سنہ ۱۲[illegible]ھ مین دنیا فانی کو رخصت کرکے جنت کا راستہ لیا۔

اخلاق و عادات

صاحب شان و شوکت و شکوہ و انبوہ و جاہ و حشمت قدردان اہل کمال رفیق پرور محب شناس حب فنا تصانیف علوم حکمت
علی الخصوص علم ریاضی مین استاد کامل فن ہندسہ و ہیئت و جر ثقیل کے استاد چنانچہ انکی تصنیف شمسیہ موجود ہے۔
بہت سے مدرسہ شہر حیدرآباد مین جاری کرکے استاد معلم نوکر رکہے اور عام لوگون کو پڑہنے کی اجازت دی لڑکونکو
جو انکے مدارس مین پڑہتے تہے دو دو روپیہ مہینہ وظیفہ بہی ملتا تہا سخاوت و حسنات کار خیر مین بہی یکتائے زمان
تہے۔ ایک لاکہہ روپیہ سال خیرات کرتے تہے اور یہہ رسم خاص ماہ رمضان المبارک مین صرف ہوتی تہی اور بیت اللہ
شریف مین بارہ مہینہ انکے طرف سے سبیل جاری رہتی تہی اور انکے بنا ہوے عمارات مین دیوانخانہ عالیشان و
عمارات مسکن و مقام خود علاوہ برین ہر ہر صاحبزادہ کے لئے ایک بینظیر محل طیار کرایا تہا۔ باغ باری دہی۔
و بیرون شہر عمارت جہان نما جو حضور پرنور کی سیرگاہ تہی مع تالاب چہہ و سڑک۔ مساجد بیشمار جنمین موذن و خطیب
نوکر تہے۔ اور موضع شمس آباد کا قلعہ و آبادی۔ تمام انہین کے محدثات سے ہین۔ اجرام فلکی کے علم

مدعا، سائل بھی بتلا دیتے تھے جہان نما کی عمارت مین ایک یہہ خوبی رکھی گئی ہی کہ جیسا آواز دہان نکالو فوراً ویسا ہی
جواب ملتا ہی بیوقوف لوگ کہتے ہین یہان جن رہتا ہی مگر تعمیر کی خوبی کو نہین سمجھتے۔

چار فرزندان اپنی یادگار مین چھوڑے۔

اول **محمد رفیع الدین خان بہادر عمدۃ الملک** یہہ حضرت عالم شباب مین اسقدر بیمار ہوگئے کہ حکیمون نے علاج ومعالجہ سے دست کشی اختیار کی۔ آخرکار ڈاکٹر انگریزی نے تبدیل آب وہوا کے لئے غرض کیا اور جہاز مین سوار کرکے کلکتہ کو لیگیا اور ایکسال تک جابجا کی سیر کرائی جس سے طبیعت درست ہوگئی اور شفا کلی حاصل ہوئی یہہ سفر سنہ ۱۲۴۲ھ مین واقع ہوا جب نواب عمدۃ الملک بہادر سفر سے لوٹ کر حیدرآباد مین پہنچے تو بڑی خوشی منائی گئی اور لاکھون روپیہ خیرات کئے گئے۔ انکی نسل سے کوئی اولاد باقی نہین رہی۔ بڑے نحیف الجثہ شخص تھے سنہ ۱۲۹۰ھ مین کو ریجنٹ ریاست مقرر ہوئے تھے آخرکار سنہ ۱۲۹۴ھ مین دار فانی سے انتقال کرگئے۔

دوم۔ **نواب محمد سلطان الدین خان بہادر بشیر الملک** علم ریاضی وہندسہ وہیئت وشعرگوئی اردو وفارسی مین بے مثل تھے سخی بھی ایسے تھے کہ کوئی سائل نامرادانہ لوٹا انکی شادی حضور پرنور کی مرشد زادی عالیہ جات سے ہوئی جسکی انکی عزت کا ستارہ فلک الافلاک پر جا چمکا اس شادی کی دہوم دہام دیکھنے کے لئے صوبہ اورنگ آباد۔ صوبہ ایلچپور۔ وشہر برہانپور۔ وبمبئی۔ ودیوناگم کے لوگ آئے تھے
انکی اولاد مین خداوند کریم نے دو فرزند ارجمند عطا فرمائے تھے۔ اول محتشم الدولہ بہادر عین جوانی مین دنیا کوچ کرگئے۔ دوم **نواب امیر کبیر سر آسمانجاہ بشیر الدولہ بہادر** دام اقبالہ جو اسوقت عہدۂ دیوانی سرکار پر سرفراز ہین۔ سوم **نواب محمد بدر الدین خان بہادر عظیم الملک** انکو حضور پرنور کا حکم تھا کہ یہہ شبانہ روز بالشکر مقرر علیٰ فرشت دولتخانہ عالی رہین۔ بڑے دانشمند شخص تھے حافظ قرآن بھی تھے۔ بڑے عابد زاہد تھے انکی اولاد مین سے اب کوئی فرزند باقی نہین ہے۔
سنہ ۱۲۹۶ھ مین انتقال فرمایا۔

چہارم **نواب محمد رشید الدین خان بہادر اقتدار الملک** انکی شادی بھی مرشد زادی حضور پرنور سے ہوئی تھی اُسی سال خداوند کریم نے فرزند ارجمند عطا فرمایا انکی اولاد مین دو فرزندان نامی گرامی آ

موجود و خطاب و منصب و جاگیر سے سرفراز ہین۔

اول **نواب سر خورشید جاہ بہادر** جنکے چشم و چراغ خاندان دو فرزند دلبند موجود ہین اول نواب امام جنگ بہادر جنکی شادی مرشدزادی حضور پرنور نواب افضل الدولہ بہادر مغفور سے اسی سال مین ہوئی ہے دویم نواب ظفر جنگ بہادر دوسرے نواب قارالامرا اقبال الدولہ بہادر جنکے تین چار فرزندان نامی بخوشی کامرانی موجود ہین بعد وفات نواب امیر کبیر عمدۃ الملک بہادر کے نواب اقتدار الملک بہادر کو رکنیت معتبر رہے ہو تہے جنہون نے ۱۲۹۹ھ ہجری مین وفات پائی۔

نواب سردار الملک بہادر

برادر نسبتی نواب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کے تہے انکا اصل نام گہانسی میان تہا۔ عہد نواب غفرانمآب مین برسالہ ہائے ہفت ہزار سوار و پیادہ ہا سرفراز و ممتاز تہے اور حضور پرنور کے مقرب تہے انکو منصب ہفت ہزاری علم و نقارہ و نشان و نوبت و پالکی جہالردار بہی عزت ملی تہی اور خطاب ملکی سے بہی مشرف ہو تہے۔ انکا حال شجاعت و دلاوری ہم لکھہ چکے ہین ظفر الدولہ احتشام جنگ کی لڑائی مین بڑی جوانمردی کہائی تہی اور چند مہدویونکو قتل کیا تہا جو فوج ظفر الدولہ مین ملازم تہی اسی بنا پر مہدوی لوگ ان سے عداوت رکہنے لگے تہے ایک روز نہی بی طوائف کی عاشورخانہ مین جو بہادر سوفقو کی ملازم تہی عشرہ محرم مین مرثیہ خوانی ہو رہی تہی۔ گہانسی میان بہی وہان موجود تہے مگر ہتہیار وغیرہ کچہہ باندہے ہو تہے ایسے موقع مین چار مہدوی سلام کے بہانے اندر گہس آئے اور تلوارون پر رکہہ لیا اور شہید کر ڈالا کسی نے کچہہ مدد نہ کی اور یہ چارون ملعون شہید ہو کر بہاگ گئے بعد انکی شہادت کی تلاش کی گئی اور مجرم گرفتار قتل کئے گئے اور نہی بی اور اوسکے چارون بہائیون کی ناک کٹوا کر بلدہ سے اخراج کرا دیا گیا۔ مہدوی پانچ چہہ برس تک بالکل مفقود الاثر ہو گئے مگر ارسطو جاہ نے تصفیہ کرکے پہر بلا لیا۔ اس بہادر کی لاش صحن مکہ مسجد مین لائی گئی لاکہون خلقت کا ہجوم تہا دو گہانسی میان سینہ بسینہ مدفون ہوئی کہتے ہین اس قتل سے پہلے دو روز پیشتر سردار الملک گہانسی میان نے خواب دیکہا تہا کہ سواری حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کی آرہی ہے تمام سبز پوش فرشتہ چہرہ سوار ساتہہ جلوس مین ہین جب حضرت کا گہوڑا انکے مقابل آیا تو گہانسی میان آداب بجا لائے حضرت امام حسین علیہ السلام نے حکم کیا کہ ایک کوتل گہوڑا گہانسی کو دو اور ہمراہ رکاب چلنے کا حکم دیا پس گہانسی میان اوس گہوڑے پر سوار ہوئے اور ہمراہ رکاب چلدئے خواب

دیکھتے ہی آنکھ کھل گئی صبح صادق کا وقت تھا انہوں نے جا کر شاہ تجلی علی سے اس خواب کا حال بیان کیا انہوں
نے انکو تسلی دیکر رخصت کیا اور دوسرے وقت محمد دار از سے بیان کیا کہ مدار الملک کی خیریت نہیں ہے انجام اچھا نظر نہیں آتا
چنانچہ دوسرے روز یہہ واقعہ ہوا۔
انہوں نے یہ فرزند دلبند چھوڑے اول میر مدار الدولہ تہور میاں۔ دوم اعظم جنگ حسینی میاں یہ
دونوں نوجوان مر گئے۔ تیسرے کامیاب جنگ تجلی میاں۔ یہہ باپ کی شہادت کے وقت بالکل صغیر سن تھے
جب جوان ہوئے تو تمام کارخانجات پر قبضہ کیا اور دیگنا حضور سے منصب و خطاب پدری سے برادر ذلقدر خود فرید میاں
بجاگیر سے برحال ممتاز ہوئے۔

نواب امجد الملک بہادر

برادر نسبتی حضرت نواب شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کے تھے جس تیغ جنگ بہادر نے وفات پائی اور امیر کبیر بہادر صغیر سن تھے
تو امجد الملک ہی اس خاندان کے سربرآوردہ رہے۔ اور اسی عالم میں وفات پائی۔ اونکے فرزند سیف جنگ فی
اپنے باپ کے مرنے کے بعد چند روز امیر کبیر کے علاقہ رکھا بعد علیحدہ ہوگئے اور از حد قرضدار ہوگئے نواب ناصر الدولہ
بہادر نے آخر کار انکو خطاب امجد الدولہ سے سرفراز کرکے رسالہ سواران پیادہ سے عزت بخشی۔

نواب رکن الدولہ میر موسی خان بہادر اعتصام جنگ مدار المہام سرکار

انکا اصلی نام میر محمد یار تھا انکے بزرگوں کا اصلی وطن تہر بجا ہے انکے جد امجد عالمگیر بادشاہ غازی کے عہد میں
وارد ہند ہوئے اور نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے پاس نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کی تعلیم پر نوکر ہوئے انکو
ترکی خان کا خطاب بالا انکے مرنے کے بعد انکے فرزند میر موسی خان دیورکنڈہ کے وقائع نگاری پر مامور ہوا اور
نواب مظفر جنگ کی رفاقت میں صوبہ بیجاپور دو برلہ سواران سے سرفراز ہوئے جب ان میر موسی خان کا بھی انتقال
ہوگیا تو انکے فرزند بھی میر محمد یار اوسی رسالہ کے سرداری پر مامور ہوا اور بعد قتل مظفر جنگ بہادر کے نواب صلابت جنگ
بہادر کے عہد میں بخطاب پدری میر موسی خان و تقرر رسالہ جزائر اندازان و رسالہ سواران سربلند ہوئے۔ جب ابھی
عہد میں نواب ظفر الدولہ کو صوبہ بیجاپور ملی تو بواسطہ صمصام الملک شاہنواز خان کے بیل طلبی نواب
امیر الممالک صلابت جنگ بہادر۔ رسالہ کی بخشیگری پر سرفراز ہو بعد اسکے انکے بیکھر جب حضور پرنور

نواب غفران مآب کا زمانہ حکومت و سلطنت آیا تو نواب مستطاب نے میر محمد بار عرف طالب میر موسیٰ خان کو منصب چہار
ہزاری و علم و نقارہ و نشان و پالکی جہالردار و خطاب احتشام جنگ سے عزت بخشی۔
سنہ ۱۱۸۲ھ میں بمنصب ہفت ہزاری ششش ہزار سوار و عطائے ماہی مراتب و خطاب رکن الدولہ سے سرفراز ہو کر دیوانی
و مدار المہامی سرکار سے بھی سرفراز ہوے۔
سنہ ۱۱۹۹ھ میں جبکہ نواب مستطاب مودہاجی بہوسلا برادر رگہوجی بہوسلا کے فتنہ و فساد کے تصفیہ کے لیے مع
اسمعیل خان پنی وغیرہ کے لشکر برار کے ساتھ کوچ کرتے چلے جاتے تھے۔ جب قصبہ بیرا واقع صوبہ برار میں مقام ہوا
تب رکن الدولہ میر موسیٰ خان احتشام جنگ بتاریخ ۲۶ صفر المظفر سنہ ۱۱۹۹ھ خیمہ مغفور ربہ ذرمین فیضو گارڈی کے
ہاتھ سے جمدہر سے قتل ہوے۔ انکی نعش انکی وصیت کے بموجب مولاعلی کے پہاڑ کے نیچے دفن کی گئی اور ایک عمارت
بنائی گئی کہ اب تک مع مسجد و چاہ و مقبرہ کے موجود ہے۔ شاہ تجلی علی مورخ تزک آصفیہ نے تاریخ کہی ع سیر جنت
نصیب شد باد۔ ایک تاریخ مقبرہ پر لکھی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے ؏ داخل آمد ز شہیدان باحسین۔ دونون تاریخون کے عدد برابر ہین
انکے قتل کی مورخون نے دو وجہین لکھی ہین۔ اول یہہ کہ اثنائے سفر مین جبکہ لشکر نواب غفران مآب کا کرتی ہوئی
منزلین طے کر رہا تھا ایک روز کالی بیگم صاحبہ نے جو نواب میر نظام علیخان بہادر کے حقیقی ہمشیرہ تھین رکن الدولہ میر موسیٰ
خان بہادر کو اپنی ڈیوڑھی کے پوربیہ کی زبانی کہلا بھیجا کہ چونکہ سفر طولانی درپیش ہے اور ہمارے رتھ کے بیل سبب
پیرانسالی مشکل سے چلتے ہین لہذا ایک جوڑی نوجوان بیلونکی ہمارے رتھ کیواسطے جلد داخل کرین۔ رکن الدولہ
بہادر نے کہا بہت اچھا بھجوا دونگا۔ مگر اس وعدہ پر عرصہ گذر گیا اور بیل نہ بھیجے گئے۔ بیگم صاحبہ نے پھر پوربیہ کو
بھیجا اور سخت تاکید کی۔ اس جاہل گنوار پوربیہ نے سختی سے باتین کرنا شروع کردین اور رکن الدولہ بہادر کے روبرو
بے ادبی سے پیش آیا۔ انہون نے اسکو برا بھلا کہکر نکلوا دیا وہ جاکر خاموش بیٹھ رہا۔ تیسرے روز بیگم صاحبہ نے پھر اس پوربیہ
کو سخت سست کہکر بیل لانے کیلئے حکم دیا۔ پوربیہ نے کہا بیگم صاحبہ شاید کسی دوسرے غلام کو بھیجدو فدوی کو معاف
رکھا جاوے۔ بیگم صاحبہ نے اسکا سبب دریافت کیا۔ پوربیہ نے واقعہ گذشتہ کا اظہار کیا۔ بیگم صاحبہ حال سنکر سخت رنجیدہ
ہو کر بیٹھ رہین۔ جب نواب غفران مآب محل مین گئے تو کھانا کھاتے وقت بیگم صاحبہ نے نواب مغفور سے کہا کہ آپ
بھائی اگر نواب مغفرت مآب کی اولاد مین ہم بھی ایک لڑکی پیدا نہوتے تو بہت بہتر تھا کیونکہ تمہاری ریاست مین ہمکو

مین ہمارا ایسا حال ہی کہ غیرت پوربیہ کی بھی برداشت نہو لی بس ہماری غیرت کہان ہی اب مستطاب سے جواب
دیا کہ جناب مجھکو بیائی القصور تصور فرمادین میری جان آصفیہ کا مرد نہین ہون بلکہ مجھکو بھی مثل نصیر فرمادین کیونکہ بباعث
جنگ و جدل مرہٹہ وغیرہ استقلال سلطنت سے لاچار ہون ۔ بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ جب حالتین تم ایسے لاچار و بے اختیار ہو تو تمکو
ہی کو اجازت ہو کہ جو کچھ ہم سے ہو سکے عمل مین لاوین نواب مستطاب نے فرمایا کہ آپ مختار ہین جو چاہین وہ کرین کون
شخص آپکا مانع ہی ۔ پس بیگم صاحبہ نے فیضو جوان کارڈی کو بلا کر کہا کہ فیضو تجہہ سے ہمارا ایک کام ہی جسمین تیری
جان کا خطرہ ہی تو اوسکو کر سکیگا یا نہین اوسنے کہا اگر ہزار جانین آپکے کام آوین تو فرق مبارک پر تصدق ہین ۔
بیگم صاحبہ نے کہا کہ اگر تو زندہ بچ آیا تو تجہہ سے زیادہ ہمکو کوئی عزیز نہوگا ۔ ورنہ تیری اولاد سے بڑہکر کوئی نہوگا فیضو نے
کہا فدوی کو بسر و جان منظور ہی ۔ تب بیگم صاحبہ نے کہا کہ رکن الدولہ دیوان کو قتل کر ڈال ۔ اوسنے اس کلام کو سنکر
یہی عرض کیا کہ اگر حضور پر نور زبان مبارک سے ارشاد فرمادین تو مجھکو کوئی عذر نہوگا ۔ بیگم صاحبہ نے فرمایا حضور خود اپنی
زبان سے تو نفرمادینگے لیکن اونکے روبرو مین تجھکو حکم دونگی اور وہ خاموش ہو جاوینگے تب تو قتل کریگا فیضو نے کہا بہت اچھا
دوسرے روز رات کیوقت جب نواب مستطاب محل مین تشریف فرما ہوے تب حضور پر نور کو کالی بیگم صاحبہ ایک پردے
کے اندر لیکر بیٹھ ہین اور فیضو جوان کو بلا کر کہا کہ فیضو تو نے ہماری اور حضور پر نور کی شبیہ مبارک دیکھی اوسنے
عرض کیا ہان دیکھی ۔ پس کالی بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ ہمارے آقا کان کہکر سن کہ حضرت کا حکم ایسا ہی کہ رکن الدولہ
کو قتل کر ڈال ۔ فیضو نے بسر و چشم قبول و منظور کیا ۔

دوسری وجہہ یہہ لکھی ہی کہ اوس زمانہ مین کالی بیگم صاحبہ نے ساٹہ سو روپیہ کا کپڑا کسی مغل سے جو مچھلی بندر سے
آیا تھا خرید کیا تھا اور اوسکی رقم کی چٹھی خاص حضور کے ہاتہہ کی لکھی ہوئی تھی جسکا ادا کرنا رکن الدولہ کے نام تھا
چونکہ اوس زمانہ مین بسبب نہ برپا ہونے جنگ و جدل متواتر سوائے ادائے رقم تنخواہ فوج و مہیا کرنے اسلحہ و سامان
جنگ و دیگر استقلال لوازمہ سلطنت کے اور کسی جگہہ رقم صرف نہین کی جاتی تھی خزانہ مین رقم واجبی ہی رہگئی تھی
خرچ بہت زیادہ بڑہا ہوا تھا افواج جرار کی ضرورت لاانتہا تھی اوسکو رکن الدولہ کو رات دن سوائے فکر
فراہمی فوج و درستی سپاہ کے عیش و حرام تھا ۔ چنانچہ فوج بھی ایسی منتظر ہی تھی اور اسقدر بیحد شمار فراہم
ہوگئی تھی کہ دشمن اونکا مقابلہ بجز لعیروں مرہٹون کے نہین کرتا تھا جنکو اپنے مال ملک کا کچھہ اندیشہ نہ تھا ۔

ایسے دفی تاہین قسم خریداری پارچہ کہان سے ادا ہوتی چنانچہ چہہ ماہ اس بیچارے مغل کو گذر گئی اور رکن الدولہ ہر روز اوسکو حیلے
حوالے مین ٹالتے تہے ایکروز مغل نے بحالت سواری نواب مستطاب کے جبکہ رکن الدولہ بہی خواصی مین بیٹہے تہے داد خواہی دیکر اپنی رقم کیلیئے فریاد کی نواب مستطاب نے
کچہہ جواب ندیا اور محل مین جاکر وہ سب کپڑا جو کسیقدر کٹ پہٹ بہی گیا تہا لے آئے اور کشتی مین کپڑا اور تہوڑا روپیہ رکہکر مغل کو بلاکر کہا کہ تمہارا مال ہے اور
یہہ تہوڑا روپیہ تقصیر احسان جانیو فروخت کرلو اور مغل کو رخصت کرکے بہرا آہو ہوئے رفتہ رفتہ اسطرح کی باہم ہنسا کی عادت بڑہتی گئی اور بلکہ مشہور ہوگیا
ایکروز شب کو رکن الدولہ اپنے بستر پر آرام کر رہے تہے کہ صمصام الملک کے آدمی نے آکر دفعۃً خیمہ مین ہوا رکن الدولہ نے تعید دیکہکر
منہ بلادیا اور جواب پایا کہ معلوم ہوا اور پہر سو گئے اسی اثنا مین شرف الدولہ برادر خورد رکن الدولہ خیمہ مین آیا اور پائین
سرہانے کہڑے ہوکر رکن الدولہ کو بیدار کیا رکن الدولہ نے کہا کہ اسوقت خیمہ مین کس کام کو آئے ہو شرف الدولہ نے کہا کہ لوگ آپکے
بارہ مین ایسا ویسا کہتے ہین اور طرح طرح کے خیالات کر رہے ہین مناسب یہہ ہے کہ آپ چند روز دربار سے علٰحدہ ہو جاوین اور یہہ کہکر رونے
لگا رکن الدولہ نے کہا اے برادر روتے کیون ہو مین بچہ یا گوسفند نہین ہون کہ مجہکو کوئی ذبح کر ڈالیگا یا مار ڈالیگا ۔ پس تم
خاطر جمع رہو اور اپنے خیمہ مین جاؤ ۔ آخرکار جب منزل نہر آین پہنچے تو حضور پرنور نے دست مبارک سر پر رکہکر تمام امرا کو
رخصت کیا اور رکن الدولہ بہادر کو بہی اپنے خیمہ مین جانے کیلیئے حکم دیا مگر انہون نے کہا کہ فدوی کچہہ عرض کرتا ہے ۔ حضور نے
فرمایا کہ مجہکو رفع ضرورت کیلئے جانا ضرور ہے اب جاؤ پہر سنونگا انہون نے مکرر عرض کیا کہ ضروری معاملات ہین جنکا عرض
کرنا ضروری ہے حضور نے فرمایا اگر ایسے ہی ضروری امور ہین تو خواصی مین کیون نہین عرض کئے جب حضور پرنور خیمہ
مبارک کے قریب پہنچ گئے تب پہر رکن الدولہ نے عرض کیا کہ ضروری امور ہین ۔ پس مزاج مبارک برہم ہوا اور فرمایا کہ
لکہو کیا کہتے ہو یہہ فرماکر خود خیمہ کے اندر بیٹہے اور رکن الدولہ پردہ کے پاس باہر بیٹہے ۔ اب تقاضاء اجل آن پہونچا اونکے
بیٹہتے ہی فرشتہ اجل یعنی فیضو جوان نے اپنی بندوق خیمہ کے گوشہ مین رکہدی اور رکن الدولہ کے پیچہے آکر ہاتہہ پر ہاتہہ
رکہکر کہا نواب صاحب ملغ است یعنی میٹری ہے یہہ کہتے ہی ایک ایسا خنجر مارا کہ آر پار نکل گیا فیضو بہاگا مگر [illegible]
نے جہپٹ کر ایک ہی تلوار مین اوسکا کام تمام کردیا مطلب یہہ تہا کہ شاید بیلہ بر حضور پرنور کیطرف ہی ہو اور سلسلہ بہی
اظہار ہوجائے اسلئے ضرور ہے کہ دونون یکبارہی مرین ۔

اس واقعہ کے ہوتے ہی حضور پرنور باہر نکل آئے اور ارشاد فرمایا کہ تمکو مین کہتا تہا کہ اپنے خیمہ مین جاؤ اب آخرکار اس حال کو
پہونچے ۔ افسوس ۔

رکن الدولہ نے عرض کیا کہ جان نثاری نوکری کا معراج ہے لیکن اگر جای مناسب پر ہوتا تو بہتر تھا خیر جو کچھ ہوا بہتر ہوا
لیکن مبارز الملک بہادر اور اسمعیل خان بہادر اس خبر کے سنتے سے سخت پریشان ہونگے لہذا فدوی کو اونکو تسلی نامے لکھکر اطمینان
کر دینا ہے یہہ کہکر منشی کو بلایا اور خطوط لکھوا کر اپنے دستخط کئے اور دونون پاس بھیجدئے اونمین لکھا تھا کہ یہ سانحہ ناگزیر بغیر
اطلاع حضور پر نور کے واقع ہوا ہے بندگان عالی کو اس واقعہ کی مطلق خبر نہین تھی تم لوگ ہرگز ہرگز دوسرا خیال نکرنا اگرچہ مین زندہ
ہون لیکن مین تمکو نصیحت کرتا ہون کہ ہر امر مین نمک حلالی فرمان برداری و جان نثاری سرکار کی لازم ہے بعد ازان حسب الحکم
حضور پر نور جراحان جا پہنچے اور زخمون مین ٹانکے لگائے گئے۔ رکن الدولہ کو پالکی مین ڈالکر اونکے خیمہ مین لیگئے
لیکن صبح صادق کیوقت اونکی جان نکل گئی اور خود بدولت و اقبال روانہ حیدرآباد ہوئے۔

ایک اور نقل بھی ہے جو سننے کے قابل ہے وہ یہہ کہ ایکروز نواب رکن الدولہ اپنے خیمہ مین بیٹھے ہوئے وقار الدولہ اور اعتصام الملک
میر حیدر خان بہادر منشی سے باتین کر رہے تھے کہ سید نجابت خان بہادر ولد دلاور خان بہادر شجاعت الدولہ خیمہ کے دروازہ
پر آئے ہرکارہ اوسوقت موجود نہ تھے گارڈیون نے اونکو اندر جانے سے روکا اور کھینچا کھینچی تک نوبت پہونچ گئی۔
ہرکارون نے آکر گارڈیون کو للکارا اور اون سے چھوڑایا۔ رکن الدولہ یہہ سب تماشا دیکھ رہے تھے مگر کچھہ نہین بولے۔
آخرکار سید نجابت خان بہادر اندر گئے رکن الدولہ نے کہا آئیے میر صاحب۔ سید موصوف نے خیمہ مین آکر کہا کہ مین جناب
سے ملاقات کرنے نہین آیا۔ بلکہ یہہ کہنے آیا ہون کہ خدا پہر مجھکو تمہارے دروازہ پر نہ لاوے مولف گلزار آصفیہ لکھتا
ہے کہ اس معصوم سید کی بددعا نے ایسا اثر کیا کہ رکن الدولہ اوسی ہفتہ مین قتل ہوگئے مگر ہم کہتے ہین یہہ سب غلط ہے بڑے
سے بڑے ظالم اور ستمگر لوگ جنہون نے لاکھون خلق اللہ کو ناحق قتل و تباہ کر ڈالا اونکو کچھہ بھی اس کی سزا نملی اور
نہایت عیش و کامرانی کے ساتھ زندگی بسر کی۔

رکن الدولہ بہادر کی بنائی ہوئی عمارتون مین نہر موسی بھی ہے جو ابتک جاری ہے

ذکر نواب اعظم الامرا ارسطو جاہ مشیر الملک غلام سید خان بہادر بہرام جنگ
فرزند ارجمند وکیل مطلق و مختار دولت آصفیہ

نواب ارسطو جاہ بہادر کا اصلی نام غلام سید ہے اس نام کے حساب سے سنہ ولادت بھی نکلتے ہین انکے نسب کا سلسلہ نوشیروان عادل
تک پہونچتا ہے۔ ان کے باپ فرخ نژاد خان حضرت مغفرت مآب نواب آصفجاہ بہادر کے عہد مین بخطاب عالی مشرف ہوئے

صوبہ داری صوبہ برار پر سرفراز ہوئے - اور اسی حالت مین دنیا سے انتقال کر گئے -

اونکے فرزند غلام سید خان حضور پر نور نواب میر نظام علیخان بہادر کے ہمراہ رکاب رہا کرتے تھے - چنانچہ معرکہ قتل جنگ
مین نواب مغفور کے شریک حال رہے اوسکے بعد دیوانی محالات برار و صوبہ داری اورنگ آباد پر سرفراز ہوئے اور خطاب
معین الدولہ سہراب جنگ عطا ہوا - تصفیہ اون پنڈت پردہان اور معاملہ گھوجی بھوسلا کیلئے پونا اور ناگپور بھی بھیجے گئے
بعد ازان جب مبارز الملک دیوان سرکار کو دشمن نے گھیرا اور وہ قلعہ نرمل مین بیٹھ رہے - تب نواب غلام سید خان قلعہ اوسکے
سے اونکے منانے کو گئے تھے لیکن جب وہ نہ آئے تو نواب مسطور ہی دخیل کار امرات سلطنت ہو گئے -

اور جب نواب مبارز الملک مر گئے تب حضور پر نور نواب میر نظام علیخان بہادر نے انہین خلعت وزارت عطا فرمایا
اور خطاب شیر الملک اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار بھی عزت دی - اسکے تھوڑے روز بعد خطاب اعظم الامرا
بھی مل گیا - سفر پانگل مین ہمراہ رکاب مرشدزادہ سکندر جاہ کے تھے اور سلطان العصر ٹیپو سلطان کی مہم مین لارڈ کارنوالس
اور جنرل مارس کی امداد کیلئے لشکر انگریزی و جمعیت اون پنڈت پردہان و الی پونا و ہری پنڈت پھڑکیہ کے ہمراہ
سرکردگی افواج قاہرہ سرکار عالی شریک حال تھے - جب اس متفقہ لشکر نے ٹیپو سلطان پر فتح پائی تو مبلغ ایک کرور
روپیہ نقد اور ایک کرور روپیہ کا ملک کرپا یہ و کنجی کوٹہ وسدھوٹ داخل قلمرو آصفیہ کرایا اور خرچہ جنگ کا بھی حصہ لیا
چونکہ انہون نے ہمدردی اسلامی کو بالا طاق رکھکر ایک سلطان ذیشان پناہ پر بشراکت لشکر غیر مذہب یورش کی تھی اور
ایک اسلامی سلطنت کی جڑ اکھیڑنا چاہی تھی اسلئے خدا کو یہ کام برا معلوم ہوا اور اوسکی سزا انکو یہ ملی کہ جب
اس مہم سے لوٹ کر حیدر آباد پہونچے تو یکایک انکا اکلوتا اور نوجوان فرزند سیف الملک عالی میان مر گیا جسکے صدمہ سے
انکو جنون پیدا ہو گیا - میر عالم بہادر نے نواب نظام علیخان بہادر سے سفارش کرکے مرشدزادہ کیوان جاہ بہادر کو کہ بچہ
تھے انکی فرزندی مین دلوا دیا - لیکن چونکہ قصور انکا بہت بڑا تھا اسی پر بس نہوا اور ایک سخت خونریز لڑائی انکے
سر آپڑی مجبوراً انکو سیف الملک ثانی میان کے سوئم ہی روز ہی لشکر آراستہ کرنا پڑا جسکو باغ گورد ہنداس کی
حضور پر نور کے ملاحظہ مین گذرانا منظور تھا اس فوج کو دیکھکر بہت خوش ہوئے - آخرکار یہ جرار لشکر جسکی تعداد
ایک لاکھ تیس ہزار سوار اور دو لاکھ پیدل کے قریب تھی اعظم الامرا بہادر حضور پر نور کے ہمراہ رکاب لیکر روانہ
قلعہ بیدر ہوئے - چند روز یہان توقف کیا تھا کہ مہاجی سیندھیہ والی گوالیر کے مرنیکی خبر پہونچی - یہ مہاجی سیندھیہ

حسب قرارداد جانبین حضور پرنور کا دوست تھا اور جس حالت مین کہ وہ لشکر لیکر نواب مستطاب کو لشکر سے شریک ہونیکو لئے آتا تھا فوت ہوگیا اور اسکے فرزند دولت راؤ سیندھیہ نے کہ نوجوان تھا لشکر پر قبضہ و تصرف کرلیا اور حضور پرنور سے دوستی ترک کرکے راؤ پنڈت پردہان والی پونا ملگیا نانا پھڑنویس مدار المہام پونا نے اسکو بڑے بڑے لالچ دے رکھے تھے اور بڑے بڑے وعدہ وعید کرکے اپنا یار بنا لیا تھا۔

آخرکار اعظم الامرا بہادر حضور پرنور کے ہمرکاب اس لشکر جرار کو لیکر روانہ ہوے۔ اور مقام کھرلہ پر مرہٹون سے مقابلہ شروع ہوا۔ چونکہ سپاہ حضور پرنور مین نواب اعظم الامرا بہادر کے بہت سے مخالف اور دشمن بھی شریک تھے اونہون نے مرہٹون سے زر قلیل لیکر سازباز کرلیا اور آخرکار فتح نہوئی جب شب کو حضور پرنور قلعہ مین داخل ہوا اور اعظم الامرا بہادر نے دربار مین جانیکا ارادہ کیا تو اکثر دشمنون نے ارادہ کیا کہ راستہ مین اعظم الامرا بہادر کو قتل کر ڈالین مگر اعظم الامرا بہادر کو خبر ہوگئی اور بڑی بندوبست وفادار فوج کے ساتھ محلے مین رہا کر پہونچ گئے چونکہ عالم مجبوری تھا حضور پرنور کو اونہین شرطون پر راضی ہونا پڑا جو مرہٹون نے پیش کین اور اعظم الامرا بہادر حوالہ اہل پونا کئے گئے اگرچہ حضور پرنور اس شرط سے بالکل ناراض تھے مگر اعظم الامرا نے عرض کیا کہ غلام دو چار روز مین سارا معاملہ درست کرکے حاضر حضور ہوتا ہے اب دوبارہ مقابلہ کرنیکی ضرورت نہین۔ پس حضور نے نہایت رنج و آزردگی کے ساتھ اعظم الامرا بہادر کو روانہ لشکر پونا کیا۔ یہہ سب کارسازی مخالفین اعظم الامرا بہادر کی تھی جنہون نے نانا پھڑنویس کو کہلا بھیجا تھا کہ تم حضور سے اعظم الامرا بہادر کو ضرور لے لینا۔

جب اعظم الامرا بہادر روانہ لشکر پونا ہوے تو نانا پھڑنویس نے تین کوس آگے آکر پانچہزار سوارون سے استقبال کیا اور نانا اور اعظم الامرا بہادر کے درمیان شامیانہ کھڑا کرکر اوسمین اوتارا اور باہم بغل گیر ہوا اور جانبین نے خیریت دریافت کی کہتے ہین کہ اعظم الامرا بہادر کا ہاتھی جب نانا پھڑنویس کے ہاتھی کے مقابل پہونچا تو نواب نے فیلبان سے کہدیا کہ جبتک نانا کا ہاتھی نہ بیٹھہ جاوے تب تک تو اپنا ہاتھی بٹھانا۔ یہہ بات مرہٹون کے یہان بڑی عزت کی خیال کیجاتی تھی کہ نانا ہاتھی ہنیز نہین بٹھاتے تھے۔ پہلی بات جو نانا کی زبان سے نکلی۔ یہہ تھی کہ نواب صاحب ایک کروڑ روپیہ تمہارا کچھ کام نہ آیا جیسا کہ ہمارا سات لاکھ روپیہ کام آیا یعنی تمنے جو ایک کروڑ روپیہ مہاجی سیندھیہ کو بھیجکر اپنا دوست بنایا تھا وہ تو مرگیا اور تمہاری رقم بیکار گئی اور ہمارا سات لاکھ روپیہ جو ہمنے تمہاری سرداران فوج کو دیا تھا آج ایسے کام آیا کہ ہمکو آج یہہ ملاقات کی سعادت نصیب ہوئی یعنی آپ یہانتک تشریف لائے۔ اعظم الامرا بہادر نے بھی

جوابدیا کہ یہہ امر اتفاقات روزگار سے ہوگا - نانا پھڑنویس نے کہا کہ جناب نے حضور سے تو اقرار کیا تھا کہ اس سفر مین
برہمنان پونا - ایک ایک ہہونی اور لوٹا دیکر کاشی کیطرف روانہ کرونگا اب تو معاملہ دگرگون ہوگیا اب کیا ارادہ ہے
نوابصاحب نے جوابدیا کہ تم مجھکو بعافیت بیت اللہ کردو - نانا نے جوابدیا کہ انشاء اللہ تعالی آپ ضرور بضرور بیت اللہ کو
عاصی کاشی کو جاکر ثواب دارین حاصل کرینگے لیکن ابتو آپ چند روز ہماری سرکار مین ٹہرکر تفریح طبع فرمائیے یہہ
بھی حضور ہی کا دولتخانہ ہے کیونکہ فیمابین نسبت جدی نہیں گئی ہے - اعظم الامرا بہادر نے جوابدیا کہ فی الواقع ایسا ہی
ہے اور مجھکو بہت کچھہ تسکین خاطر ہے انشاء اللہ سب کام حل ہوجاوینگے - بعد اس سوال و جواب کے دونون روانہ لشکر
راؤ پنڈت پردہان ہوے جب اوسکی خیمہ خاص کے قریب پہونچے اور چاہا کہ دونون دست بدست خیمہ کے اندر جاوین لیکن
اعظم الامرا بہادر نے خیمہ کے دروازہ پر پہونچکر دریافت کیا کہ یہہ کسکا خیمہ ہے اور مجھے کہان لیے جاتے ہو - نانا نے کہا یہہ خیمہ خاص
راؤ صاحب سرونت کا ہے جناب کو چاہیے کہ ملاقات فرماکر اپنے خیمہ مین تشریف لیجاوین - اعظم الامرا نے کہا کہ مجھکو اونکی
ملاقات سے کیا سروکار ہے صرف تمہاری ملاقات کافی ہے کیونکہ اگر راؤ صاحب میری تواضع نکرینگے تو شاید مجھہ سے
بھی کوئی حرکت نامناسب ظہور مین آوے اسلئے اس ملاقات سے مجھکو معاف رکھو نانا پھڑنویس نے کہا کہ جناب ذرا
توقف فرماوین - مین ابھی حاضر ہوتا ہون - یہہ کہکر اندر گیا اور مادہو راؤ کو سب کچھہ سمجھاکر باہر آیا اور کہا کہ اب
جناب بلاتکلف تشریف لیچلین - اعظم الامرا بہادر نانا سے باتین کرتے ہوے اوسکیطرف منہہ کیے ہوے لب
فرش پہونچے - اور دفعتاً ہیجتم راؤ پنڈت پردہان ہو اور اوسکو سلام کیا مادہو راؤ بھی تا بزانو اونکی تعظیم کے لئے
بلند ہوا اعظم الامرا بہادر اوسکے دست راست کیطرف آکر بیٹھہ گئے اور باہم استفسارات خیریت کرکے رخصت
ہوکر روانہ ہوے اور اپنے خیمہ مین اترے - اور پھر وہان سے لشکر پونا کے ہمراہ کوچ درکوچ پونا پہنچے نانا پھڑنویس نے انکو
سنگم کے باہر ایک باغ مین جو نہایت خراب پڑا ہوا تھا لاکر اتارا اور ایک ہزار فوج تلنگی اور ایک ہزار عرب لاتی
انکی حفاظت و حراست پر متعین کیے -
ہوے ہم صحبت لوگ مثل حافظ یار جنگ - اسمعیل یار جنگ - لعل محمد خان - لعل علیخان - رحمانخان اور رفیق یار جنگ
وغیرہ کہ اوسوقت محض بیقدر در آوردہ منصب و خطاب تھے اور چند خدمتگاران و فراشان وغیرہ شاگرد پیشہ
کے جنکی کل مجموعی تعداد قریب ایک سو تھی اور کوئی شخص نواب اعظم الامرا بہادر سے نہین ملنے پاتا تھا - یہی لوگ

اندر جلتے اور باہر آتے تھے تاہم انکی تلاشی بوقت آمد و رفت لیجاتی تھی کہ کوئی کاغذ تو نہین ہے سواے کاغذ کے اور کسی چیز کی ممانعت نتھی - جب اعظم الامرا بہادر پونا کو روانہ ہو گئے تو حضور پر نور حیدرآباد کو چلے گئے اور راجہ شیام راج راے رایان اور ممتاز الامرا کو اپنا پیشدست مقرر کر کے امورات سلطنت کو انجام دینے لگے -

اعظم الامرا بہادر کو تین سال اس قید مین محبوس رہتے گذر گئے اور کوئی صورت انکی رہائی کی نظر نہ آئی اور نہ کوئی شخص انکی فریاد کو پہنچا اس عالم حسرت مین اعظم الامرا بہادر نے خدا سے لو لگائی اور دعا سیفی کا ورد شروع کیا اور سیفی پڑھنے کے بعد پانی پر پہونک کر اس پانی کو ایک خشک درخت کوپٹ کی جڑ مین اس امید سے ڈالنا شروع کیا کہ اگر میری امید دعا مستجاب ہونیوالی ہوگی تو اس پیہ درخت بیس روز بعد سرسبز ہو جاویگا اور سیفی کو پورے چالیس روز پڑھکر ختم کرونگا گلزار آصفیہ کا محرر لکھتا ہے کہ ایسا ہی ہوا اور بیس روز بعد وہ سوکھا درخت سرسبز ہو کے نکال لایا تب اعظم الامرا بہادر کو یقین کامل ہوگیا کہ ضروری دل بر آویگی اور اوس سیفی کو پورے چالیس روز پڑھکر ختم کیا - چالیسون روز بعد ختم سیفی یہہ منتظر بیٹھے ہے کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا نمودار ہوتا ہے پہر دن چڑہے کا وقت تھا کہ دفعتاً ہرکارہ خبر لایا کہ سرفتیت مادہوراؤ چہت سے گر کر مرگئے - اعظم الامرا بہادر کو کمال حیرت و استعجاب ہوا کہ نیت اس دعا کے پڑہنے سے موت مادہوراؤ کی ملحوظ خاطر نتھی اسواسطے کہ انکی رہائی بغیر انقلاب حکومت نہ تھی -

نانا پہڑنویس نے یہہ سنکر بہی سخت افسوس کیا اور اپنے یاروں سے کہا کہ ہائے افسوس اب ریاست پونا جو ایک سو برس سے قایم تھی اور ہر روز اوسکو عروج تھا اوس نے آج جواب دیدیا اب کسیطرح امید عروج نہین ہے بلکہ روز بروز زوال شروع ہوگا - یہہ کہکر فوراً پالکی مین سوار ہوکر آیا اور دیکھا کہ مادہوراؤ فوارہ حوض پر پڑا ہے اور فوارہ کا گلدستہ اوسکے جگر پر گہس کر پار ہوگیا ہے - اوسی حالت مین اوسکو اوٹہا کر اندر محل مین لے گئے - شور و غوغا نالہ و فریاد و گریہ و زاری سے مادہوراؤ نے آنکہہ کہولی اور نانا پہڑنویس کیطرف متوجہ ہوکر کہا کہ جو کچھہ تمہاری مراد تھی وہ بر آئی اب بفراغت تمام حکمرانی کرو کوئی شخص تمہارا مزاحم نہوگا یہہ کہکر روح اوسکی پرواز کر گئی -

جب مادہوراؤ مرگیا تب نانا پہڑنویس نے اوسکی سلامتی کا اشتہار دیا اور صحت مزاج کی منادی کرائی - اور دن رات دن اوسکی پوشیدہ رکہی اور جو کچھہ بندوبست ضروری کرنے کے تھے وہ سب کر لئے - تب اوسکی نعش کو پوشیدہ نہین معلوم کس جگہہ جلا دیا - اور دوسرے رئیس کی مسندنشینی کی فکر مین پڑا -

اس مادہوراؤ کی نسبت کہتے ہین کہ زرگرنی کا بچہ تھا جب نراین راؤ برادرزادہ رگھناتہہ راؤ کی سعی سے ناحق قتل ہوگیا ہوا تھا
زمانہ مین اوسکی رانی حاملہ تھی اوس سے لڑکی پیدا ہوئی۔ دائیون نے چالاکی کرکے زرگرنی کا لڑکا جو اوسیوقت پیدا ہوا تھا
نراین راؤ کی زوجہ کے پہلو مین لاکر ڈالدیا اور لڑکی سنار کے گھر پہونچادی اور مشہور کردیا کہ رانی لڑکا جنی ہے۔ اسلئے اس لڑکے کو
لڑکیکو بطور وارث و فرزند پرورش کیا گیا اور پھر مسند ریاست پر بٹھا کر رئیس مستقل بنادیا جو آج اسطرح خودکشی کرگیا

مختصر ذکر ریاست پونا

یہان مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم کچھہ ذکر ریاست پونا کے حصہ دار مشہور سردار رگھناتہہ راؤ گھوبا کا بھی کردین جس سے ہماری تاریخ
کے پڑھنے والے الجھن مین نہ پڑین۔

یہہ رگھناتہہ راؤ اپنی اولاد مین تین بیٹے چھوڑ مرا تھا۔ اول باجی راؤ۔ دوم چمنا آپا۔ یہہ دونون ایک مان سے تھے
تیسرا امرت راؤ اس کی مان جدا تھی۔ اور یہہ چھوٹا بچہ تھا۔

مادہوراؤ کے وقت مین نانا پھڑنویس نے ان تینون کو قلعہ پورندہر مین قید رکھا تھا۔ اور بلونت راؤ معتمد سردار
نانا کا دو ہزار سپاہ سے ان کی حراست پر متعین تھا۔

ایکروز اتفاقاً اس قیدی باجی راؤ نے اپنے ہاتہہ سے رقعہ لکھہ کر معرفت مادہوراؤ کی خدمت مین بھیجا اوسکا مضمون
یہہ تھا کہ ہم تم دونون بھائی ہین ہم کسی طرح تمہاری حکومت و دولت کے دشمن نہین ہین ہماری آرزو یہہ ہے
کہ تمہارے ہمراہ ہوکر دنیا کی سیر کرین اور تمہاری مجلس مین ہوکر تمہارے جشنون کی سیر دیکہین اور سواری سیر وغیرہ
مین ہمراہ رکاب ہین اور اپنا دل بہلادین یہہ کہ ہمکو خبر نہین کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے کسطرح جدا نہ ہو ہین اور
کیونکر کاٹتے ہین اگر فی الواقع مہاراج ہمکو دشمن دولت تصور فرماتے ہین تو مناسب ہے کہ ہمکو قتل کر ڈالین ورنہ ہمارے
فکر کیجائے کہ ہم تم بالاتفاق زندگی بسر کرین۔ یہہ رقعہ بلونت راؤ معتمد نانا پھڑنویس کے ہاتہہ کہ ہمراز ہوگیا تھا
مادہوراؤ کے پاس بھیجا۔ مادہوراؤ نے اپنے ہاتہہ سے جواب لکھا کہ انشاءاللہ تعالے جیسا کہ تم نے لکھا ہے بندوبست
اوسکا کیا جائیگا اور تمکو بلایا جاویگا خاطر جمع رکھو۔ اس جواب سے باجی راؤ بہت ہی خوش ہوا۔ اور ہر دن اوس کاغذ
رقعہ کو بار بار دیکھتا تھا اور خوشی کرتا تھا۔ خدمتگاران نانا پھڑنویس نے دیکھا کہ باجی راؤ ایک کاغذ کو دیکھہ دیکھہ کر
بہت خوش ہوتا ہے یہہ کیا معاملہ ہے فوراً یہہ خبر نانا جی کو پہونچائی اور کہا کہ عجب رقعہ لکھا ہے باجی راؤ نے اپنے ہاتہہ

آگیا ہی کہ ہر پہر وقت بار بار بکمال اشتیاق قلمدان سی نکالکر دیکہتا ہی اور خوش وقت ہوتا ہی - نانا نے کہا کہ جبتک یہ
ممکن ہو وہ رقعہ وہانسی اڑا لاوین تو مین بہت خوش ہونگا ایکدن ایک خدمتگار نے اوس رقعہ کو چرا کر نانا کے پاس
پہونچادیا اوسنے دیکہا کہ رقعہ خاص دستخطی مادہوراو سرونت کا ہی جو باجیراو کے رقعہ کے جواب مین لکہا گیا ہی - دوسرے روز
نانا پہڑنویس نے حاضر دربار ہوکر اول سند تا بست ریا عرض کی اور پہر بیان کیا کہ مہاراج نے باجیراو کو کچہہ لکہکر بہیجا ہی وہ اس معاملہ
مین لکہا ہی فدوی کو بہی خبر ہووے -
مادہوراو نے جوابدیا کہ ہمکو باجیراو سے کیا سروکار کہ رقعہ بازی کرین - اوسنے پہر کہا کہ البتہ جناب نے کبہی لکہا ہوگا
اگر رقعہ خاص بجنسہ مہاراج ملاحظہ فرمادین اوسوقت تو فدوی کے عریضہ کا یقین ہوگا - مادہوراو نے کہا البتہ -
نانا پہڑنویس نے تب اوس رقعہ کو بجنسہ پیش کیا کہ فدوی کو پسران رگہناتہہ راو سے کچہہ عداوت نہین ہی وہ بہی اس ریاست
کے مالک ہین اور جو کچہہ معاملہ ہی اوس سے مہاراج واقف ہین کچہہ ضرورت اوٹہانا نہین - لیکن رگہناتہہ راو کی اولاد مین
کوئی شخص بہی مسند حکومت پر بیٹہیگا یا دخیل کار سلطنت ہوگا لامحالہ انگریز بہی مداخلت کرینگے اسلئے فدوی ہرگز
نہین چاہتا ہی کہ انگریزونکی مداخلت ہو اور وہ لوگ دخیل کار مہمات ریاست قرار پاوین آیندہ اختیار ہی -
یہہ کہکر چوبدار کی طرف دیکہکر کہا کہ دو ہزار سوار جو کی کہ اسوقت حاضر ہین اونکو حکم دیا جاتا ہی کہ اسیوقت بلونت راو
کے سر پر پہونچکر اسیر کرکے اوسکو قلعہ جنیر مین پہونچادین اور مقید رکہین - مادہوراو نے جواب دیا کہ یہہ رقعہ جعلی ہی
کسی نے میرے خط مین ملاکر لکہا ہی مینے ہرگز ہرگز نہین لکہا ہی اگر میری تقصیر ثابت ہو تو مناسب ہی کہ مجہکو قید کرو بلونت راو
بیچارے کا کیا قصور ہی کہ مقید کیا جاتا ہی - نانا نے کہا مصلحت وقت ایسی ہی ہے - یہہ سنکر مادہوراو خاموش ہوگیا اور نانا
اوٹہکر گہر کو چلا گیا -
اسکی تنہائی مین ازبس شہرہ نکلی - مادہوراو نے چاہا کہ اپنے تئین عماری سے نیچے گرادے مگر بلونت راو نامی سردار نے جو خواصی مین
بیٹہا ہوا تہا مادہوراو کا دامن پکڑ لیا - اور اس ارادہ سے روکا -
جب یہہ خبر خودکشی کی نانا پہڑنویس کو پہونچی تو اوسنے بیس چالیس خدمتگاران خاص مقرر کئے کہ ہر وقت اور ہر لحظہ مادہوراو
کی نگرانی رکہین - چند روز کے بعد یہہ مادہوراو چہت سے نیچے گر کر مرا اوسکی تقریب یون تہی کہ پتنگبازی ہو رہی تہی مادہوراو موقع
دیکہکر چہت کے کنارہ پر آیا اور اپنے تئین نیچے گرادیا -

عجب تہلکہ شہر پونا پڑ گیا کہ تمام مخلوق اپنے ہوش میں نہ تھی اس حالت میں بھی ایک غلط شگاڑ نے مادہوراؤ کی دہوتی پکڑ لی
تھی لیکن وہ نیچے گرا اور دہوتی کا ٹکڑا اوسکے ہاتھ میں رہگیا۔ تف ہے ایسی حکومت پر۔
اعظم الامرا بہادر نے جسوقت اس حادثہ کی خبر سنی اوسیوقت رقعہ لکھکر لعل علیخان کے جوتیون میں چہپا کر دولت راؤ
سیندہیا کے لشکر کو جو پونا سے تین کوس کے فاصلہ پر ٹہرا ہوا تھا روانہ کیا۔ اس رقعہ میں دولت راؤ کو لکھا تھا کہ مہاراج
مادہوراؤ سوائے نرائن تو مر گئے اب نانا پہڑنویس کا ضرور یہ ارادہ ہوگا کہ امرت راؤ کو جو بالکل بچہ ہے مسند پر بٹہا دیکر اور
خود کلی طور سے حکومت کا مختار رہے۔ پس میں آپکو رائے دیتا ہوں کہ آپ ہرگز ہرگز اس تجویز کو منظور نکرین اور جس طرح
ممکن ہو باجیراؤ کو مسندنشین کرین کیونکہ نوجوان لایق اور قابل حکومت ہے رئیس بخودی خود اچہا ہوتا ہے نکہ دست
غیر مین۔ شاہ شطرنج کی طرح قیدی۔
چونکہ آپکو ہر طرح کی طاقت ہے اسلئے یہہ صلاح دیگئی۔ آیندہ اختیار ہے۔ دولت راؤ سیندہیا کہ نوجوان تھا اس رقعہ کے
دیکہتے ہی مطلب سمجہہ گیا اور اپنے دل پر نقش کالحجر کر لیا کہ بیشک اعظم الامرا کی نصیحت بہت درست ہے اور لعل خان
کو رقعہ کا جواب باصواب دیکر رخصت کیا۔
ادہر نانا پہڑنویس اپنے تفکرات مین مبتلا تھا اونے بعد انقضاے ایام سوگ کے مادہوراؤ کے امرت راؤ کو مسند پر بٹہلانے کا بہت
یارون اور پرسرام بہاؤ اپنے سچے دوست سے مدد لواین اور چند روز اپنے زور بازو سے دربار کا کام چلایا۔ چونکہ اوسپر تو اعظم الامرا
بہادر بارودت مین اپنی لگا چکے تھے۔ دولت راؤ سیندہیا اس بچہ کی مسندنشینی پر راضی نہوا سوا اسکے اس بہت
زبردست سردار کی رائے اور کامون لت پونا بہی نانا کی کارستانیون سے رنجیدہ ہوکر دولت راؤ سے ملگئے اور ہنگامہ عظیم برپا کر دیا
تب نانا پہڑنویس طوعاً و کرہاً ظاہرا باجیراؤ کی مسندنشینی پر راضی ہوا اور اوسکو قلعہ شیونیر سے نکالکر پونا کی آبادی سے
باہر خیمہ مین لا کر اتارا اور مشہور کیا کہ جب نجومی نیک دن بتلا دین تب باجیراؤ کا رسم قشقہ دیول ہیرانی پر کرکے مسند
نشین کرینگے۔ لیکن اندر اندر پرسرام بہاؤ اپنے دوست کو ملا کر یہہ تجویز ٹہرائی کہ جسوقت باجیراؤ داخل دیول ہوکر
رسم تلک ادا کرکے لوٹکر پھر پالکی مین سوار ہووے تو فوراً دو ہزار پیدل اور پانچہزار عرب سوار تیار رہین اور اوسکی
پالکی دوش بدوش ہوا کی مانند قلعہ جنیر مین پہونچا دین اور اوسکے پیچھے پانچہزار عرب سوار اور بھیجے جاوین کہ اگر کوئی
مقابلہ پر آوے تو جواب دین اور کسی شخص کو دست انداز نہونے دین۔ سبب اسکا یہہ ہے کہ مین بجز امرت راؤ دوسرے

سشنی میں کو مسند نشین کرنا نہین چاہتا ہون کیونکہ اوسمین بڑی بڑی قباحتین ہین پس اسی انتظام کی فکر مین لیت و لعل
کرتا تھا اور اپنی طرف سے پیسرام بہاؤ کو ہر روز باجیراؤ کے پاس حاضر رکھتا تھا۔ طرفہ اتفاق یہہ کہ باجیراؤ نے پیسرام بہاؤ
کو روزانہ ملاقات کے سبب ہموار کر لیا اور اپنا یار بنا لیا اوسکو امید دلائی کہ بعد تخت نشینی مین تمکو سلطنت کی جملہ
کاروبار کا مختار کر دونگا اور اس عہد پر قسما قسمی بھی ہو گئی پس یہہ پیسرام بہاؤ ادہر باجیراؤ سے بھی ملا ہوا تھا
اودہر نانا کا بھی یار غار بنا ہوا تھا۔ اگرچہ نانا افلاطون زمان تھا لیکن اس معاملہ سے مطلق خبردار نہوا اور اپنے اوسی
فریب آموز کارروائی کی فکر مین لگا رہا۔ پیسرام بہاؤ نے باجیراؤ سے اس ساری جعلسازی کا حال بیان کرکے سمجھا دیا
کہ نانا پہڑنویس جب آپکے واسطے سواری بھیجے اور رسم قشقہ ادا کرنا چاہے تو آپ سوار ہو دین اور کل رسمون کا وعدہ
کر دین اس سے نانا کا مطلب ظاہر ہو جاویگا پہر جو کچھہ ہوگا دیکھہ لینگے۔

نانا پہڑنویس نے آکر دربار مین تمامی ارکان دولت کو حکم دیا کہ آج مہاراج باجیراؤ گدی پر بیٹھینگے۔ تمامی سردار مع اپنی
اپنی سپاہ و جمعیت کے طیار و آمادہ ہین کہ نذرین لیجاوینگی اور ایک اپنے بڑے معتمد سردار کو مع اسباب جلوس جاری کے
باجیراؤ کے پاس روانہ کیا کہ اوسکو پالکی مین سوار کر کے دیول پر لاوے اور جعلسازی کا تمام سامان بھی فوج عرب اور
بہوئی یعنی کہار آمادہ و طیار کر رکھی۔ جب نانا کا معتمد سردار باجیراؤ کے پاس آیا اور اوسنے عرض کیا کہ سواری جلوس
حاضر ہے سوار ہو کر تشریف لیچلیے۔ تب باجیراؤ نے اوس سے کہدیا کہ آج میرا مزاج درست نہین ہے کہ سوار ہو سکون نانا
پہڑنویس سے کہو کہ دوسرا روز مقرر کرین۔ جب اوس معتمد نے باجیراؤ کی تقریر سے نانا کو مطلع کیا تو نانا فوراً تاڑ گیا
کہ پیسرام بہاؤ نے ساری منصوبہ باجیراؤ کو مطلع کر دیا۔ اور یہہ بنا بنایا کھیل بگاڑ دیا۔ افسوس اب کچھہ نہین ہو سکتا
اب اپنی فکر کرنا چاہئے یہہ تو اس فکر و تفکر مین پڑا۔

اب ادہر اعظم الامرا بہادر کا حال سنو۔ نواب صاحب بھی آتش کے پرکالہ تھے۔ ہر وقت توڑ جوڑ مین رہتے تھے۔ انہون نے
دولت راؤ سیندہیہ کے ہمنشینون کو ہزارہا روپیہ اپنی ہمصحبتون کے ذریعہ سے چکھا کر اپنا یار بنا لیا تھا اور پردہ کارروائی
جاری تھی اور تو کچھہ نہوسکا اون مصاحبون نے سیندہیہ کو ایک عجیب حکم دیا اور کہا کہ مہاراج نواب اعظم الامرا
بہادر جو یہان قید مین ہین اونکے پاس اونکے فرزند سیف الملک ثانی میان کا ایک گہوڑا ہے جسکا نظیر آج دنیا بہر مین
نہین ہے اگر مہاراج اوس سے طلب کرین تو فی الفور نذر کر دینگے۔ اور یہہ ذکر دولت راؤ سے چند بار کیا۔ دولت راؤ

سیندھیہ اوس زمانہ مین نوجوان اور نشہء دولت مین مست ہو رہا تھا اور گھوڑے کی سواری کا ازحد مشتاق تھا
اوس گھوڑے کے خیال مین پڑ گیا۔ اکثر دن ظرفہ ماجرا یہہ ہوا کہ دولت راؤ سیر و شکار کو نکلا تھا اوسی
وقت اس باغ کے قریب جسمین اعظم الامرا بہادر قید تھے گذرا۔ اتفاقا جونہی بہرہ داروں نے کیطور پر عرض کیا کہ مہاراج یہی
باغ ہے جسمین اعظم الامرا بہادر قید ہین اور وہ گھوڑا بھی یہین ہے اگر منظور خاطر ہو تو ملاحظہ فرما سکتے ہین بلکہ اسیوقت اعظم الامرا سے لے سکتے ہین
دولت راؤ کہ نشہء نخوت مین مخمور ہو رہا تھا اور کسی کی نہین سنتا تھا بلا تامل باغ مین چلا گیا۔ جوانان ملازمین فوج عرب
نے سلامی دی اور اعظم الامرا بہادر نے استقبال کر کے مسند پر بٹھایا اور وہ گھوڑا مع ساز و سامان نذر کر کے روانہ کیا۔
بمجرد روانگی عالیجاہ دولت راؤ سیندھیہ کے اعظم الامرا بہادر کے پاس نانا پھڑنویس دوڑا ہوا آیا۔ یہہ شخص عرصہ تین سال سے
کبھی نواب کے پاس نہین آیا تھا۔ عالیجاہ دولت راؤ کی آنیکی خبر سنکر مشوش ہوا اور فورا دوڑا آیا اور نواب صاحب سے دریافت
کرنے لگا کہ نواب صاحب مہاراج دولت راؤ سیندھیہ کس لیے آئے تھے۔ اعظم الامرا بہادر نے جواب دیا کہ خبردار تمہارے موجود ہین جو
کچھہ ہوا وہ آپ انسے دریافت کیجیے۔ شاید گھوڑے کا ذکر سنا تھا اوسکو دیکھنے آئے اور لیکر چلے گئے سوا اسکے کوئی بات نہین
نانا نے کہا کہ نواب صاحب اصل حقیقت سے آگاہ کیجیے تا کہ تسکین خاطر ہو۔ اعظم الامرا بہادر نے ہر چند انکو کہا کہ بجز اس کے
اور کوئی بات نہ تھی مگر نانا کب مانتا تھا برابر تکرار و اصرار کیے گیا۔ جب اعظم الامرا بہادر نے دیکھا کہ یہہ شخص مشوش ہو رہا ہے
لاؤ لگاتا ہون کوئی ڈانون کھیلو اور ذرا اکلم ہو۔ اسلیے اوس سے کہا کہ مہاراج خیر تو ہے راز نہفتہ عالیجاہ دولت راؤ
سیندھیہ کو ایسا کون شخص ہے جو ظاہر کرے اور مین ناحق اپنا نپاہون گرے ہین اپنی زندگی سے سیر نہین ہو گیا
ہون کہ افشاء راز کردن۔ نانا پھڑنویس یہہ سنتے ہی بیتاب ہو گیا اور بڑی بڑی قسمین کھا کر عاجزی الحاح سے مستفسر ہوا
اعظم الامرا بہادر نے کہا کہ چونکہ آپ قسمیہ مغلظہ درمیان مین لائے ہین مجبورا مین ایک بات تمام و تمہین سے کمال الاصل
سے بیان کرتا ہون اور یہی سبب باتونکو تصدیق کر لینا۔ نانا نے خوشنود ہو کر پوچھا وہ کونسی بات ہے اعظم الامرا بہادر نے کہا
وہ یہہ بات ہے کہ تمہاری فکر ہو رہی ہے تم اپنی فکر کرو۔ یہہ سنکر نانا نے کہا کہ نواب صاحب آپ حقیقتا میرے ہمدم دوست ہین
اب جو کچھہ صلاح وقت ہو اوس سے مجھے مطلع کیجیے۔ مین کیا کرون اس ہنگامہ پر آشوب مین سخت پریشان ہون۔
دولت راؤ نے اپنا زور رو کھلا کر باجیراؤ کو بلوایا ہے اور تمام سرداران مرہٹہ کو اپنا رفیق و طرفدار بنا لیا ہے
بیوقوف مال کار کو ہرگز نہین سمجھتے کہ اس ریاست کے دشمن یعنی انگریز دکن کے پاس باجیراؤ کی بابت کہنا یہہ راؤ کی

دستاویز موجود ہی وہ طیار و آمادہ ہین کہ جسوقت اوسکی اولاد مین سے کوئی شخص مسند نشین ہووے تو فوراً خلل کار سلطنت
ہو دین مین اکیلا اس مجمعے کو کیونکر سنبھال سکتا ہون اب جو کچھہ مصلحت وقت ہوا مشورہ دیجئے تاکہ میری بہتری
اور قوت کا سبب ہو اور میرے ہاتھہ کے نیچے حکومت رہے۔ اعظم الامرا بہادر نے کہا کہ مہاراج میری رائے مین صلاح وقت یہی
ہے کہ آپ قلعہ کوکن مین جا بیٹھین اور وہان سے اس گروہ مخالف سے سوال جواب شروع کرین۔ اگر یہہ لوگ تمہاری
صلاح بموجب عمل کرین اور کہنا مانین تو فہو المراد بہت بہتر ہے ورنہ تم انگریزون سے موافقت کرکے اونکو ایسا دبادوگے
سب بنا ڈیہر جو کچھہ ہوگا دیکھہ لینا۔ نانا نے کہا بہت بہتر ہے لیکن جناب بھی میرے ہمراہ چلین اعظم الامرا نے کہا بہت بہتر
ہے مین ہر وقت موجود اور تمہارا تابعدار و خیر خواہ ہون۔
پس نانا پھڑنویس آدہی رات کیوقت اپنی بارہ ہزار عرب سوارونکو لیکر روانہ قلعہ کوکن ہوا اور ایک رسالدار مرہٹہ کو دو سو سوار دے
کے اعظم الامرا بہادر کے پاس بھیجا اور اوسکو حکم دیا کہ نواب اعظم الامرا کو بہت جلد ہمراہ لیکر ہمارے پیچھے آؤ مدار ہرگز ہرگز دیر نہو
جب نانا پونا سے نکلا اور وہ سردار مرہٹہ آنکے لینیکو آیا۔ اعظم الامرا بہادر نے رفیق العلی خان کے ہاتھہ دولتراؤ سیندھیہ
کو رقعہ لکھا کہ نانا پھڑنویس فرار ہو گیا اور میرے لینیکو دو سو سوار بھیج گیا ہے مین صبح تک جس طرح ممکن ہوگا
اس سردار کو ٹالونگا۔ آپ سے جسطرح ہو سکے مجھکو اس سردار سے چھین لین ورنہ اگر مین اور نانا پھڑنویس دونون
متفق ہو جاوینگے تو پھر ہماری تدبیرون کے سامنے تمہاری لاکھہ تجویزین کام نہ آوینگی اودہر باجیراؤ اور
پرسرام بہاؤ کو بھی اطلاع کی۔ اونہون نے کہلا بھیجا آپ بیفکر اپنی جگہہ پر بیٹھے رہین آپکا کوئی دشمن نہین ہے
رسالدار نے ہر چند تشدد کیا مگر اعظم الامرا بہادر نے حیلہ حوالہ مین ٹالکر صبح صادق کر دی۔
یہانتک کہ دولتراؤ سیندھیا کی سواری کے نشان نمودار ہوے رسالدار مذکور خود دیکھہ اوسکی سواری کے نشان دیکھکر فرار ہو گیا
وہ لوگ عرب اور پٹھان والے جو تین سال سے اعظم الامرا بہادر کی حفاظت پر متعین تھے نانا کی فراری کی خبر سنکر اوسی رسالدار کے
ساتھہ بھاگ کھڑے ہوے۔ اعظم الامرا بہادر قید سے چھوٹے اور راجہ خود بہا۔ دولتراؤ سیندھیہ پونا مین پہنچکر اونسے صلاح لی
اونہون نے کہا کہ آپ بہت جلد اپنے لشکر سے نانا کا تعاقب کرین اور اوسکو پکڑ لین اور ہرگز ہرگز قلعہ کوکن مین
نہ داخل ہونے دین۔ اور خود دولتراؤ سیندھیہ اور باجیراؤ اور پرسرام بہاؤ سے اجازت لیکر شہر پونا کے باہر [illegible] گہاٹی کے
کوتوال کی حویلی مین حسب الارشاد تین ہزار سوار و پیادہ نوکر رکھے اور ایک کروڑ روپیہ ساہوکاران پونا سے قرض لیکر مستعد و منتظر وقت بیٹھے

دولت راؤ سیندھیہ نے اوسوقت اپنے لشکر سے نانا کا تعاقب کیا لیکن نانا کے عربون نے سندیہ فوجون کی ایسی مدد کی کہ دو ہزار
سے کچھہ نہوسکا اور نانا قلعہ کوکن مین داخل ہو کر محفوظ ہو گیا دولت راؤ ہٹ کر پونا کے باہر خیمہ زن ہوا۔

اب دو سال کے کرشمے سننے کے قابل ہین وہ یہہ کہ اتفاقاً باجیراؤ پرسرام بہاؤ سے منحرف ہو گیا اور اوسنے چاہا کہ امرت راؤ کو اپنی برادر قلعہ
جنیر مین لیجا کر نانا پھڑنویس سے ملکر انگریزون کی امداد سے اوسی کو مسندنشین کرین اور باجیراؤ اور دولت راؤ سے سمجھہ لین
یہہ خبر مفصل طور سے نواب اعظم الامرا بہادر کو معلوم ہوئی۔ انھون نے دولت راؤ اور باجیراؤ کو مطلع کیا اون دونون نے خوشنود ہو کر
اون سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنی جمعیت سے جو مخفی آپ نوکر رکھی ہے اس طور پر کہ کسی کے خیال مین بھی نہ آئے پرسرام بہاؤ کو گرفتار کر
لشکر رکہنا اور پہلے اوسکا لشکر دو گروہون مین متفرق طور پر پونا کے باہر اوسکی بیٹھک کے قبضہ مین خیمہ زن ہے۔ قید کر لین۔
اعظم الامرا بہادر نے جواب مین لکھا بھیجا کہ مین غریب الدیار آپ لوگون کے ہاتھون مین بدست و پا پڑا ہوا ہون لشکر کہان سے لاؤن
اوسکے جواب مین دولت راؤ و باجیراؤ نے کہلا بھیجا کہ آپ بندگان اعلی سے جمعیت طلب کرلین اور اوسکے لئے عرضیان بہت جلد
روانہ کرین کہ کسی کے خیال مین بھی نہ آوے یہہ اجازت ملتی ہی قریب تھا کہ اعظم الامرا بہادر کو شادی مرگ ہو جائے
پس اوسیوقت عرضیان لکھکر حضور پر نور کی خدمت مین روانہ کین اور منتظر وقت رہے۔ حضور پر نور نے بمجرد ملاحظہ
عرضی لشکر کی طیاری کا حکم دیا اور بڑہ دیبک کو کہ اڑھائی دن مین حیدرآباد سے پونا پہونچتا تھا اعظم الامرا کے پاس روانہ
کیا کہ چشم دید حال اونکا آکر بیان کرے اعظم الامرا بہادر نے بڑہ دیبک کے آتے ہی ساری کیفیت لکھکر حضور مین روانہ
کی اور سپاہ کو نہایت ہی جلد بھیجنے کے لئے درخواست کی۔

حضور پر نور نے عیسی میان میران یار جنگ۔ اور محمد سبحان خان بہادر اور موسی پیرون فرانسیس کو تین ہزار سوار اور
آٹھہ ہزار پلٹن مع توپخانہ لیکر فوراً روانگی پونا کا حکم دیا اور اون کے متعاقب قریباً آٹھہ ہزار سوار و پیدل مع لالہ
رنبہا جیونت بہادر اور سردار الملک گہاسی میان و مظفر الملک اسد علیخان بہادر و دیگر امیران و سرداران و جمعداران وغیرہ
کے پونا کو روانہ کیا اور آٹھہ لاکھہ روپیہ کے اشرفیان اور ہون بھی اخراجات سپاہ و لشکر کے لئے ارسال کئے۔
جب اعظم الامرا بہادر کو خبر پہونچی کہ میران یار جنگ اور محمد سبحان خان بہادر مع تین ہزار سوار دریا سیونا پر متقیم ہین اور
بباعث عدم خرچ راہ کے اوس جگہہ ٹھہرے ہوئے ہین اوسیوقت ہنڈوی ایک لاکھہ روپیہ کی ساہوکار سے لیکر مع
ہرکارہ کے میران یار جنگ اور محمد سبحان خان بہادر کے پاس دوڑا کہ خرچ راہ لیکر بزودی تمام فوج کو یہان پہنچادین

جس روز یہہ لشکر پونا مین داخل ہونیوالا تھا اوس روز صبح سے اعظم الامرا بہادر نے کھانا نہ کھایا اور تیسرے پہر تک
کہ وہ پہنچ گئے بہوکے بیٹھے رہے۔ جس وقت میدان سے گرد نظر آئی اور یہہ لوگ سردار مع فوج قریب پہنچے۔ اعظم الامرا بہادر
بلندی سے دیکھہ رہے تھے۔ جب ان سردارون سے ملاقات ہوئی۔ دونون امیر قدمون پر گر پڑے اور بغلگیر ہوکر بلا اعظم الامرا بہادر
نے خیر خیریت حضور پر نور دریافت کی اور بعد ازان دسترخوان بچھانیکا حکم دیا اور کہا کہ بعد مدت مدید خداوند کریم نے
ایسا مبارک دن نصیب کیا ہے کہ ہم تم ملکر کھانا کھاتے ہین برابر یہی لوگ تھی کہ حضور پر نور کی سلامتی رہے یہہ سب باتین
درست ہو جاوینگی۔ بعد از فراغت طعام فرمایا کہ میرے خیمہ کے داہنے بائین دونون سردار فوج کو اتارین اور بعد چند
روز کے موسی پیرو فرانسیس بھی آٹھہ ہزار پیدل توپخانہ سے آپہونچا اور جمعیت سرکار عالی کو پورا زور ہوگیا
جب یہہ جرار لشکر اعظم الامرا بہادر کے پاس جمع ہوگیا تب باجیراؤ اور دولت راؤ سے اعظم الامرا بہادر نے کہا کہ حسب
الاجازت تمہارے یہہ سپاہ آگئی ہے اب جو ارشاد ہو بجا لاوین تمہارے حکم کا منتظر ہون۔ دونون نے کہلا بھیجا کہ نصف شب
کے وقت آپ سپاہ کو پرسرام بہاو کے مکان پر بھیجکر اوسکو گرفتار کرا منگا لیجئے۔
نواب اعظم الامرا بہادر نے میران یار جنگ اور محمد سبحان خان بہادر کو حکم دیا کہ تم دونون اپنے سوارون کو لیکر آدھی رات کے وقت
ہرکارون کے ساتھہ پونا کے اندرونی راستے سے جاکر پرسرام بہاو کے گھر کو احاطہ کرلو اور اوسکو پکڑ لاؤ امداد کو پیرو بھی جاوینگے
پیدل و توپخانہ ساتھہ رہین چنانچہ ان تینون سردارون نے پرسرام کے گھر کو محصور کرلیا اوسنے اس لشکر کو دیکھتے ہی
امرت راؤ کو اپنے بیچا سب یا دیان پر بٹھلایا اور نہین معلوم کس مخفی راستہ سے بھاگ نکلا اور لشکر کا رخ کیا جو شہر پونا
کے باہر پڑا تھا۔ جب یہہ خبر اوسکی نکلجانے کی ہرکارون نے محمد سبحان خان بہادر کو پہونچائی وہ فوراً اپنا گھوڑا مارکر
بلغار کرکے اوس کے لشکر کیطرف روانہ ہوا اور اوسکی غافل لشکر پر پہونچکر یکایک قتل کرنا شروع کیا لشکر اوسکا
پریشان ہوکر بھاگ نکلا۔ پرسرام نے دیکھا کہ اس اندھیری رات مین کوئی کسیکو نہین پہچانتا چارون طرف مار دھاڑ ہورہی ہے
اور کسی طرح اب لشکر کے اندر داخل ہونا ممکن نہین ہے تب مجبوراً قلعہ جنیر کا راستہ لیا۔ محمد سبحان خان بہادر کے ہرکارون
نے خبر دی کہ پرسرام یہان سے بھی بھاگ نکلا اور ایک سوار نے جو محمد سبحان خان کے ہمراہیون سے تھا اور دوسرے راستہ سے
آتا تھا دیکھا کہ دو شخص ایک گھوڑے پر سوار قلعہ کیطرف جارہے ہین اوسنے بھی محمد سبحان خان بہادر کو اطلاع دی کہ
اسی قیاس پر یہہ خبر سنتے ہی رستم دل آتش مزاج بہادر محمد سبحان خان بہادر اوسکے پیچھے ہوا اور اوسی شب تاریکی مین اپنے گھوڑے کو

بے تحاشا بھاگتا ہوا چلا گیا حتی کہ صبح صادق نمودار ہوئی۔ پرسرام بھاؤ قلعہ منیر کے پاس پہنچکر اطمینان کے ساتھ رفع حاجت
کو بیٹھہ گیا تھا اور امرت راؤ بچہ دروازہ قلعہ مین کھڑا تھا کہ یہہ جری سردار محمد سبحان خان بہادر بلائے ناگہانی کی طرح اوسکے
سر پر جا پہنچا اور فوراً اوس مردک پرسرام بھاؤ کو اسیر کر لیا اس عرصہ مین سات سو سوار محمد سبحان خان بہادر کے جو پہنچنے
سے کچھہ ہی پیچھے گھوڑے اڑائے چلے آتے تھے پہونچ گئے۔ جب امرت راؤ نے دیکھا کہ پرسرام بھاؤ اسیر ہو گیا۔ دروازہ قلعے سے
باہر آ کر محمد سبحان خان بہادر سے کہا کہ اس نمکحرام کو خوب مضبوط باندہو۔ اسنے مجھکو ناحق حیران کیا ہے اور مجھکو پونا پہونچا دو
محمد سبحان خان بہادر نے بسر و چشم قبول کیا اور امرت راؤ کو ہاتھی پر سوار کر کے خود اوسکی خواصی مین بیٹھا اور اپنے لشکر
کو لیکر روانہ پونا ہوا۔ پرسرام کو مضبوط باندہکر سانڈنی پر سوار کر کے اپنے ہمراہ لیچلا اور دونون شخصون امرت راؤ اور پرسرام
بھاؤ کو اعظم الامرا بہادر کے سپرد کر دیا اور انہون نے دولت راؤ اور باجیراؤ کے پاس بھیجدیا۔ باجیراؤ اس کار نمایان سے
بہت خوشنود ہوا اور محمد سبحان خان بہادر کو اپنے روبرو بلا کر تمام حقیقت اوسکے گرفتاری کی بالمشافہہ سنی اور خوش
ہو کر بہت معقول انعام دیکر رخصت کیا۔ اوس روز سے باجیراؤ اور دولت راؤ کو جسکی گرفتاری کی ضرورت ہوتی تو
اعظم الامرا بہادر سے کہتے اور یہہ حضرت اون لوگون کو گرفتار کرا کر پہونچا دیتے تھے چنانچہ ہری پنڈت پھڑکیہ بھی
عجب حالی سے گرفتار ہوا ایکروز یہہ نامی گرامی زبردست سردار تیس ہزار برہمنون کو شہر پونا کے باہر کھانا کھلا رہا تھا
اور اپنی سپاہ کو حکم دیدیا تھا کہ آج ہمکو برہمنون کے کھلانے کا کام ہے لہذا کوئی شخص ہمارے سلام کو نہ آوے سبکو معافی ہے
ایسی تاک جھانک تو اعظم الامرا بہادر کو لگی ہی رہتی تھی فوراً متوقع وقت سے باجیراؤ اور دولت راؤ کو مطلع کر کے اشارہ
کیا کہ اسوقت خوب گرفتار ہو سکتا ہے۔ اونہون نے اوسکی گرفتاری کی اجازت دیدی۔ فوراً لشکر اعظم الامرا بہادر
نے پنڈت جی کو جا گھیرا اور پنڈت جی مہاراج برہم مورت برہم اوتار کر باندہان آن آتا جو اپنے ہاتہون سے برہمنون
کو کھانا ڈال رہے تھے اور فقط ایک دہوتی پہنے ہوے تھے اسی حالت سے پکڑے گئے اور حوالہ دولت راؤ سیندھیہ کیے گئے۔ یا دست
دگر ہی دست بدست دیگر۔ کا مضمون پیش آیا اب میدان خالی پا کر نواب اعظم الامرا بہادر نے پھیری لی اور پونا
کے میدان سے ہر روز دو دو کوس پیچھے ہٹنا شروع کیا اسی اثنا مین مظفر الملک بہادر اور سردار الملک گہاسی میان
بہادر و دیگر سرداران و امیران سرکار عالی مع جمعیت لباس و توپخانہ آتشباز اعظم الامرا بہادر کے لشکر سے آملے اور وہ
تیس ہزار فوج جو در پردہ شہر پونا مین نوکر رکھے تھے ظاہر طور پر اس لشکر مین آ کر مل گئی اب بڑی بہاری سپاہ

فراہم کئے ہوئے اور کسیقدر نیکی بھی ثابت نہ ہوئی سو اعظم الامرا بہادر پھر دو روز دکن میں ٹھہر کر بہ لشکر ہمراہ سیوناکی طرف عازم ہوئے - اسی
عرصہ میں رگہونم راؤ حیدرآباد سے مخالفین اعظم الامرا بہادر کے خطوط لیکر پونا میں پہونچا جو سرداران مرہٹہ کو لکہے تھے اس مضمون سے
لکہی گئی تھی کہ آپ لوگ ہرگز ہرگز اعظم الامرا بہادر کو قید سے رہائی نہ بخشیں ایسا آدمی پھر تمہارے ہاتھ نہ لگیگا اوسکا چھوڑنا
ہرگز مصلحت نہیں ہے حضور پرنور ہرگز اوسکی رہائی سے خوش نہونگے آئندہ تم کو اختیار ہے -

جب رگہونم راؤ نے اعظم الامرا بہادر کا یہ جاہ و جلال دیکہا اور اس شان و شوکت کے ساتھ پایا تو حیرت زدہ ہوکر رہگیا اور جو کچھ
تقدیر اعظم الامرا بہادر کے رتبہ کے تہے خود بخود دیکہے رگہونم راؤ اون کے پاس آکر کہنے لگا کہ ایک شخص حیدرآباد سے تمہارے مخالفوں کے
خطوط بنام سرداران مرہٹہ لیکر آیا ہے اور میں نے اوسکو ہموار کرلیا ہے اگر خدا تعالی کہیں تو میں اوسکو مع خطوط کے حاضر کروں
اعظم الامرا بہادر سخت متفکر ہوئے اور اوس سے کہا کہ اگر تم وہ خطوط مجھے دلوا دو گے تو میں تمہارا اور اوس شخص کے ساتھ بہت بڑا
سلوک کرونگا - رگہونم راؤ نے کہا کہ اگر میں اوس شخص کو آپ سے ملاؤں اور وہ خطوط آپکو دلوا دوں تو اوس شخص کے ساتھ آپ
کیا سلوک کرینگے کیونکہ آپکے دشمنوں نے بھی اوسکو بہت سی امیدیں اور لالچ دیکر بھیجا ہے نواب نے کہا وہ شخص کس قوم کا ہے اور کیا
لیاقت رکہتا ہے - رگہونم راؤ نے کہا برہمن معتقد ہے اور بہت لائق لکہا پڑہا ہے جس خدمت پر آپ چاہیں سرفراز کرسکتے
ہیں حتی کہ پیشکاری بھی کرسکتا ہے اعظم الامرا بہادر نے جواب دیا کہ اگر وہ شخص مجھسے ملجاویگا تو میں حیدرآباد پہونچکر
پیشکاری کا خلعت حضور پرنور سے دلوا دونگا اور اس قرار پر قسم کہائی - تب رگہونم راؤ نے ظاہر کیا کہ وہ شخص معتمد میں ہی
ہوں اور تمام خطوط اعظم الامرا بہادر کو دیدئے اوس تاریخ سے اعظم الامرا بہادر نے رگہونم راؤ کو اپنی اور دولتراؤ سیندہیہ اور
باجیراؤ اور رگہوجی بہوسلا کے درمیان وکیل مقرر کردیا اور بہرباجی نایک کو معزول کردیا اس رگہونم راؤ نے رگہوجی بہوسلا
کو بہی مطیع و منقاد حکم نواب اعظم الامرا بہادر کرلیا -

چند روز بعد سرداران مرہٹہ میں اور زیادہ تفرقہ پڑگیا اور دولتراؤ باجیراؤ وغیرہ نے اس امر کی تفتیش شروع کی کہ روز بروز
پیچیدگیاں یہ پیچیدگیاں اور الجہنوں پر الجہنیں کیوں بڑہتی چلی جاتی ہیں - اور معاملہ روز بروز کیوں بگڑتا چلا جاتا
ہے اسکا خاص سبب کیا ہے - پس آخرکار اونکو قرائن سے معلوم ہوگیا کہ ذات شریف اعظم الامرا بہادر ہی کے بدولت یہ ساری
فتنہ انگیزی و مفسدہ پردازی ہو رہی ہے اگر یہ حضرت چند روز اور یہاں مقیم رہے - مادہ فساد سرداران کی دولت
میں اور زیادہ خرابہ پڑجاویگا - پس انکو روانہ حیدرآباد کردیا جاوے تو بہت بہتر ہے آخرکار سب نے اتفاق کرکے

اعظم الامرا بہادر کو کہلا بہیجا کہ آپکا تعلق بندگان عالی سے ہی اور جس شخص نے خلاف مرضی حضور پر نور آپکو بدنام کیا تھا
وہ اپنی سزا اعمال کو پہونچا اب ہمکو کسی طرح حضور پر نور کی ناخوشنودی منظور نہین ہی کیونکہ وہ ہمارے جد امجد مین اور حضور
پر نور نے چند بار آپکو طلب بھی کیا تھا لہذا آپ حیدرآباد تشریف لیجائیے ہم بخوشی خاطر آپکو جانیکی اجازت دیتے ہین ۔
اعظم الامرا بہادر اس اجازت سے نہایت خوشوقت ہوا اور باجیراؤ سے جاکر ملاقات کی اور انکو جواہر عمدہ اور خلعت عطا کیا اور
رخصت دی ۔ پہر دولتراؤ سیندہیا اور رگہوجی بہوسلا اور دیگر سرداران مرہٹہ سے ملا اور سب سے رخصت حاصل کرکے بروز منزل منزل
بعد چند کوچ و مقام کے جب اعظم الامرا بہادر نے دریا سینا پر پہونچکر مقام کیا تو یہان نانا پہڑنویس کا وکیل مع اوسکے خطوط مہری کے پہونچا
نانا نے کمال عاجزی و الحاح سے لکہا تھا کہ جناب نے مجھکو بے نیل مرام گویا قلعہ کوکن مین مقید کردیا اور آپ اپنی مراد کو
کو پہونچکر روانہ حیدرآباد ہوا اس بات کی مبارکباد مین بھی دیتا ہون لیکن ہرگز مناسب وقت نہین ہی بلکہ شرط سرداری
و سرداری و بزرگی یہہ ہی کہ فدوی کا تصفیہ بھی اعیان خاندان دولت پونا سے کرا کر اور باجیراؤ کو مسندنشین کیجائی
کو اونکی مدار المہامی پر مقرر کراکے فیروزی و نام آوری کیساتھ حیدرآباد جاوین تاکہ جناب کی نام آوری قیام و دوام زبان
خاص و عام رہے اگرچہ اس مخلص کی خرابی جناب ہی کی بدولت ہوئی ہی تاہم یہہ وقت احسان کا ہی اور بروقت تعامل
چشم پوشی یاد آوری مافات کا نہین ہی اگر یہہ کام آپ پورا کردینگے تو اس عنایت کے عوض مین ایک کروڑ روپیہ نقد
واسطے خرچ زاد راہ کے اور حصہ دو کروڑ تین کرور روپیہ کی جو بابت خسارہ جنگ کہرلہ حضور پر نور نے لکہدیئے ہین اور محالات
و قلعہ دولت آباد کہ ہمارے سرکار مین داخل ہوگیا ہی مع سند معافی چوتہہ صوبہ بیدر جناب کے حوالے کردونگا جس سے
حضور پر نور بندگان عالی کی خوشنودی ہوگی ورنہ خالی ہاتہہ اپنے خداوند نعمت کے روبرو جانا کوئی نام آوری کی بات نہین ہے
اعظم الامرا بہادر کی تو خاص منشا اور خواہش یہی تھی ۔ یہہ تحریر دیکہتے ہی نہایت محظوظ ہوا اور باجیراؤ وغیرہ کو خط
لکہکر پہر پونا کو پلٹے جس حال مین اس گرگ کہن باران دیدہ کو ان بیوقوف مرہٹون مین اختلاف ڈالدینا کچہہ مشکل نہوا تو
ابتو انکو ہموار کرلینا کون بڑی بات تہی ۔ پونا پہونچتے ہی سبکو ہموار کرلیا اور نانا پہڑنویس کی مدار المہامی پر بہی سبکو راضی کرلیا
چونکہ دل اول نانا پہڑنویس باجیراؤ کی مسندنشینی پر رضامند نہتھا اور اب بہ آخر کار اس امر پر راضی ہوگیا تھا اور
جھگڑا درمیان مین تہا وہ اب جاتا رہا پس سب لوگ اب نانا کی مدار المہامی پر راضی ہوگئے لہذا اعظم الامرا بہادر
نے اپنا خط اور باجیراؤ کا عنایت نامہ مہری جسمین قسما قسمی بہی تہی نانا پہڑنویس کے پاس بہیجا اور اوس کو لکہا

اونہین بھی طلب کرکے اعظم الامرا بہادر نے اپنی خیمہ مین اُتارا اور پھر اوسکو ساتھ لیکر باجیراؤ کی دربار مین گئے اور اوس سے نذر دلواکر باجیراؤ کو اوسکی طرف سی مطمئن کردیا اور پھر سب سرداران مرہٹہ کو ہموار کرکے باجیراؤ کو مسندنشین کردیا۔ سب سے پہلے رسم تلک حضور پرنور کیطرف سے خود اعظم الامرا بہادر نے ادا کی۔ اور پھر نانا پھڑنویس سے حسب قرار محالات و قلعہ دولت آباد اور دستاویز مبلغ تین کرور روپیہ کے مع سند معافی چوتھہ صوبہ بیدر اور ایک کرور روپیہ نقد لیلیا اور ساہوکاران پونا کا جو ایک کرور روپیہ اعظم الامرا بہادر پر قرض تھا وہ بھی نانا پھڑنویس کے ذمہ بتلادیا بعدہ وہان سے رخصت ہوکر اسّی اسّی کوس کا کوچ کرکے میدان قلعہ محمدنگر گولکنڈہ مین داخل ہوے۔

حضور پرنور اوسوقت تہنیت نگر عرف لالہ گوڑا مین سیروشکار مین مصروف تھے اعظم الامرا بہادر کی مخلصی و رستگاری پہنچنے کی خبر سنکر نہایت محظوظ ہوے اور وہان سے چلکر قلعہ گولکنڈہ مین داخل ہوے اعظم الامرا بہادر نے اپنی سپاہ اسّی ہزار سوار و پیادہ بیشمار کو ملاحظہ اقدس مین گذرانا اور بعدہ قدمبوسی حضور پرنور کو عماری چتردار مین سوار کرکے جسکو تھے داخل قلعہ محمدنگر کیا اور بعد اوسکے رونق افزا بلدہ حیدرآباد ہوے یہان پہنچکر نفائس و جواہر وغیرہ نذر انکی گذرا جب دستاویز مہری خاص و واگذاشت محالات و قلعہ دولت آباد و سند معافی چوتھہ صوبہ بیدر ملاحظہ اقدس مین آئی تو حضور پرنور نے انتہا درجہ خوشنود ہوے اور اس خدمت کے عوض مین اعظم الامرا بہادر کو خطاب ارسطوجاہ فرزند ارجمند و وکیل مطلق و مختار دولت آصفیہ و منصب ہشت ہزاری ہشت ہزار سوار و ماہی مراتب و مورچھال طلائی سے سربلند فرمایا اور جبتک شمشیرجنگ والی حویلی جو چوک بلدہ مین واقع ہے ان کی سکونت کے لئے خالی ہوئی تب تک خلوت مبارک مین ان کے رہنے کے لئے جگہہ عطا فرمائی۔

سنہ ۱۲۱۲ھ مین اعظم الامرا ارسطوجاہ پونا سے لوٹکر آئے تھے اوس زمانہ مین حضور پرنور کا مزاج ایک حالت پر رہنے لگا تھا سنہ ۱۲۱۳ھ کے شروع سے شادی مرشدزادہ سکندرجاہ بہادر و شادی ہیارالملک بہادر و رستم اللہ خوانی مرشدزادہ کیسوجاہ بہادر کی خوشی تا رحلت نواب غفرانمآب عمل مین آئی بعد رحلت حضرت غفرانمآب کے اعظم الامرا بہادر صرف دو ماہ زندہ رہے اور ۲۴ محرم الحرام سنہ ۱۲۱۹ھ کو بعارضہ بخار انتقال کرگئے پچیس سال تک سرکار آصفیہ کی دیوانی مدار المہامی کے اور تہتر سال کی عمر ہوئی۔

اخلاق و عادات

یہ عجب ارسطو فطرت افلاطون سیرت شخص تھا اونکے زمین اگر کوئی شخص اونکا ہم پلہ تھا تو ہم کہہ سکتے ہین کہ نانا پھڑنویس ہی تھا
مگر انکی رسائی فکر و تیزی ذہن و جودت طبع کو اور اسکے جوڑ توڑ کو تب بھی نہین پہونچتا تھا اگر یہ افلاطون تھے تو وہ ارسطو
اور اگر یہ فیثاغورث تھے تو وہ جالینوس۔ ان کے توڑ جوڑ اور دائو پیچ ایسے فطرت و فطانت سے بندھے تھے کہ کبھی اونمین فرق آیا جو فکر
کی خوب ہی کی اور جو سوچا وہ ہوکر ہی رہا حیدرآباد دیوانین اگر کوئی انکی رسائی عقل و ارسطو فطرتی کو سمجھتا تھا تو وہ میر عالم بہادر
ہی تھے جو ان کے مجوبۂ تاریخ زمانہ مین حیدرآباد دیوان کہا کرتے تھے کہ اعظم الامرا ابھا فوراً جہونکرا دینگے اسمین کوئی شبہہ نہین
ہے ہر کہ تنگ آرد کافر گردد جسطرح قیامت کا آنا یقینی ہے اوسی طرح اعظم الامرا کا پونا سے آنا لازمی ہے۔

اعظم الامرا ارسطو جاہ نہایت زندہ دل خوش مزاج لطیفہ پسند سیر شکار کے امیر تھے ہمیشہ آراستگی فوج اور ملک گیری کا خیال مرتے
دم تک لگا رہا ان کے زمانہ مین فوج ایسی بردست اور بیشمار جمع ہو گئی تھی کہ روئے زمین پر اوسکا نظیر تھا ایران توران
افغانستان عرب حبش تک کے لوگ سپاہ مین بکثرت موجود تھے خود بھی جری سپاہی تھے اونکی سی شان شوکت صلابت و جاہ
و فطانت و امارت آجتک کسی امیر مین نظر نہین آتی۔ گھوڑے کی سواری کا از حد شوق تھا عمر بھر گھوڑونکی تلاش رہی اور
کبھی اونکی خریداری سے غافل نہ رہے مشہور چابک سوار نعمت اللہ خان جمعدار و شفیع خان و محمد ماہ وغیرہ شاہسوار ہمیشہ
ہر وقت حاضر رہتے اور گھوڑون کو سدھایا کرتے تھے۔

مغلئی امرا کی اخلاق او چال چلن جو کچھ تھے وہ سب انمین موجود تھے چنانچہ شعر گوئی او تاریخ دانی مین ہنبل تھے پتنگ
بازی بھی بارہ مہینے جاری رہتی تھی اور پتنگ بنانے والے انکو جاگیرین دی گئی تھین کبوتر بازی بھی حد سے بڑھی ہوئی تھی
منگل کے روز مرغ بازی و بٹیر بازی بھی ہوا کرتی تھی۔ شطرنج کھیلنے مین بھی کسی سے کم نہ تھے حقہ بھی پینا شوق سے
تھی حتی کہ جب بار ہوتا تھا تو خلوت مبارک تک حقہ ہمراہ رہتا تھا اور قریب پہونچکر یہ چھوٹتا تھا اسپر طرہ یہ تھا کہ علما
و فضلا شعرا حکما کی صحبت بھی ہمیشہ گرم رہتی تھی۔ پنجگانہ نماز کے پابند تھے عبادت الٰہی کبھی قضا نہوئی کسی شخص کو بغیر ملاحظہ حضور
پر نور کے خلعت برامد نہین کرتے تھے۔ لاکھون روپیہ ہر سال حجاج و زوار ان اماکن مقدسہ کو دیتے اور اون کے
مجاورین کو بھیجا کرتے تھے۔ عشرہ محرم مین عاشور خانہ حیدرآباد مین دھوم دھام سے محرم منایا جاتا تھا۔

نواب میر ابو القاسم میر عالم بہادر مدار المہام سرکار عالی آصفیہ

ان کے والد بزرگوار کا نام میر سید رضی موسوی شوستری تھا۔ میر سید رضی نواب مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کے عہد مین ولایت

ایران سے وارد دکن ہوکر مشرف ملازمت ہو حضرت مغفرت مآب نے انکو عہدۂ دار الانشا پر مامور کرنا چاہا تھا مگر انہون نے
نامنظور کیا بعدہٗ انکو حکم ہوا کہ ہفتہ مین ایکبار حاضر دربار ہوا کرین انہون نے یہہ شرط کی کہ ہر ملازمت مین ایک شخص کی
سفارش کیا کرینگا نواب مغفرت مآب نے منظور کیا اسکے بعد انکی دروازہ پر ہفتہ مین ملاقات کیلئے خلقت کا اژدہام ہوا کرتا تھا
لیکن جو شخص انکو سب سے پہلے ملا کرتا تھا اوسی کی سفارش کیا کرتے تھے - چونکہ یہہ میر سید رضی شیعہ مذہب تھے بلکہ شیعون کے
پیر مجتہد العصر تھے اسلئے اس مذہب کے لوگ اوسکے ہاتھ پر بوسہ دیا کرتے تھے جا بجا ہر سے یہہ نکلتی تھی مگر یہہ سید رضی بڑے ہی دانشمند
تھے چونکہ سلطنت سنیونکی تھی اور اونہین کا زور شور بھی تھا اسلئے انکی محفل مین کبھی شیعہ سنی کے تفرقہ کا ذکر تک
نہ آتا تھا اور اسی کے باعث شیعہ و سنی اُمرا سب انکی ملاقات کو آیا کرتے تھے - ایرانی گلی جو حیدرآباد مین مشہور ہے
انہین کی سکونت کے باعث مشہور ہوئی ہے جسمین اب انکے فرزند میر عالم بہادر کے محلات عالیشان موجود ہین - نواب نظام علیخان
بہادر نے انکو دس ہزار روپیہ کی جاگیر دیدی تھی -

میر ابو القاسم انکے فرزند اکبر تھے جو ہر طرح علمی لیاقت رکھتے تھے شیعون مین شہرگردی تو گویا انہی کی لوازمات مین ہے ابو القاسم بھی
اونہین یاران جلسے کیطرح کم نہین رہتے تھے بلکہ سب سے فوق اور سبقت لیگئے تھے صمصام الملک بہادر کے مدرسہ مین
کسیقدر علم ریاضی بھی سیکھ لیا تھا -

ایکروز میر ابو القاسم نے کچھ شعر اعظم الامرا بہادر کی تعریف و توصیف مین لکھکر کسی کے ہاتھ سے اونکے پاس بھیجے ارسطو جاہ خود
ایسے لوگون کی تلاش مین رہا کرتے تھے فوراً بلا کر اپنی محفل مین داخل کر لیا اسکے بعد سید رضی مر گئے ارسطو جاہ نے فاتحہ سوم کے
بعد اوسی روز خود اونکے مکان پر آکر بحالی جاگیر کی خوشخبری سنائی میر ابو القاسم نے ایک پیشقبض مینا کا اور
ایک کلام مجید ولایتی نذر گزرانا - جس زمانہ مین مسٹر جانسٹن صاحب وکیل انگریزی حضور پرنور دربار مین حاضر ہوا تو اون
سے سوال و جواب کرنیکے لئے ارسطو جاہ بہادر نے میر ابو القاسم کو تجویز کیا -

اور ١٢١١ مین حضور پرنور کیطرف سے میر ابو القاسم کو پانچہزار روپیہ ماہانہ تنخواہ مقرر کرکے اور دو لاکھ روپیہ نقد
سفر خرچ دیکر بطور سفیر کلکتہ کو روانہ کیا اور اونہین کی معرفت اتحاد و یکجہتی کے تمام صاحبان انگریز بہادر سے کیگئی - وہان سے
میر ابو القاسم پانچ لاکھ روپیہ کے تحائف حضور پرنور کیلئے لائے تھے حضور پرنور نے اس کارگزاری کے صلہ مین بخطاب میر عالم بہادر
معزز فرمایا - ٹیپو سلطان کے اوپر جا کر جو کچھ کارروائی انہون نے کی وہ پیشتر لکھی گئی اس معاملہ تصفیہ کے بعد میر عالم بہادر تصفیہ

معاملات کی الٹی ہونا ہی پہنچ گئی اور جب جنگ فتح کہرلہ کے بعد عظیم الامرا بہادر پونا چلے گئے تب میر عالم بہادر ہی شریک مصلحت کار ریاست سلطنت رہے میر عالم بہادر ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ عظیم الامرا بہادر کا آنا ضروری ہے جس طرح فتنہ کا آنا لازمی ہے لیکن بعض مخالفین نے عظیم الامرا بہادر کے دل میں میر عالم بہادر کیطرف سے ایسی عداوت ڈالدی تھی کہ جبتک ارسطو جاہ زندہ رہے تصفیہ باطنی نہوا اگرچہ ظاہر میں بہت خلق و مروت سے پیش آتے تھے مگر اندر اندر انکی خرابی درپے تھے ۔

ارسطو جاہ بہادر سے یہہ عداوت و دشمنی بہت روز تک نہ چھپ سکی اور بہت جلد اوسکا اظہار ہونے لگا اوسکی تفصیل یہہ ہے کہ جبکہ انگریزون نے واسطے استیصال کلی سلطان العصر ٹیپو سلطان والی میسور کے کمر ہمت چست باندہی تب حسب قرارداد باہمی سرکار عالی کو بھی انگریزونکا شریک ہونا پڑا ایس حسب الارشاد لارڈ کارنوالس گورنر جنرل ہندوستان میر عالم مع افواج قاہرہ سرکار عالی شریک جانب انگریز ہوا اور فتح سرنگاپٹن کے بعد ایک کرور روپیہ کا ملک کرپہ و کنجی کوٹہ و سدہوٹ وغیرہ علاقے حصہ مین آیا ارسطو جاہ بہادر عداوت کے جوش سے باز نہ آیا اسی میر عالم بہادر کی ملک گیری کی ضرورت سمجہکر ملک مفتوحہ کے انتظام کے لئے بھیجا۔ ایک معاملہ فتح سرنگاپٹن کیوقت یہہ گذرا تھا کہ ایک بیش بہا جواہر میر عالم بہادر کے ہاتھ آگیا تھا اور صاحبان انگریز بہادر کی اجازت سے وہ جواہر انہون نے خود رکہہ لیا تھا کہ خاص موقع پر حضور پر نور کو نذر دین یہہ حال ارسطو جاہ کو معلوم ہو گیا تھا اور عداوت کے سبب انکو ملک مفتوحہ کو انتظام کے لئے کرپا یہ کو بھیجدیا تھا میر عالم بہادر نے ایک کرور روپیہ کے ملک کی حکومت کو نعمت غیر مترقبہ سمجہا اور فورا وہان کو چلدیے۔

اس عرصہ مین ایک حرکت نا مناسب رزیڈنٹ انگریزی مسٹر کرک پیٹرک سے یہہ سرزد ہوئی کہ اونسے عاقل الدولہ کی دختر کو ہم بستر کرلیا اس سبب سے تمامی خلائق حیدرآباد اوسکی دشمن اور ماوس سے متنفر ہو گئی ۔ ارسطو جاہ بہادر نے یہہ ماجرا معرفت میر عالم بہادر کو لکھکر حکم دیا کہ تم وکیل سرکار ہو انگریزون کو اسبات مین تحریر کرکے رزیڈنٹ کو سزادہی کے لئے اجازت حاصل کر مطلع کرو۔ چنانچہ میر عالم بہادر نے یہہ ماجرا مقدمہ الیاہ انگریز بہادر کلکتہ کو تحریر کیا۔ گورنر جنرل نے اوسکا جواب لکہا کہ اگر وکیل نے ایسا کام کیا ہی تو ضرور اوسکو سزا سخت دیجا سکتی ہے کہ قتل تک کی اجازت دیتے ہیں ۔

اس حکم کے آنے سے پیشتر ہی مسٹر کرک پیٹرک کو اس حکم سے خبر ہو گئی اور ہوش حواس اوڑ گئے ساری شیخی کرکری ہو گئی اور کچھ نہ بن پڑا ارسطو جاہ بہادر کے پاس آکر عاجزی و زاری کرنے لگا اور کہا کہ مین آپکا نہایت احسانمند ہونگا اگر آپ ایکمرتبہ اس قسم کا درتنا و دختر سے سنوا دین کہ رزیڈنٹ کا کچھ قصور نہین ہے لڑکی خود رضامند ہے رزیڈنٹ

کی حسن و جمال پر عاشق تھی اور حضور کے میری جان بخشی کرا دینگی ارسطو جاہ بہادر نے کہا کہ یہہ معاملہ حد سے گذرا ہے اب کوئی صورت بہتری
کی نہین ہے اور مین کچھہ نہین کر سکتا ہون اگر حضور پر نور سے اس معاملہ مین ذرا بھی کچھہ عرض کرونگا تو فوراً سزاے شدید کا حکم مجہہ پر نافذ
ہوگا جسمین مجھکو اپنی جان کا خوف ہے ۔ اگر بشرط محال مین کچھہ بندوبست بھی کرون جسمین تمہاری جان بخشی ہو تو میرے ساتھہ تم کیا سلوک
کروگے ۔ ریزیڈنٹ از خود رفتہ نے کہا کہ وہ کیا کام ہے ارشاد فرمایئے جبتک اس عہدہ پر ہون ہر کام حسب منشا و رضامندی کے انجام دونگا
اور ہمیشہ ممنون احسان رہونگا تب ارسطو جاہ بہادر نے کہا کہ مین میر عالم کو خدمت وکالت سے برطرف کرتا ہون اور وکالت اپنی کرکے ضمیمہ
مدار المہامی لینا چاہتا ہون اب ایسی تجویز کیجیے جس سے سرکار کمپنی مخل برطرفی میر عالم نہو ریزیڈنٹ اس امر پر مستعد ہوگیا اوسکو اپنی جان
کے لالے پڑے تھے ۔ بعد اسکے انتظام کار ارسطو جاہ نے لڑکی کے ورثا سے جس طرح ممکن ہوسکا اس امر کے محضر پر دستخط کروا کر حضور پر نور کے
روبرو پیش کر دیا کہ ریزیڈنٹ کا کچھہ قصور نہین ہے لڑکی خود اسپر فریفتہ تھی ۔ بعد ورود خط گورنر جنرل یہہ محضر وہ کلکتہ گیا تھا
اور میر عالم کی برطرفی اور ارسطو جاہ کی تقرری وکالت کا حال بھی ریزیڈنٹ نے لکھہ بھیجا ۔ گورنر جنرل نے جواب مین لکھا کہ اگر ریزیڈنٹ
بیقصور ہے اور حضور پر نور راضی ہین تو اوسکو خدمت پر بحال کیا گیا ہمکو حضور پر نور کی رضامندی درکار ہے اور دربارہ برطرفی
میر عالم وکالت انگریزی جو لکھا ہے وہ بھی ہمکو منظور ہے کیونکہ جس امر پر بندگان عالی کی خوشی ہوگی ہمکو بھی منظور ہے اور ارسطو جاہ بہادر
کی وکالت سے بھی ہم خوش ہین لیکن تین باتین میر عالم کے لیئے لکھی جاتی ہین اونمین اگر دست اندازی ہوگی تو ہماری نارضامندی کا
باعث ہوگا ۔

اول یہہ کہ جان میر عالم پر کوئی صدمہ نہ آوے ۔ دوسرے انکی آبرو نہ بگاڑی جاوے تیسری انکے مال و متاع سے کچھہ تعرض نکیا جاوے جب یہہ خط ریزیڈنٹ نے
اعظم الامرا بہادر کو دکھلایا اور حضور پر نور مین پیش ہوا تب میر عالم وکالت سے برطرف کیے گیے ۔ اور ملک مفتوحہ کی تعلقداری سے بھی معزول
ہوکر قلعہ بیدر مین مقید کیے گئے ۔ میر عالم بہادر کے دونون فرزند میر دوران اور مستقیم الدولہ حیدر آباد مین گھر اندر رہے مستقیم الدولہ
کبھی کبھی ارسطو جاہ کے پاس اور کبھی کبھی دربار حضور پر نور مین آیا جایا کرتے تھے اور میر عالم بہادر کی طرف سے عرض معروض کیا کرتے تھے ۔ اسی عرصہ مین کار ریزیڈنٹ
کو اون جواہرات بیشبہا کا حال معلوم تھا اونہی ارسطو جاہ کو اطلاع کی ارسطو جاہ نے سختی کے ساتھہ میر دوران سے اون جواہر کو طلب کیا
اور انکا یہہ فوج جواہر حوالہ دی میر دوران نے قسم کہائی کہ مجھکو مطلق اوسکا حال نہین معلوم مین نے اوسکا ذکر کسی سے نہین سنا لیکن
یہہ جواہر مستقیم الدولہ کے پاس تھا اونہون نے بھی صاف انکار کیا بلکہ اور ستم یہہ کیا کہ ارسطو جاہ سے کہا کہ اگر وہ جواہر ہو تو عجب نہین
کہ غلام نبی خان خانسامان میر عالم بہادر کے پاس ہو ارسطو جاہ کے آدمیون نے فی العور اوس غریب کا گھر بار کرڈالا مگر کچھہ پتہ نہ آیا

میر دیوان کو کہ بیمار تھے اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا اور اس غم و غصہ مین حد سے زیادہ بیمار ہو گئے۔
تھوڑے عرصہ کے بعد میر عالم بہادر کو قلعہ رودرو سے نکالکر موضع ناگل پلی مین جو قلعہ محمد نگر گولکنڈہ کے متصل آباد ہے اور انہین کی جاگیر تھی
لا رکہا اور دو سو سوار بہت سے پیدل اونکی حراست پر متعین کیے۔ اسی اثنا مین ایک روز اتفاقا میر عالم بہادر کا مکان جل گیا اور اوس کے
ساتھ تمام سامان مال و متاع و اسباب جلکر خاکستر ہو گیا فقط میر عالم بہادر اور مستورات زندہ بچ گئے چند ہی روز بعد انکا بڑا لڑکا
سید دوران اٹھارہ سال کی عمر مین مر گیا اس صدمہ سے میر عالم بہادر پر غم پر غم ہوا اور سخت بیمار ہو گئے عارضہ جذام فی حد سے زیادہ شدت کی
تب مستقیم الدولہ نے رزیڈنٹ کو ملاکر ارسطو جاہ بہادر سے نہایت منت و عاجزی اور گریہ و زاری کر کے میر عالم بہادر کو گھر مین لانیکی اجازت حاصل
کر لی اور مستقیم الدولہ باپکو گھر مین لے آئے حکم ہوا کہ خاموش گھر مین پڑے رہین اور کسی سے ملاقات نکرین اور اگر مر جاوین تو دائرہ میر مومن مین دفن ہون
تھوڑی مدت کے بعد جب ارسطو جاہ نے دیکھا کہ مستقیم الدولہ رزیڈنٹ سے ملا ہوا ہے اور اوسی کے سبب سے اوسکا باپ شہر مین گھر آگیا اور
پھر بھی باپ کے لئے کلکتہ کے انگریزون سے برابر کوشش کر رہا ہے تب اونہون نے چاہا کہ کسی ترکیب سے باپ بیٹون مین نفاق کرا کر ان کے
دل جدا کر دئے جاوین تاکہ یہہ سعی و کوشش جو باپ کے لئے کر رہا ہے نکرے۔ اسی غرض سے ایک روز ارسطو جاہ نے مستقیم الدولہ سے تخلیہ مین کہا کہ
مستقیم الدولہ آج کل ہمکو ایک معاملہ مین سخت تشویش و تفکر و پریشانی ہے اور وہ معاملہ کسیطرح حل نہین ہوتا ہان البتہ تمہاری
کوشش سے کچھ کار برآری ہو سکتی ہے مستقیم الدولہ نے کہا فدوی حاضر ہے اگر جان تک کام آوے دریغ نہین۔ ارسطو جاہ نے کہا قسم کہاؤ اور
پختہ وعدہ کرو کہ کسی سے اوسکا ذکر درمیان مین نہ لاؤ گے مستقیم الدولہ نے قسم کہائی اور وعدہ اخفاء راز پر مستعد ہو گیا۔
تب اوسکے بعد ارسطو جاہ نے کہا کہ آجکل ہم مین اور راجہ راجندر کے درمیان جانی دشمنی ہو گئی ہے اور اب کسی طرح ممکن نہین کہ
صفائی ہو سکے۔ اس لئے میرا ارادہ ہے کہ اس عہدہ پر کسی ایسے شخص معتبر کو مامور کرون جو در حقیقت میرا سچا رفیق ہو اوس
خدمت کے لئے جب دیکہتا ہون چند اشخاص سے تمہین کو لائق و برتر پاتا ہون لیکن افسوس ہے کہ تم بالکل وابستہ میر عالم ہو اور ہر وقت
اوسی کے پہیر کی خیال مین سرگردان و پریشان ہو تم کیونکر میرے ہمراز و ہمدم ہو سکتے ہو۔ ہان البتہ اگر تم قرآن شریف اٹھا کر
میرے ساتھ عہد و پیمان کرو اور قسم کہاؤ کہ آجتک مین وابستہ میر عالم تھا لیکن آج سے اونکی طرفداری ترک کرتا ہون تو مین
تمکو اس جلیل القدر عہدہ پر مامور کرا کر مختار کار کا رتبہ دیتا ہون بعد اسکے کہ چراغ سحری ہون تمہین خلعت وزارت عطا کرونگا
مستقیم الدولہ نے بے سمجھے بوجھے اس کلام کے قرآن شریف اٹھا لیا اور ارسطو جاہ کی ہر طرح سے تسلی و تشفی کر دی اور خوش خوش گھر
پھر آیا۔ اور تمام زمانہ سویا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جاوے اور پھر روز ارسطو جاہ کے پاس ہیشہ کاریگی کی امید مین آیا جایا کرتا تھا

اور ارسطو جاہ ہر چند اوسکو کسی طرح خوش کر لیتے تھے مستقیم الدولہ باپ کی درستی امورات کیطرف مطلق متوجہ نہ تھا اور تساہل و تغافل کرتا تھا۔ اب ایک دوسرا نادر واقعہ کا ذکر کرتے ہین وہ یہہ کہ جس زمانہ مین میر عالم بہادر اور ارسطو جاہ مین کامل محبت تھی اوس عرصہ مین میر عالم نے ارسطو جاہ سے ذکر کیا تھا کہ ہمارے والد میر سید رضی صاحب کو جب منظور ہوتا تھا کہ کسی اپنے دشمن کو ہلاک کرین تو وہ برابر چالیس روز تک نان و حلوا تقسیم کیا کرتے تھے اور سیفی پڑہا کرتے تھے پس چالیس دن مین اونکا دشمن ضرور مر جاتا تھا اور کبھی سیفی خطا نکرتی تھی مین نے اون سے ہر چند درخواست کیا مگر وہ مجہہ سے کہا کرتے تھے کہ تو جوان ہے ایسا نہو کہ کسی بلا مین گرفتار ہوجائے اور مجھکو اوس سیفی کے پڑہنے کی اجازت ندی ارسطو جاہ کو یہہ بات اچھی طرح جیسے نقش کالحجر ہوگئی تھی۔ آخرکار جب میر عالم بہادر کو معلوم ہو گیا کہ یہہ شخص اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر کی کسی بلیہ دہی کا شکار ہوگیا ہی حتی کہ کل حال ارسطو جاہ بہادر کی اس ہوکا دہی کا میر عالم کے مخفی لوگ نکال لائے تب میر عالم بہادر نے چندروز مہلت دیکر ایکروز بیٹے سے کہا کہ خلق خدا قحط سالی سے جان بلب ہے تم کو چاہئے کہ اونکی حال کی نگرانی کرو اور دس بیلہ چاول روز غربا کو تقسیم کیا کرو ہر شخص کو ایک سیر چاول اور چار پیسے دیا کرو۔ مستقیم الدولہ نے سمجہا خوب صالحہ ہاتہ آیا میرا ہاتہون کا خرچ نکلا۔ بعد دو ماہ جب ارسطو جاہ نے کچہہ نکیا اور ہر روز لیت و لعل کرنے لگے تب مستقیم الدولہ دل تنگ رہنے لگا۔

ایکروز میر عالم بہادر نے بیٹے سے کہا کہ مستقیم الدولہ غلہ خام دینے سے غربا کو پکانے کی اذیت ہوتی ہے پس تم اونکو سیر بہر آٹے کی دو روٹیان اور پاو سیر حلوا فی کس دیا کرو کہ وہ اوسیوقت سیر ہو کر کہا لیا کرین اور حضور پرنور کے لئے دعا خیر کیا کرین۔

مستقیم الدولہ اوسی طرح ہر روز حلوا اور روٹی تقسیم کرنے لگا مگر اصل مین بیکاری کی فکر مین لگا تھا ارسطو جاہ نے بھی جان لیا کہ مستقیم الدولہ آزردہ خاطر ہو رہا لیکن تاہم میر عالم کی طرف مائل نہین ہے خیر اسی طرح چندروز اور گذرنے دو۔

اسی اثنا مین ارسطو جاہ کو خبر پہونچی کہ مستقیم الدولہ ہر روز روٹی اور حلوا فقیرون کو تقسیم کرتا ہے پس اونکو یقین ہوا کہ جو مین نے اوسکو دہوکا دیا وہ بے شک اسی رنجیدہ خاطر ہو کر اپنے دادا کی سیفی پڑہتا ہوگا جس سے اوس کی خواہش میری موت ہوگی پس اس خیال سے سخت بیقرار ہو کر حضور پرنور سے حکم لیکر فوراً مستقیم الدولہ کے مکان پر فوج بہیجکر اوسکو گرفتار کرالیا اور موضع دگوال مین جو اوسکی جاگیر مین تہا مقید کردیا دروازہ گہر کے اندر سے جانیتک مہلت نملی ارسطو جاہ نے اس بیچارے سادہ لوح سید پر ہرکارے بھی مقرر کئے کہ ہر وقت کی خبر پہنچایا کرین۔ پہر اس نامراد مستقیم الدولہ کو حیدرآباد کی صورت دیکھنا نصیب نہوئی اور ۱۲۱۳ھ مین وہین گانون مین دنیا سے سدہار گیا اور اوسکی لاش مولا علی کے

دامن میں دفن کی گئی۔ چند روز بعد حضرت نواب غفران مآب کا انتقال ہو گیا اور اسکے صرف دو ماہ بعد ارسطو جاہ بھی
اپنی اس عمل بد میں اب کر دنیا سے سدہار گئے۔ تب پانچویں ربیع الثانی ۱۲۱۹ھ کو نواب میر عالم بہادر حضرت نواب سکندر جاہ کے
عہد حکومت میں گہر سے قید سے نکالے گئے اور خلعت وزارت سے مشرف ہوتے۔ تاریخ کو پڑھو اور ذرا غور کرو میر عالم بہادر کو کیسی
سخت مصیبتیں کیوں پیش آئیں۔ انکا ظاہری قصور تو کچھ نہ تھا۔ ارسطو جاہ کی دغابازی صاف ظاہر ہے تاہم یہہ انتہا آفات کیوں
ان کے سر پر پڑیں۔ نوجوان دو دونوں فرزند جو چشم و چراغ خاندان تھے اسطرح سے یادگار دنیا سے مٹ گئے جس سے انکی نسل کا کوئی
فرزند نرینہ باقی نہ رہا۔ میر عالم بہادر کا گہر بار مال و متاع جلکر خاکستر ہو گیا ایسی قید شدید میں مدت تک زندگی بسر ہوئی عوارض
جسمانی خصوصاً بدتر از بدتر مرض جذام نے بہت ستایا اور غم بر غم دیئے۔ یہہ سب کچھ کیوں ہوا۔ لیس ہم یہہ کہہ سکتے ہیں نعوذ
کسے اس دار مکافات میں جس سے اعمال ہو آج کریگا وہ کل پاویگا۔ کہ انہوں نے سلطان دین پناہ ٹیپو سلطان کی
سلطنت کا تختہ تاراج کیا تھا اور اوس بادشاہ دین پناہ کو شہید کرا کر اوسکا گہر بار اوسکا مال و دولت سلطنت و حکومت
جڑ سے اکہیڑ کر پہینکدی تھی اوسکی مکافات میں میر عالم بہادر کو یہہ آفات اوٹہانا پڑیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ جب انکو خلعت
وزارت عطا ہوا تو یہہ صرف ساڑھے چار سال اس جلیل القدر عہدہ پر مامور رہے اور اس عرصہ قلیل میں تیاری کتب دربارہ دری
و تعمیر سرا ہائے و مساجد شہر چینا پٹن مدراس سے حیدرآباد و اورنگ آباد و پونا و بمبئی تک عمل میں لائے اور تالاب جلوخانہ اور اپنا
مکان مع مسجد و بازار سکندر گنج و نقار خانہ وغیرہ تعمیر کرایا اور آخر کار یہہ مخیر سخی فیاض امیر یعنے میر عالم بہادر ۲۳ شوال
سنہ ۱۲۲۳ھ کو جنت کو سدہارے اور اپنا نام نیک صفحہ روزگار پر چہوڑ گئے۔ اٹہاون سال کی عمر ہوئی۔ فرزند نرینہ نہ ہونے
ارسطو جاہ کے کارن کوئی باقی نہ رہا تھا البتہ اپنے داماد نواب منیر الملک بہادر کو بطور فرزند چاہتے تھے۔ جو بعد انکے سلطنت کے وزیر ہوئے

اخلاق و عادات نواب میر ابوالقاسم میر عالم بہادر

نہایت نیک سیرت بلکہ فرشتہ خصلت ذی فہم تیز طبیعت عاقل و فرزانہ روزگار تھے ارسطو جاہ کے بعد انکی دانشمندی کی کوئی نہایت
ہو نہ سکتی تھا خیرات و حسنات کا مادہ ان میں کمال درجہ کا تھا قحط کے زمانہ میں جبکہ حیدرآباد میں روپیہ کو دو سیر غلہ فروخت
ہو رہا تھا تو میر عالم بہادر نے تین لاکہہ روپیہ بنجاروں کو بطور امداد دیکر بیلی جواری منگوا کر فی روپیہ بندرہ سیر کے حساب سے
فروخت کرائے۔

لاکہوں روپیہ حجاج اور زوار ان کربلا معلی و نجف اشرف و مشہد مقدس کو دیا کرتے تھے اور [illegible] کی [illegible] مقرر کر رکہے تھی

چونکہ اوس زمانہ میں ... ہونیکا نجف کیطرف سے بہت کچھ زور و شور تھا اس لئے انہون نے کربلا معلا پر ایک مضبوط قلعہ بنوا کر شہر محفوظ کر دیا تحقیق ہے کہ ان امور خیر اور بہت ایسے کام کئے جنکا فیض آجتک جاری ہے اور مخلوق کے نزدیک اونکی زبان پر اونکا نام ہزارہا سال تک جاری رہیگا

میر عالم بہادر مدار المہام سرکار عالی کے نامور اقرباؤن کا حال

خانخانان حسام الامرا نظام یار جنگ بہادر کا اصلی نام میر عباس علیخان بہادر تھا۔ یہہ میر عالم بہادر کے برادر بہم جدی تھے نواب نظام علیخان بہادر کے عہد میں بخطاب جنگی و جاگیر ذات مشرف ہوئے نواب مغفرت منزل کے عہد میں حسام الملک خطاب و منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت و نشان سے سرفراز ہوئے۔ مفسدہ پنڈارن کے فرو کرنیکے لئے سندرہ ہزار سوار دیکر ان کے سپرد ہوا اور انہون نے ممالک غربی میں جاکر اونکا اچھی طرح انسداد کیا نواب ناصر الدولہ بہادر نے انکو خطاب حسام الامرا خانخانان منصب ہفتہزاری پنجہزار سوار سے سرفراز کیا اور دو ہزار فوج رکھنے کیلئے دس لاکھ روپیہ کی جاگیر پایا اور دو لاکھ روپیہ کی جاگیر ذات کل بارہ لاکھ کی جاگیر عطا فرمائی تھی آخرکار اسی سال کی عمر میں ۱۲۵۲ھ میں جنت کا راستہ لیا۔ ان کے فرزند نواب فخر الملک بہادر بعد وفات پدر عالی قدر خطاب و منصب سے سرفراز ہوئے۔

میر محمد حسنخان بہادر سید عبد المہدی صاحب کے فرزند میر عالم بہادر کے عمزادہ تھے یہہ مرشد آباد بنگالہ سے آئے تھے۔ نواب غفرانمآب کے نواسے سے شادی ہوئی جو خان ایران کی دختر تھین بعد شادی کے ایکہزار روپیہ مہینہ مقرر ہوا۔ پھر نواب مغفرت منزل کے عہد میں سندرہ ہزار روپیہ کی جاگیر بھی ملی اور منصب بھی عطا ہوا ۱۲۵۰ھ میں وفات پایا۔ **میر عاشق حسینخان بہادر** برادر خرد سید باقر علی مخاطب بہ میر زمان خان بہادر میر عالم بہادر کے حقیقی بھتیجے اور سید زین العابدین شوستری کے فرزند تھے۔ یہہ میر زین العابدین ٹیپو سلطان کے پاس عزت و وقار سے رہتے تھے اور وہین انتقال کر گئے۔ میر عاشق حسینخان کو کہ بالکل بچہ تھے میر عالم بہادر جاکر لے آئے جب جوان ہو گئے تو انکی شادی سید معتمن خان کی دختر سے کی جو بڑی دہوم دہام کی تھی مدت تک زندہ رہکر عالم فانی کا راستہ لیا صاحب منصب و خطاب و جاگیر تھے۔

نواب امیر الامرا منیر الملک بہادر مدار المہام سرکار آصفیہ اور انکے خاندان کا حال

نواب منیر الملک بہادر کے خاندان کا سلسلہ حضرت طاؤس یمنی جو اجلہ اویس قرنی ... بارگاہ رسول اللہ صلعم تک پہنچتا ہے

علیحدہ موجود تھے انکے دادا نواب شیر جنگ حضرت مغفرت مآب آصفجاہ بہادر کے زمانہ سے نواب ناصر جنگ شہید اور نواب مظفر جنگ اور نواب امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے عہد تک تا ابتدائے جلوس نواب میر نظام علیخان بہادر مراتب بلند و جاگیرات سے حاصل سرفراز و سربلند رہے اور آخر کار صوبہ داری صوبہ اورنگ آباد کی ماموری کی حالتمین ہر دو ماہ فنا ہو گئے۔

اونکے فرزند نواب غیور جنگ بہادر بعد رحلت پدر بزرگوار دارالبلدہ ہوا۔ ملازمت حضور مین منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و خطاب سے سرفراز ہوا در اعظم الامرا بہادر ارسطوجاہ بہادر کے فرزند سیف الملک مالی نے اپنی دختر کو منسوب کرکے ارسطوجاہ بہادر سے موافقت کلی پیدا کی۔ دو پہر ہی کی حالتمین دنیا سے منھ موڑ کر عالم بقا کو سدھار گئے اور اپنی یادگار چار فرزند نامی چھوڑے

اول۔ اکرام الملک بہادر تھے کہ بعد خانسامانی حضرت غفرانمآب سرفراز تھے ۱۲۱۲ھ مین انتقال کر گئے۔

دوم۔ اشجع الملک بہادر ناظم بلدہ اورنگ آباد تھے۔ یہ بھی اسی زمانہ مین مرگئے۔

سوم۔ امیر الامرا منیر الملک بہادر ہین انکو حضرت نواب میر نظام علیخان بہادر کے عہد مین خطاب ملکی اور منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نشان و نوبت و عماری و پالکی جھالردار و خدمت بخشیگری عطا ہوئی پھر حضرت نواب سکندر جاہ بہادر کے زمانہ مین جناب میر عالم بہادر دیوان مدار المہام سرکار نے میر عالم بہادر نے نواب منیر الملک بہادر کی شادی اپنی دختر سے کرکے اپنا داماد کرلیا چنانچہ بعد انتقال نواب میر عالم بہادر کے نواب منیر الملک بہادر ہی خلعت دیوانی سے سرفراز ہوے بعد رحلت نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے جب نواب ناصر الدولہ بہادر سریر آرائی دولت ہوئے تو انہون نے بھی نواب منیر الملک بہادر کو عہدہ دیوانی پر بحال کیا۔ اور خطاب امیر الامرا سے بھی عزت بخشی۔ آخر کار نواب امیر الامرا منیر الملک بہادر ۲۰ شعبان ۱۲۴۸ھ مین جنت کو سدھارے اور دائرہ میر مومنین مین دفن ہو گئے

اخلاق و عادات نواب امیر الامرا منیر الملک بہادر

بڑے سخی۔ رحمدل۔ پرہیزگار۔ ایماندار شخص تھے۔ آمدنی سے خرچ بڑھا ہوا رہتا تھا اسی سبب لاکھوں روپیہ کا قرضہ چھوڑ گئے عشرہ محرم مین بڑی دھوم دھام کیا کرتے اور لاکھون روپیہ خرچ کرڈالتے تھے حسینی علم و نعل مبارک و علم بی بی بڑی بڑی نذرین چڑھائی جاتی تھین انکا عہدہ دیوانی برائے نام تھا در اصل راجہ چندو لال سب کچھ کاروبار کے مختار تھے۔ انکو غم و الم ماتم امام حسین علیہ السلام سے کب فرصت ملتی تھی۔ داد و دہش بھی انتہا سے بڑھی ہوئی تھی بلکہ

شیبہ سے چار فرزندان نامی اپنی یادگار چھوڑے۔

اولاً **شجیع الدولہ**۔ کہ نانا نانی کے گھر میں پرورش پاکر بعد وفات پدر بزرگوار انتقال کر گئے۔

دوسرے **شجاع الدولہ** کہ پدر عالیقدر کے روبرو ہی دنیا سے کوچ کر گئے۔

نواب سراج الدولہ سراج الملک مدار المہام سرکار

تیسرے فرزند نواب منیر الملک بہادر کے تھے کہ بعد گذرنے استعفاء راجہ چندو لال مدار المہام سرکار کی عہدہ دیوانی پر سرفراز ہوے۔ ان نواب سراج الملک بہادر کا اصلی نام میر عالم علی خان تھا بعد رحلت پدر عالیقدر جمیع کارخانجات پر قابض ہوے انکی عہد وزارت میں ملک برار انگریزوں کو دیا گیا جیسا کہ سابق میں تحریر ہو چکا ہے انہوں نے ۱۲۶۹ھ میں انتقال کیا اور عہدہ دیوانی ایسے بے نظیر شخص کے قبضہ میں آیا جس نے دکن کی کایا پلٹ دی اور مردہ ملک کو زندہ کر کے ایسی جان ڈالدی کہ جس کے شباب اور عروج کو آج ہم دیکھ رہے ہیں

چوتھے فرزند نواب منیر الملک بہادر کے **نواب اکرام الدولہ اکرام الملک بہادر** تھے یہ بھی بڑے صحیح سنجی اور نیک نام شخص تھے۔ دنیا کو الوداع کہکر عاقبت کا راستہ لیا۔

نواب غیور جنگ بہادر چھوٹے فرزند یعنی امیر الممالک منیر الملک بہادر کے بھائی **نواب امین الملک بہادر** تھے انکو لوگ ناراضگی کیا کرتے تھے اول یہ فیلخانہ حضور کی تعلقداری پر رہے اور جب جناب سکندر جاہ بہادر کا زمانہ آیا تو منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ خطاب ملکی دیا گیا عہدہ میر عادل سے سرفراز ہوے آخر کار ۱۲۴۳ھ میں جوان بیٹے کی موت کے غم میں حالت جنون پیدا ہوئی اور اسی حالت میں دار فانی کو بدرود کیا۔

انکے تین فرزند تھے۔ اولاً **منا صاحب** کہ باپ کے سامنے ہی ۱۲۴۲ھ میں قضا کر گئے۔

دوسرے درگاہی صاحب **منا المخاطب دیگا قلیخان بہادر** یہ حضرت بعد رحلت پدر بزرگوار مکہ معظمہ کے سفر کو نکلے اور بیس لاکھ روپیہ کا مال و متاع لیکر چلے مگر بڑگاؤں میں پہونچکر نزد ناگپور ۱۲۴۴ھ میں انتقال کر گئے اور زر و جواہر سامان قیمتی بیس لاکھ روپیہ کا وہیں عملداری انگریزی میں رہا جب انکے فرزند امین الدولہ بہادر جوان ہوے تب وہ سامان اونکو ملگیا۔

تیسرے فرزند کا نام اور انکا حال کہیں نہیں معلوم ہوا۔

نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول میر تراب علیخان بہادر مدار المہام کے کارنامے

ان کے حالات لکھنے کے لیے ایک بڑا دفتر چاہیے ہمارا قلم کہ کیا طاقت رکھتا ہے کہ اونکے احسانوں اور نیکیوں کی تمام لکھے ملک دکن کو گویا زندہ کر کر آباد کر دیا وہ وہ کام کیے جو تا قیام قیامت حیدرآباد بلکہ ہندوستان بلکہ تمام عالم کو یاد رہیں گے ثمرہ سلطنت اس عروج اور شباب پر پہونچگئی جسکو ہم دیکھ رہے ہیں وہ ملک دکن میں یوسف تھے جنہوں نے اس سلطنت دکن کی بوڑھی زلیخا کو دوبارہ زندگی عطا کی یہہ نواب سراج الملک کے بھتیجے اور نواب میر محمد علیخان شجاع الدولہ بہادر کے فرزند تھے بعد وفات نواب سراج الملک بہادر مدار المہام کے دیوان ریاست مقرر ہوئے اور جو کچھ انتظامات کیے وہ پیشتر لکھے گئے ہیں تیس برس اس سلطنت کی وزارت کر کے عین اوس وقت وفات پائی جبکہ حضور پرنور باضابطہ تخت نشین ہونیوالے تھے اور اس تخت نشینی میں چند ہی روز باقی تھے ۵۴ برس کی عمر ہوئی انھوں نے اپنی یادگار تین فرزندان نامی چھوڑے۔

اول **نواب میر لائق علیخان بہادر عماد السلطنت سر سالار جنگ دوم** جو حضور پرنور کی مسند آرائی باضابطہ کے دوسرے روز خلعت وزارت سے مشرف ہوئے تین سال کے بعد کچھ اس جلیل القدر عہدہ کو بوجوہ دیگر استعفا دیدیا اور بہت چھوٹی سی عمر یعنے ۲۶ سال کی عمر میں قضا کر گئے یورپ بھی گئے تھے وہاں سے واپس آ کر سنہ ۱۳۰۶ھ میں وفات پائی اور اپنی اولاد میں صرف اس عظیم الشان خاندان کی یادگار ایک ہی فرزند دلبند چھوڑے جو اس وقت پانچ سال کے ہوں گے۔

دوسرے **نواب میر سعادت علیخان بہادر منیر الملک** [illegible] ایک دختر اپنی وارث چھوڑی۔

راجایان راجا راجہ چندو لال مہاراجہ بہادر دیوان سرکار آصفیہ اور اونکے خاندان کا حال

ان کے بزرگوں کا سلسلہ مہاراجہ بہادر کے بقول راجہ ٹوڈرمل دیوان اکبر شاہی تک پہونچتا ہے - ان کے جد راجہ نانک رام نواب غفران مآب کے عہد میں خدمت منتظمی کروڑگیری بلدہ پر سرفراز تھے بعد انتقال راجہ نانک رام کے اونکے فرزند کا کاروبار برہم ہو گیا تب بسفارش نواب اعتقاد الدولہ شمشیر جنگ بہادر ناظم بلدہ کے راجہ چندو لال کو حضور پرنور نے عہدہ سورتی کروڑگیری پر مامور فرمایا ایک مدت اسی طرح گذری - بعدہ جب ملک [illegible]

سے میر عالم بہادر معزول ہو گئے تب ارسطو جاہ نے انہیں راجہ چندو لال کو مع لشکر جرار دیگر ملک مذکور کے انتظام پر بھیجا
اور خدمت پیشکاری سرکار پر انکے بھائی گوبند بخش بہادر کو نیابتاً مقرر کیا۔ اوس ملک کا انتظام کر کے راجہ چندو لال
نے نیکنامی حاصل کی۔ اسکے بعد جب میر عالم بہادر کی مدار المہامی کا زمانہ آیا تو راجہ صاحب اونکے پیشکار مقرر ہوئے
جب میر عالم بہادر نے اس دنیا سے کوچ کیا اور اونکی جگہ نواب منیر الملک بہادر دیوان ریاست مقرر ہوئے تب تو راجہ صاحب
کی بن آئی منیر الملک کو اعتبار [illegible] تھی کہ وزارت دکن کا سرانجام کرتے۔ مثل مشہور ہے تو پیر و من امیر اس لئے نام
کے مدبر رہے در حقیقت کل کاروبار کے مختار راجہ صاحب ہی تھے حتی کہ ہر کاغذ پر پہلے انکی مہر ہوتی تھی اور اوسکے نیچے نواب منیر الملک
بہادر دیوان کی مہر لگائی جاتی تھی۔ نواب غفرانمنزل سکندر جاہ بہادر نے ان راجہ صاحب کی تیزی چالاکی دیکھکر
مختاری امور ریاست و وکالت صاحبان انگریز بہادر انہیں کے حوالے کر دی تھی اور منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار
و نوبت و گھڑیال و جاگیر حاصل لکھہا روپیہ و خطاب مہاراجہ بہادر سے سرفراز کر دیا۔

کیا خدا کی قدرت ہے جو ہاتھ قلم پکڑنے کے لئے پیدا ہوا تھا اور جو عقل دفتر داری کی توڑ جوڑ اور عبارت آرائی کے لئے دی گئی
ہوئی تھی اودن ہاتھوں میں تمامی ملک دکن کے انتظامی گھوڑے کی باگ آ گئی اور وہ عقل مہمات سلطنت کو انجام دینے
لگی۔ اس سے ظاہر ہے کہ خدا کی درگاہ بے نیاز ہے اوسکو دانش مند اور بیوقوف کی پروا نہیں جس طرف وہ اپنا دریائے
عنایت جوش زن ہوا دم کے دم میں سلطان ہفت اقلیم بنا دیا اور جب چاہا آناً فاناً میں ملیا میٹ کر کے مٹا دیا

سبحان اللہ و تعز من تشاء و تذل من تشاء۔

بعد وفات نواب منیر الملک بہادر کے یہ بڑا تام جو کانٹا لگا تھا وہ بھی دور ہو گیا اور راجہ صاحب خاص الخاص وزیر اعظم
ریاست مقرر ہوئے اور راجایان راجہ بہادر کے خطاب سے بھی سرفراز ہوئے۔ اب کیا تھا کھل کھیلے جو چاہا وہ کیا سارے
مسرتوں کی لگالئے [illegible] تو ابتدائے عمر ہی سے جود و سخا کے [illegible] مولف گلزار آصفیہ لکھتا ہے کہ راجہ چندو لال کو چھپا راجہ
نانک رام ایام طفلی میں انکو اور انکے بھائی گوبند بخش بہادر کو اپنے فرزند راجہ [illegible] رائے کو ایک ایک روپیہ
روز جیب خرچ دیا کرتے تھے وہ دونوں تو اوسکو بیجا صرف کر ڈالتے تھے مگر راجہ چندو لال اوس روپیہ کو خیرات
کیا کرتے تھے جب بچپن میں انکی یہ وزیران کی نیت فقط خیرات پر مبنی تھی تو اب اس بڑائی و دولت
کے عالم میں کیا ٹھکانا تھا خوب ہی خوب لٹایا اپنی قومی بھائیوں کے ساتھ جو سلوک کئے جو آیا راجہ بن گیا جس کو

دیا مالا مال کر دیا ہزارون لاکھون روپیہ لوگون کے روزینہ اور سالیانے بندھ گئے صدہا معبدون کی مرمت ہوگئی۔ لاکھون فقرا دولت مند ہو گئے ہزار دان مفلس امیر ہو گئے تھی کہ تمام ہند مین ان کی سخاوت کا ایسا چرچا پھیلا کہ یہہ حیدرآباد دکن چندولال کا مشہور ہو گیا۔ چونکہ مالی انتظام کی حالت اوس زمانہ مین بہت بدترین تھی اور داد و دہش کی یہہ حالت تھی آخر کار اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ خزانہ مین روپیہ باوا دام نرہا ملک کا عظیم حصہ فوجون کی تنخواہ مین اور منصبدارونکی جاگیرات مین تقسیم ہو گیا اسکے لئے آمدنی حد درجہ سے گھٹ گئی۔ سلطنت کے انتظام مین سخت ابتری نمودار ہوئی۔ اخراجات بیحد بڑھ گئے۔ یہہ زمانہ نواب ناصرالدولہ بہادر کا تھا ہمیشہ ہزارہا جاگیردار بنائے جاتے تھے حالانکہ اوس زمانہ مین کوئی کارگذاری کی ضرورت نرہی تھی۔ نہ فوجون کی کچھہ بھی حاجت تھی ہندوستان مین انگریزی عملداری استقلال استحکام سے ساتھ قایم ہو رہی تھی۔ تاہم ہر طرحکے فقیر و فقرا جاگیرین لئے رہتے تھے جب راجہ صاحب سلطنت کی یہہ بدتر حالت بناچکے اور انتظامی حالت خوفناک ہوگئی ملک مین ہر روز فتنہ و فساد برپا ہونے لگے خاص حیدرآباد مین بیکار فوجون نے جنگ و جدل شروع کی اور فوجی لوگ قابو سے نکل گئے تب سخت مجبور ہو کر مہاراجہ چندولال نے عہدہ دیوانی سے استعفا دیدیا اور اپنے گہر مین بیٹھہ رہے۔ نیا دیوان کیا کر سکتا تھا اور بگڑی حالت کو کیا سنبھال سکتا تھا آخر کار صوبہ برار انگریزونکے قبضہ مین چلا گیا اور بعد استعفا دینے کے بھی دس بارہ برس زندگی باقی رہی خراب حالت رہی۔ آخر کار یہہ نامی گرامی سخی مختار دانا راجہ ۱۲۶۱ھ مین انتقال کر گئے اور اپنا نام نیک صفحہ روزگار پر چہوڑ گئے۔

اوس کے بنا ہوئے عمارات کی بھی کچھہ شمار نہین ہے چنانچہ راج باغ بارہ دری پچیس لاکھہ روپیہ کی لاگت سے تعمیر ہوا سوائے اسکے دیوانخانہ۔ قایم محل۔ نحل سرا۔ حجت محل۔ آئینہ خانہ چینی تا۔ تصویر خانہ بارہ دری خانہ باغ مع آئینہ خانہ و چینی خانہ و عمارت کوہ مولا علی و نقار خانہ درگاہ مصلی جو قریب پچاس لاکھہ روپیہ مین تعمیر ہوئے تھے بہادر کے تحت رہے ہین۔ سومی ندی کے پل کی مرمت بھی اوہنون نے کرائی تھی۔

اخلاق و عادات

نہایت تیز فکر روشن دماغ۔ جوڑ توڑ لگانے مین پختہ کار کیونکہ ارسطو جاہ کا دربار دیکھے ہوئے تھے۔ بیمثال سخی بیعدیل داد و دہش کرنیوالے بنظیر کشادہ دست تھے۔ فارسی مین بہت اچھی لیاقت رکھتے تھے شاعر بھی تھے۔ چنانچہ دو دیوان بھی ہین ایک اردو دوسرا فارسی مین مشہور و معروف ہین کلام بھی اچھا ہے بلکہ بہت اچھا ہے۔ شاعرون کے قدردان

تھی جہان تک ممکن ہوا دور دور سے دہلی اور لکھنؤ کی شعرا بلا کر جمع کیئے۔ فوجی لیاقت کا حال کہین معلوم نہوا کہ کیسی تھی تاہم ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ انگریزون سے بات چیت کرتے ہین خوب بہادر تھے۔

دو فرزندان نامی مہاراجہ بہادر کے اولاد مین تھے اولاً راجہ بالا پرشاد راجہ دہیراج بہادر جنکو نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کی حضور سے راجہ کا خطاب ملگیا تھا اور عہد محاسبی پر مامور تھے نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل کے عہد مین راجہ دہیراج بہادر کا خطاب ملا اور منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت و نشان و عماری فیل و پالکی جہالردار و جاگیر لکھ روپیہ سے سرفراز ہوا آخرکار ۱۲۶۸ھ مین دنیا سے کوچ کر گئے۔

دوسرے فرزند راجہ دہیراج بہادر جنکا اصلی نام نانک بخش تھا نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد مین انکو راجہ بہادر کا خطاب ملا اور منصب چہار ہزاری دو ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت و نشان و پالکی جہالردار سے بھی مشرف ہو تھے ۱۲۸۲ھ مین انتقال کیا راجہ دہیراج بہادر کے فرزند راجہ نرندر بہادر تھے جنہون نے بعد وفات نواب مختار الملک بہادر سالار جنگ اول کے کچھ روزون تا تقرر نواب عماد السلطنۃ عہدہ وزارت کو انجام دیا تھا انہون نے ۱۳۰۲ھ مین وفات پائی۔

راجہ گوبند بخش بہادر مہاراجہ چندولال کے چھوٹے بھائی تھے۔ بعد روانگی راجہ چندولال کے جو ملک مفتوحہ تعلقداری پر بھیجے گئے تھے یہی راجہ گوبند بخش بہادر انکی بجای نیابتاً خدمت کروڑگیری بلدہ پر سرفراز ہو بعد ازان انکو ارسطو جاہ اعظم الامرا بہادر نے بجائے راجہ مہیت رام کے دو صوبون برار و پایان گھاٹ و بالا گھاٹ کے صوبہ بنیاد اور نگ آباد پر مقرر کیا جو کہ بنڈارون کا فتنہ و فساد فرو کرنیکے لئے پچیس ہزار سوار و پیدل و توپخانہ آتشبازی دیا گیا تھا حضور پر نور نے راجہ گوبند بخش بہادر کو منصب شش ہزاری چہار ہزار سوار و نوبت و علم و نقارہ و نشان فیل و پالکی جہالردار و جاگیر سیر حاصل لکھ روپیہ سے سرفراز فرمایا۔ ۵ رمضان ۱۲۵۰ھ کو انتقال کر گئے انکی اولاد مین دو فرزند تھے راجہ رام بخش بہادر۔ راجہ گوبند بخش بہادر بعد انتقال اپنے والد بزرگوار کے نواب ناصر الدولہ بہادر کے حضور مین بار یاب ہوئے اور دونون بھائیون کو مناصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و نوبت و نقارہ و علم و نشان و فیل و پالکی جہالردار سے سرفرازی بخشی گئی اور جاگیر سیر حاصل لکھو کہا روپیہ مثل انبڑ وغیرہ و خاص الخاص محالات مہنا باد بھی عطا ہوئی۔

جب مہاراجہ بہادر راجہ چندولال نے دیوانی سے استعفا دیا تو نواب شمس الامرا بہادر کے گھرانہ مین آٹھہ وزیر دیوانی ہی

بعد اعظم علیخان بہادر بھی آٹھہ ہی روز دیوان رہے لیکن وہان بھی نہ ٹہر سکے تب راجہ رام بخش بہادر کو خلعت وزارت
سے عزت ملی اور کچھہ مدت ایکسال سے کم وبیش اس کام کو راجہ رام بخش بہادر نے چلایا لیکن ان سے بھی قابل رضامندی
حضور پرنور سرانجام وزارت نہوا تب نواب سراج الملک بہادر کو پیشوائی عطا ہوئی جنہون نے دس بارہ سال اسکو نبہایا
مہاراجہ چندولال بہادر کے نسبتی بہائی راجہ سکھہ لال بہادر تھے ہمیشہ مہاراجہ بہادر کے پاس رہے۔
شہر اورنگ آباد کی خلایق کا کام ان کے ذریعہ سے بہت کچھہ نکلی وہ لوگ انکو دعاء خیر سے یاد کرتے رہینگے۔ راجہ چندولال
کے بعد راجہ رام بخش بہادر کی رفاقت مین رہے اور اسی حالت مین دنیا سے چل بسے۔

راجہ بالکشن بہادر مہاراجہ چندولال کے چچازاد بہائی تھے اول نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے رسالہ قدیم مین بانکہ
ملازم تھے بعدہ منتظمی کروڑگیری بلدہ پر سرفراز ہوئے اور حضور مغفرت منزل کی بارگاہ سے بخطاب راجگی ومنصب
چہار ہزاری دو ہزار سوار ونقارہ وعلم ونشان وپالکی جہالردار سے سرفرازی پائی۔

یہہ راجہ بالکشن بہادر سیر وتماشا کے بہت مشتاق تھے اسلئے ہر ہر میلے ٹھیلے مین جایا کرتے تھے ایکروز چار روہیلون نے
ان سے نالایقی کی۔ اور انکو زخمی کردیا دو روہیلہ مارے گئے اور دو فرار ہوگئے مگر راجہ بالکشن خوش قسمتی سے
اچہے ہوگئے آخرکار بتاریخ غرہ صفر المظفر ١٢٦٩ھ راہرو راہ فنا ہوے۔ یہہ بالکل ہمشبیہ مہاراجہ بہادر راجہ
چندولال تھے اسلئے لوگ دور سے راجہ چندولال ہی سمجہتے تھے انکے دو فرزند تھے۔

راجہ تلجا پرشاد بہادر۔ راجہ کالکا پرشاد بہادر دونون بہائی بعد وفات والد عالی قدر منصب
چہار ہزاری دو ہزار سوار وخطاب راجگی سے سرفراز ہوئے اور خدمت کروڑگیری بھی مل گئی۔ دونون
بزرگوار شان وشوکت آراستگی فوج پر جان ودل سے فدا تھے ان کی سواری بڑی تزک ونشان سے نکلتی تھی
بڑی بہاری جاگیر رکھتے تھے۔

راجہ نانک رام خلف الرشید رای سجن لال بھی مہاراجہ چندولال سے قرابت قریبہ رکھتے تھے۔ جب رای
سجن لال انتقال کرگئے تب راجہ نانک رام تعلقداری میدک پر سرفراز ہوئے بہت روز تک یہہ خدمت ادا کی
آخر سوء المزاجی ارکان دولت کے سبب ملازمت سے کنارہ کش ہوگئے اور اسی حالت مین ١٢٩٠ھ مین دنیا سے کوچ کیا
اونکے دو فرزند تھے اول راجہ بالا پرشاد جو مدت تک کسی خدمت پر سرفراز نہوسے۔

دوسرے راجہ کلیان چند بہادر انکی شادی راجہ بالکشن پرشاد بہادر کی دختر سے ہوئی تھی بعد اس شادی کے خطاب راجگی
و منصب مناسب و جواہر سے سرفرازی پائے - یہہ بھی ایک بڑی خدمت پر مامور رہے ہو مگر لوگون نے چین لینے دیا آخر کار باپ کیطرح خدمت
سے کنارہ کش ہوکر معاش ذات و قناعت کی اور اپنی جاگیر سے ہی پرورش خاندان کرتے رہے اور دنیا سے چل بسے -

راجہ بالمکند درس بہادر بھی اقربا قریبہ مہاراجہ چندو لال سے تھے اوائل زمانہ مرشد زادگی نواب ناصر الدولہ بہادر مین مہاراجہ
چندو لال کیطرف سے نواب مغفور کے درمیان وکیل تھے - جب بعد رحلت نواب مغفرت منزل کے نواب ناصر الدولہ بہادر
سریر آرائے سلطنت ہوئے تب انکو خدمت پیشکاری و بخشیگری فوج عطا ہوئی اور خطاب و منصب مناسب سے بھی سرفرازی پائے
تمامی کاروبار محلات اندرونی و بیرونی اونہین کے ذریعہ سے عمل ہوتے تھے -

راجہ مکھن لال ابتدائے حال مین قرار دل خان عرف راجدار خان کے ہمراہی سواران سرکار مین متعلقہ پیشکاری مامور تھے پھر ۱۲۳۲ھ
مین پائیگاہ کے سرکاری گھوڑون کی غور و پرداخت و حاضری ان کے تفویض ہوئی پھر راجہ چندو لال نے انکو علاقہ
خاص حضور اک حضرت مغفرت منزل کی پیش سائی پر مامور کیا اور بعد اوسکے حضور پر نور اور راجہ چندو لال کے درمیان
وکیل مقرر رہے - اور نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد مین بھی بدستور خدمت بحال رہے بلکہ خطاب راجگی و منصب مناسب بھی
سرفراز ہوے اور بعد چند دنیا فانی سے رہگرائے عدم ہوے -

راجہ بشن سنگھ راجہ نانک رام کے چھوٹے حقیقی بھائی اول راجہ مہیپت رام کی رفاقت مین رہے بعد پھر بھی کار راجہ
مذکور کے راجہ گوبند بخش بہادر کے ساتھہ فوج کی ہمراہ اورنگ آباد گئے اور پھر وہان سے واپس آئے بعد انتقال راجہ گوبند
بخش بہادر کے حضوری مین سرفرازی ہوئی اور تعلقہ باڑہ وغیرہ عطا ہوا اور عزت سے زندگی تمام کی -

راجہ سکھہ لال بھی برادر علاتی راجہ نانک رام کے تھے سرکاری ملازم رہے جاگیرات سرکار کے انتظام پر مقرر رہے تھے
انکے بھائی رائے سکھا رام بھی بڑے عاقل اور فرزانہ روزگار تھے -

رائے لچھمن داس - کارپردازی ڈیوڑھی مبارک پر سرفراز تھے ۱۲۵۸ھ مین تپ محرقہ انتقال کرگئے اونکے
فرزند خدمت موروثی پر سرفراز تھے -

راجہ راؤ رنبھا جیونت بہادر نبالکر اور ان کے خاندان کا حال

راجہ راؤ رنبھا کے بزرگ ہمیشہ سے منصبداران سلطانی مین معزز تھے - جب حضرت مغفرت مآب نواب آصفجاہ بہادر دہ

تسخیر ملکات دکن دہلی سے دکن کو روانہ ہوے تب راجہ راؤ رنبہا کے والد سلطانجی بنالکر کو جنکے پاس دس ہزار
جرار سپاہ تھی تین لاکھ روپیہ کی جاگیر اور منصب ہفت ہزاری پر سرفراز کرکے ساتھ لائے تھے آصفجاہ بہادر ان سلطانجی
بنالکر کی اسقدر تعظیم کرتے تھے کہ جب وہ دربار مین آتے تو نواب مغفرتمآب سروقد کھڑے ہو جاتے تھے اور جلد بیٹھنے کا حکم دیتے تھے
انکے انتقال کے بعد انکے فرزند راجا راؤ رنبہا کو حضرت نواب غفرانمآب میر نظام علیخان بہادر نے جسونت بہادر
خطاب عطا فرمایا اور منصب ہفت ہزاری چہار ہزار سوار و جاگیر موروثی پر سرفراز کیا حضرت مغفرت منزل نواب
سکندر جاہ بہادر کے عہد مین جب میر عالم بہادر مدار المہام تھے تب بہ انفصال معاملات جاگیر کیلئے چند محال کرولا وغیرہ کو جاگیر سے
حیدرآباد مین چلے آئے سنہ ۱۲۳۰ مین راجہ راؤ رنبہا جسونت بہادر حضور پرنور کے محل قدیم مین آکر رہنے لگے اور درستی
امورات خود کے طالب ہوئے حضور پرنور نے نواب منیر الملک بہادر اور راجہ چندولال کو سخت تاکید کی کہ انکے
معاملات کا جلد تصفیہ کردین اور حضور پرنور ایکسو پیدہ زر خاص انکی ہوسی کے لئے بھیجا کرتے تھے نواب ناصر الدولہ بہادر
کے عہد مین انکی جاگیر کے چند دیہات کرولا وغیرہ انگریزونکو دئے گئے تھے حضور پرنور نے انکو بالعوض محال ہوم عطا فرمایا
ایکسو چار برس کی عمر مین لقوہ و فالج عارض حال ہوا تاہم کئی سال وہ زندہ رہے اور بعدہ وفات پائی۔
راجہ کہانڈے راؤ رجن بہادر انکے فرزند تھے بعد وفات اپنے باپ کے جاگیر موروثی پر سرفراز ہوے حسب منصب و
جان نثاری سرکار تھے انکے فرزند نکی عزت افزائی ہوئی اور جاگیرات قدیم اس خاندان مین ابتک موجود ہین۔

راجہ ساگرمل بہادر اور اونکے خاندان کا حال

جب بعد تحریک نادر شاہی حضور پرنور نواب آصفجاہ بہادر دہلی سے روانہ دکن ہوے تب راجا ساگرمل کو دار الخلافہ شاہجہان آباد
سے اپنے ہمراہ لائے تھے اور دفتر مال کی دیوانی اونکے سپرد کی تھی۔ چنانچہ نواب آصفجاہ بہادر کے ارتحال کے بعد نواب ناصر
جنگ شہید و نواب صلابت جنگ بہادر کے عہد مین راجہ ساگرمل مع اپنے دونو فرزندان راجہ بھوانیداس دہرم ونت
بہادر اور راجہ درگاداس دیاونت بہادر امور کاروبار دفتر مال رہے۔ بعدان نوابان زمانونکے جب حضور
پرنور نواب میر نظام علیخان بہادر سریر آرا دولت ہوے تب بھی راجہ ساگرمل راجہ بھوانیداس دہرم ونت
بہادر راجہ درگاداس دیاونت بہادر اور پوتے راجہ کیول کشن بہادر جو فرزند بھوانیداس
دہرم ونت کے تھے اوسی عہدہ مال پر سربلند رہے۔ نواب مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر کے عہد دولت مین راجہ

کیول کشن نے بسبب عوارض جسمانی اپنے چچازاد بھائی راجہ خوشحال چند فرزند راجہ دیاونت بہادر کو حضور پر نور عرض
کرکر اپنی جگہ مامور کرادیا اور خود کنارہ کشی اختیار کی۔ بعد انتقال راجہ کیول کشن کے بھی راجہ خوشحال چند اس خدمت پر
مامور رہے اور اسی حالت مین دنیا سے سفر کر گئے۔ تب اونکے فرزند راجہ اجاگر چند رای بہادر نواب غفران منزل حضور
ناصر الدولہ بہادر کے عہد مبارک مین موروثی خدمت پر مامور ہوئے۔
انہون نے اپنے بھائیون اور فرزندون کی بیاہ شادی مین لاکہہا روپے لٹاکر دنیا مین نام پیدا کیا یہ راجہ بہت نامی
صاحب منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار و علم و نقارہ و نوبت و نشان و خطاب عمدہ و جاگیرات سے حاصل سے مشرف و ممتاز ہوئے تھے
راجہ اجاگر چند رای بہادر کے تین بیٹے تھے۔ ایک راجہ رام پرشاد لالہ بہادر دوسرے راجہ موتی پرشاد
کیرت بہادر تیسرے راجہ انجن پرشاد پرتاب بہادر یہ تینون صاحب بہی لیاقتمند اور اچھے امیر تھے
ہمیشہ اپنے بھائیون کے کام محولہ مین ممد و معاون رہے راجہ اجاگر چند رای بہادر کے فرزندان نامی بھی لیاقت و فطانت
مین شہرہ آفاق ہوئے چنانچہ راجہ کرن بہادر اور راجہ اندرجیت بہادر اور راجہ اندرمل بہادر کو
حیدرآباد کی خلقت خوب جانتی ہے راجہ رام پرشاد لالہ بہادر کے فرزندون مین سے راجہ دہنراج بہادر
اور راجہ بہومراج بہادر بھی یکتائے روزگار تھے اونکا نام نیک بھی صفحہ ہستی پر یادگار رہیگا۔

راجہ روشن رای بہادر اور اون کے خاندان کا حال

راجہ روشن رای بہادر کے والد بزرگوار شاہ عالم بادشاہ غازی کے عہد مین خدمات سلطانی پر مامور رہے جب اونکا انتقال
ہو گیا تو اپنے یادگار دو فرزندان نامی چھوڑے اول لالہ بینی بہادر تھے وہ دارالخلافہ شاہجہان آباد مین رہے
لیکن راجہ روشن رای عازم دکن ہوئے اور اعظم الامرا بہادر کی عہد دیوانی مین بسفارش راجہ بیٹہولال و راجہ
سوبہ چند و راجہ بہارامل و راجہ نیونت وغیرہ وغیرہ کے بعہدہ بیشکاری و سررشتہ داری سپاہ ملازم سرکار
ہوئے بعد مدت اس عزت کے ساتھہ وفات پائے۔ ان کے مرنیکے بعد ان کے فرزند راجہ شیو پرشاد بہادر موروثی خدمت
پر سرفراز ہوئے حتی کہ نواب میر عالم بہادر اور نواب منیر الملک بہادر اور راجہ چندو لال بہادر کے عہد مدار المہامی
مین بھی اسی خدمت پر سرفراز ہوئے اور خطاب و منصب چہار ہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و نشان سے بھی سربلندی پائے
نواب غفرت منزل سکندر جاہ بہادر کے عہد دولت مین انکو ملک عربی کی طرف نا اور والی پونا کی سرکشی اور فتنہ

وفساد فرو کرنیکیلئے بھیجا گیا وہان کارہائے نمایان کئے اور وہ ہنگامہ بردازی باجیراؤ کی سرکردگی خبر کا انتقال کر گئے اونکے فرزند ارجمند راجہ شنبو پرشاد بہادر تھے بعد وفات اپنے باپ کے عہدہ موروثی پر سرفراز ہوا اور نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد سلطنت مین خطاب راجگی و منصب سے عزت پایا اور خدمت معتمدی خزانہ عامرہ سرکار عالی خدمت موروثی کی عطا ہوئی اور بہت بڑی جاگیر بھی ملی جو ابتک اون کے خاندان مین چلی آتی ہے۔

راجہ منون لال بہادر اور اون کے خاندان کا حال

راجہ منولال در اصل فرزند جانشین راجہ بھوانی پرشاد کے تھے راجہ بھوانی پرشاد کی بزرگ حضرت غفرانمآب کے عہد مین خدمت پیشکاری خانسامانی حضوری پر سرفراز تھے۔

ان راجہ بھوانی پرشاد کے واسطہ جو بڑے بڑے کام کا ہائے نمایان او پنڈت پردھان ماد ہو راؤ والی پونا سے سرکار عالی سے حل ہوا اونکی تحریر کے لئے ایک علیحدہ دفتر تھا۔ نواب غفرانمآب کو ان راجہ صاحب پر کامل اعتبار تھا۔ محلات کے تمام معاملات انہین کے واسطے سے تصفیہ پاتے تھے۔ راجہ بھوانی پرشاد عامل بھی تھے اور فقرا سے بہت محبت رکھتے تھے چنانچہ جب نواب مغفرت منزل مرض استسقا مین مبتلا ہوا اور پیرون پر ورم آگیا تب راجہ بھوانی پرشاد نے ایک عامل کے رونے حضور کے پیر کا ورم اپنے پیرون پر چڑھا لیا حضور پرنور کو صحت ہوگئی دوسرے روز نواب مغفرت نے انکو بلا کر انکے پیر کا ورم ملاحظہ فرمایا اور انکی عاملی سے بہت راضی و خوشنود ہو۔

بعد رحلت راجہ بھوانی پرشاد کے راجہ منون لال اونکی عہدہ پر سرفراز ہوا اور نواب بہادر کے عہد مین راجہ منون لال کو جاگیر بھی مل گئی۔ انکی بھائی راجہ منولال بھی بڑے نیک کردار اور برگزیدہ آفاق شخص تھے۔

راجہ نیونت بہادر اور اون کے خاندان کا حال

راجہ نیونت بہادر کا اصلی نام ٹھر یاجی نایک تھا۔ ہمیشہ پیشگاہ خانگی اعظم الامرا ارسطو جاہ بہادر سے تعلق رکھتے تھے انکی فرزند راجہ گوبند نرائن بہادر بعد انتقال اپنے باپ کے حضرت نواب سکندر جاہ بہادر کے عہد مین بمنصب موروثی و خطاب راجگی و جاگیر سے عامل معزز و ممتاز ہوا اور نوبت و گھڑیال بھی سرفرازی سے پایا انکی فرزند ان نامی بھی یادگار زمانہ ہے۔

رائے رگھوراام اور اون کے خاندان کا حال

جب رائے رگھورام بوجہ پیرانہ سالی انجام دہی کار سرکاری سے مجبور ہوئے تب انہون نے اپنے دونون فرزند دن راجہ

دلسکھہ رام اور راجہ رگھناتھہ رام کو اپنی عہد سرشتہ داری تیکاری منصبداران پر بائو کرا دیا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی۔ یہ راجا دلسکھہ رام کو مسکین شاہ فقیر سے بڑی اسنے عقیدت تھی چنانچہ اونکے لئے مسجد و باغ بنوایا اور جب ان شاہ صاحب کا وصال ہوا تو اوسی باغ میں مدفون کیا۔

راجہ رگھناتھہ رام نے بھی سرکاری ملازمت حاصل کی اور عزت سے زندگی تمام کرکے دار البقا کا راستہ لیا۔

راجہ چیتر بھوجداس اور اون کے خاندان کا حال

راجہ چیتر بھوجداس مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کے دیوان و مختار کار تھے۔ جب مرشد زادہ مذکور نے خروج کرکے بغاوت اختیار کی تب یہہ مال کار دیکھہ کر علٰحدہ ہوا اور اونکا ساتھہ نہ دیا اسی باعث مورد الطاف نواب غفرانمآب ہوئے اور بعد چندے انتقال کر گئے۔

اونکے فرزند راجہ جی شنکر داس شمس الامرا بہادر کے یہاں خدمت دیوانی پر مامور ہوئے بعدہٗ عہدہ کرور گیری بلدہ پر سرفراز ہوئے لیکن سو مزاجی کی بابت انکو خدمت دیوانی علاقہ بانگاہ پر جانا پڑا لیکن پھر چند روز بعد کرورگیری انکو ملگئی۔ مرشد زادہ مبارز الدولہ بہادر اور راجہ چندو لال کے جھگڑے کے درمیان شکوہ جنگ کے قتل کا الزام مخالفین نے انکے ذمہ لگایا پس راجہ جی شنکر داس کو مرشد زادہ مذکور نے قتل کرا ڈالا۔ حضرت مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر کو سخت رنج ہوا اور انکے فرزند راجا مکٹ رام کو کہ ابھی صغیر سن تھے خدمت موروثی کرورگیری پر سرفراز فرمایا جب یہہ جوان ہوئے تب کرورگیری راجہ بالکشن کو دیدی گئی اور مکٹ رام نواب شمس الامرا امیر کبیر بہادر کے یہاں عہدہ دیوانی پر سرفراز ہوئے۔

راجہ شنکر داس کے بھتیجے بھائی راجہ بنسی دہر تھے اور اونکے فرزند راجہ مرلی دہر بھی بخشیگری منصبداران کا سر پر سرفراز تھے۔

راجہ جی رام راؤ رائے رایان بہادر اور اون کے خاندان کا حال

رائے رایان بہادر نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر کے عہد میں فرصوبہ جات سرکاری پر مامور ہوگئے اونکے فرزند راجہ شیام راج بہادر اپنے باپ کی خدمت موروثی کے علاوہ عہدہ بخشیگری دیوانی پر بھی سرفراز ہوئے اور جب نواب اعظم الامرا بہادر پونا چلے گئے تو یہی راجہ شیام راج بہ بندوبستی

حضور پرنور کا رود یوانی کو سرانجام کرتے ہے لیکن جب اعظم الامرا بہادر یونا آگئے تب راجہ شیام راج اپنی وہیات جاگیر میں جا رہے اور وہین انتقال کیا اونکے بعد راجہ چندا راجہ بہادر دیانت و نیت سعی و تدبیر رائے ترمک پنڈت اپنے باپ کی عہدہ موروثی پر سرفراز ہوئے لیکن عین جوانی میں انتقال کر گئے۔ رائے ترمک پنڈت نے بہر اس خاندان کی نمک حلالی کر کے راجہ جیرام راو بہادر کو حضور پرنور سے خلعت و جواہر و خدمت موروثی پر سرفراز کرایا آخر کا یہہ ترمک پنڈت مرگیا اور اپنی فرزند رائے سوناجی پنڈت کو وصیت کر گیا کہ اس خاندان کی خیر خواہی و نمک حلالی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا۔ راجہ جیرام راو بہادر خطاب و منصب و مناسب علم و نقارہ و نوبت و نشان و فیل عماری و پالکی جہالر دار رکہتے ہے۔

نواب ظفر الدولہ مبارز الملک بہادر

نواب مستطاب میر نظام علیخان بہادر نے انکو خطاب مبارز الملک بہادر سے سرفراز کر کے حراست قلعہ نرمل و جگتیال سپرد کی تہی۔ یہہ ظفر الدولہ چند بار رگہنات راو مرہٹہ کی سرکوبی کے لئے بہیجے گئے تہے آخر کا یہہ قلعہ نرمل میں بیٹہہ رہے اور امورات سلطنت سے تعلق چہوڑ دیا نہیں معلوم کیا سبب تہا اور وہین ۱۲۱۶ سنہ ہجری میں وفات پائے اونکے فرزند **ظفر الدولہ احتشام جنگ** نے قلعہ کو مضبوط کر کے حضور پرنور سے سرکشی شروع کی مگر اوسکا انتظام کیا گیا اور ڈہا دیا گیا محصور ہوا اور نظامت صوبہ برار پر منتقل کیا گیا۔ بعد اوسکے قتل کے اوسکا فرزند یوسف مرزا **ظفر الدولہ** مع اہل و عیال قلعہ گلبرگہ میں مقید کیا گیا لیکن میر عالم بہادر کے عہد مدار المہامی میں رہائی پا کر حاضر دربار ہوا اور منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ و رسالہ چہار صد جوانان شیر بچہ و الہ و ضرب ہا توپ و جاگیر پنجہزار روپیہ ذات و دو رسالہ قدیم موروثی سے سربلند ہوا اوسکے بہائی بہی خطاب و منصب سے سرفراز ہوئے۔

ایک بخطاب **احتشام جنگ** سرفراز ہوا گویا ظفر الدولہ کلان کا نام پہر زندہ ہوا۔ دوسرا **ظفر یار جنگ** جو زمرہ حاضر باشان دیوانی میں راجہ چندو لال کی خدمت میں حاضر رہتا تہا۔ تیسرا **ثابت جنگ**۔

آخر کا یوسف مرزا ظفر الدولہ قید سے نکلکر اس رتبہ پر پہونچا مگر اوسکا مزہ نہ اوٹہا پایا کہ یکا یک عین عالم جوانی میں مرگیا اور اوسکے چند ہی روز بعد اوسکا بہائی احتشام جنگ بہی رہگرائے عدم ہوا۔

اب انکی اولاد میں سے ایک شخص باقی ہے جو چالیس روپیہ مہینہ پاتا ہے افسوس ہزار افسوس

نواب نور الامرا بہادر اور اون کے خاندان کا حال

انکا اصلی نام نور خان تھا قوم مرل سے تھے اور نواب وزیر آصف الدولہ بہادر والی اودہ کی سرکار مین بسر کردگی پانصد جوانان سواران رسالہ خاص ملازم تھے - چونکہ نواب اعظم الامرا بہادر ارسطو جاہ بہادر سے قرابت جدی رکھتے تھے پس اسی غرض سے ارسطو جاہ نے دو لاکہہ روپیہ خرچ راہ بھیجکر لکھنؤ سے بلایا - اور حضور نواب غفرانمآب سے تین لاکہہ روپیہ کی جاگیر دلواکر خطاب نور الامرا بہادر ممتاز کرایا اور سات ہزار فوج رکھنے کے لئے اجازت ہوئی نواب سکندر جاہ بہادر کے زمانہ مین زندہ رہے اور پھر وفات پائے بڑے جری اور بہادر سپاہی قوی ہیکل جوان تھے - اونکے فرزند علی یار خان بھی جمعیت سواران و منصب و خطاب سے سرفراز ہوے اب اس خاندان کا کچھہ حال معلوم نہین

سید عاقل خان بہادر لب چاک اور اونکے خاندان کا حال

یہہ قبیلہ اسوجہہ سے لب چاک مشہور ہوے کہ یہہ سادات بارہ سے تھے وہان کے سیدونکا معمول ہے کہ جب اونکو غصہ آتا تھا تو اپنا ہونٹ کاٹتے تھے چونکہ سید عاقل خان بھی اسی خاندان سے تھے لہذا حسب معمول ہونٹ کاٹا کرتے تھے جس سے اونکا ہونٹ ہمیشہ زخمی رہتا تھا پس اسی وجہہ سے لب چاک مشہور ہوگئے - سید عاقل خان بہادر فرخ سیر بادشاہ ہندوستان کے ملازم تھے جب اس بادشاہ کا آخر وقت پہونچا تب یہہ سید عاقل خان بہادر رفاقت نواب مغفرتمآب آصفجاہ بہادر کے اونکے ہمراہ دہلی سے وارد دکن ہوے اور سات سو سوارونکی سرداری مین عمر بسر کی اور آخر کار دنیا سے انتقال کرگئے انکے انتقال کے بعد انکے فرزند میر امام علی کو حضرت نواب غفرانمآب نے برہان الدولہ بہرام جنگ خطاب و منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و جاگیر سیر حاصل پرگنہ کاون برار اور صوبہ داری ایلچپور سے سرفرازی بخشی وہ مدت تک اس عہدہ پر رہے - جس زمانہ مین بعد وفات نواب مبارز الملک انکے فرزند میرزا احتشام جنگ نے بغاوت اختیار کی جو انہین برہان الدولہ بہرام جنگ کا نواسہ تھا اور پھر اوسکو صوبہ داری ایلچپور عطا ہوئی تب برہان الدولہ بہرام جنگ کو قلعہ داری ارنل تفویض ہوئی مدت تک یہ کام بھی چلایا لیکن حضور پرنور سفر ناگل مین اس خدمت سے بھی معزول کرکے داروغائی ہرکارگان پر مامور فرمایا اسی خدمت مین ۱۲۰۹ھ مین مرگئے -

انکے وفات کے بعد انکے فرزند میر زین العابدین کو منصب ہفت ہزاری سہ ہزار سوار و پالکی جھالردار و علم و نقارہ و نوبت و جاگیر و خطاب ملکی بہرام الملک بہرام الدولہ سطوت جنگ سے سرفرازی ملی اور نواب مغفرت منزل سکندر جاہ بہادر نے اپنی مصاحبت مین رکھا میر عالم بہادر کی دیوانی

کے زمانہ مین اور ایک لاکھہ روپیہ کی جاگیر ملی تھی بہرام الملک ہمیشہ تیر رایت سر خوان حضوری ہوا کرتے تھے آخر کار
سنہ ۱۲۳۲ھ مین بتاریخ ۲ جمادی الثانی جنت کو سدھارے ۔ پانچ فرزند جگر بند اپنی یادگار چھوڑ مرے
سب سے بڑے **میر غلام حسینخان بہرام جنگ بہادر** تھے کہ نہایت شوخ مزاج تھے ۔ سابق ان کو آٹھہ ہزار روپیہ کی
جاگیر اور دو ہزار روپیہ نقد کل دس ہزار کی آمدنی تھی اسمین کسی بھائی کا حصہ نتھا بعد وفات اپنے باپ کے پانچوان حصہ
جاگیر بیس ہزار روپیہ کا اور ملا سنہ ۱۲۳۳ھ مین وفات پائی لا اولد تھے اسلئے جاگیر ضبط سرکار ہوکر صرف ایک گانو انکی بی بی
کے نام جاری رہا ۔

دوسرے **سید عاقل خان بہادر** باپ کے وقت مین منتظم جاگیر تھے انہون نے بہت سے مفسدونکو قتل و قید کیا اور علاقہ مین
انتظام بٹھایا اور کسنا ریڈی ڈاکو کو اسیر کرکے قتل کیا ۔ مدت تک زندہ رہے بعدہ مع اہل و عیال حج بیت اللہ
کو گئے اور آخر وہان سے مراجعت کیوقت قصبہ انبا جوگائی مین وفات پائی یہ ضیاء رکن الدولہ مدار المہام کے چھوٹے بھائی
مستقیم الدولہ کے داماد تھے انکی لاش چار مہینہ کے بعد انبا جوگائی سے امیر نواز جنگ نے لاکر زیر کوہ مولا علی دفن کی یہ
امیر نواز الملک سید عاقل خان کے داماد تھے انکی وفات سنہ ۱۲۴۴ھ مین ہوئی ۔ انکے فرزند سطوت جنگ میر زین العابدین
خان تھے جو منصب و خطاب و جاگیر سے سرفراز ہوے ۔

تیسرے **سید عزتخان بہادر بہرام الدولہ** یہ منصب چہار ہزاری ہزار سوار و جاگیر تیس ہزار روپیہ و خطاب
بہرام الدولہ سے سرفراز ہوے یہ مطبوع الملک گاڑی سے گر پڑے تھے اور اس صدمہ سے انکی کمر ٹوٹ گئی تھی اسلئے حالت
جنون پیدا ہوگئی اور اسی حالت مین مر گئے جاگیر ضبط سرکار ہوگئی قلعہ شاہپور اور دو تین گانو انکے فرزندونکے نام پر بحال رہے

چوتھے **سید قنبر علیخان بہادر** بڑے رنگین مزاج لطیفہ گو فقیر دوست تھے سنہ ۱۲۳۴ھ مین وفات پائے ۔

پانچوین **سید محمد علیخان بہادر** یہ بھی جوان مر گئے ۔

ہائے افسوس کیسا بھرا گھر تھا جو آنا فانا مین برباد ہوگیا لکھتے ہین بہرام الملک عید وغیرہ مین جب کسی سے
ملنے جاتے تھے تو ایک دیوانخانہ انکی اولاد سے بھر جاتا تھا ۔ اللہ باقی رہیگا اور سب کا انجام فنا ہے ۔

جعفر یار جنگ بہادر کوکرہ اور اسد نواز جنگ بہادر کوکرہ اور انکے خاندان کے حالات

جس زمانہ مین رکن الدولہ مدار المہام تھے تو اونکے باورچیخانہ کے داروغہ ایک شخص **میر مہدی مشہدی** تھے

انکی زوجه بیوی بیگم اکثر محلات حضور میں حضرت بخشی بیگم صاحبہ اور حضرت بیوی صاحبہ کے پاس مہمان رہا کرتی تھین ایک زمانہ
مین بہوری بیگم کی لڑکی پیدا ہوئی بعد غسل جلیه یهه بہوری بیگم صاحبہ بغرض نذر محل مبارک مین تشریف لیگئین
اوسی عرصه مین مرشدزاده سکندر جاه بہادر تولد ہو چکے تھی اور صرف آٹھه روز کے تھی چونکه بہوری بیگم نجیب الطرفین
شریفزادی تھین اسلئے انہین کو شہزاده موصوف کو دوده پلانے پر مامور کیا ان بیوی بیگم کے تین فرزند اور دو
لڑکیان تھین مرشدزاده سکندر جاه بہادر کی دوده شریک لڑکی بچپن ہی مین مر گئے لیکن دوسری لڑکی آغا بیگم اور شائزه بیگم
کے والده ہوئین ۔ تین لڑکون مین سب سے بڑے **میر فضیل علی** جوان مر گئے
دوسرے **میر جعفر علی جعفر یار جنگ بہادر** کو که انہون نے ایک سرکاری گائن کو قتل کر ڈالا اور اس خوف سے
فرار کر کے پونا چلے گئے اور وہان بالو میان سردار کے پاس نوکر رہے آخرکار سکندر جاه بہادر کی سفارش سے حضور
پرنور نے قصور معاف کر دیا اور پہر حیدرآباد مین بلا لیا ۔ اور گہاسی میان کے ہمراہی مین فوج چار سو روپیه ماہانہ پر نوکر رہے
بعدازان حضرت نواب سکندر جاه بہادر کی عہد سلطنت مین بخطاب خانی و بہادری و جنگی و منصب مناسب و رساله سواران
ہمرکاب و علم و نقاره سے سربلند ہوا اور پہر علاقه سیدآباد تفویض ہوا راجه چندولال نے بھی ڈیڑه سو سواران
پایگاه اور دو سو جوانان پلٹن و روہیله و عرب وغیره جمله ساڑھے سات سو فوج کی سرداری عطا کی ۔
اور جاگیر بھی مل گئی اب کیا کہنا تھا دو طوائفین فرحت بخش اور وزیر بخش نامی بدرماہه پانسو روپیه
نوکر رہین وزیر بخش سے تین لڑکے بھی پیدا ہوا ایک صغر سن مر گیا دو باقی کے نام حضور پرنور نے پچاس پچاس
روپیه ماہانہ مقرر کر دیا آخرکار بتاریخ ۲ جمادی الثانی سنه ۱۲۳۳ھ انتقال کیا اور درگاه سید حسن
برہنه مین مدفون ہوے اپنی اولاد مین آٹھه فرزند جگربند چھوڑے ۔
سب سے بڑے **میر امیر علیخان** که دائره فیلخانه مقرر ہوا اور تیس ہزار روپیه کی جاگیر ملی افسوس که اکیس سال
کی عمر مین دفعتاً عارضه وبائی سے ربیع الاول سنه ۱۲۳۹ھ مین انتقال کر گئے ۔
دوسرے **میر باقر علیخان** جو صرف دو سو روپیه ماہوار پر حضور کی نوکر رہے اور انتقال کر گئے
باقی فرزندان نامی بھی ایسے ویسے عہدون پر سرکاری ملازم رہے اور دنیا کو چھوڑ کر عالم بقا کا راسته لیا ۔
میر مہدی مشہدی کے دوسرے فرزند **اسد نواز جنگ بہادر** کو رہے تھے انکا اصلی نام میر حسن علیخان تھا بعد رحلت

نواب غفران مآب کے نواب سکندر جاہ بہادر کے عہد میں دو سو روپیہ ماہانہ ذات و باون سوار مرفحاص و دو سو جوانان
پلٹن کل قریب تین سو آدمیوں کی سرداری اور جاگیر ہزار روپیہ سے سرفراز ہوئے یہہ حضرت ضریح نکالا کرتے تھے اور عشرہ
محرم میں بے انتہا دھوم دھام کیا کرتے تھے سنہ ۱۲۳۰ میں بروز عید الفطر وفات ہو گئے انکے فرزند میر جوہر علیخان
بہادر اسد نواز جنگ دوم بعد مدت پدر ضریح کو موقوف کر کے کچھ روشنی وغیرہ کیا کرتے تھے پیشگاہ حضور سے
بخطاب پدری جاگیر مشرف ہوئے۔

محمد طاہر خان بہادر شہامت جنگ کوکا اور اون کے خاندان کا حال

یہہ صاحب حضرت غفران مآب بانی اب میر نظام علیخان بہادر کو کہ تھے انکا ذکر خیر شہرہ آفاق ہے اور فرزند امیر الدولہ کلان
جواہر خانہ خاص کے داروغہ تھے بعد انتقال اعظم الامرا محمد عظیم خان خانساماں حضور پر نور خدمت جلیل القدر خانسامانی پر سرفراز
ہوئے مدت تک یہہ خدمت ادا کی بعدہ حضرت شاہ غلام علی صاحب فرزند حضرت شاہ موسی صاحب قادری
کے مرید ہو کر اس درجہ پر پہونچے کہ خلیفہ ہوا اور ترک لباس کر کے گوشہ نشینی اختیار کی اور اسی حالت میں گذر گئے اون کے فرزند
امیر الدولہ بہادر ثانی حضرت غفران منزل کے عہد میں باپ کے وقت میں خدمت جواہر خانہ و خانسامانی پر سرفراز
ہو گئے تھے پھر نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں بہ بحالی خدمات و جاگیرات قدیم و منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم
و نقارہ و نوبت و پالکی جہالر دار سے مشرف و ممتاز ہوئے انکا اصلی نام محمد بدر الدین خان بہادر تھا۔

محمد برہان علیخان بہادر سبقت یار جنگ کھٹالہ

کھٹالہ تو فقیر کا دیا ہوا نام ہے مگر اصل میں انکا سلسلہ نسب بادشاہی حرم تک پہونچتا ہے نواب غفران مآب کے عہد میں ایک سو سواران
پیادگان و تعلقات کلہار روپیہ سے سرفراز ہوئے تھے مگر حضور نواب ناصر الدولہ بہادر نے خطاب سبقت یار جنگ اور جاگیر داد بھی عطا فرمائی

معظم جنگ

اصلی نام انکا تراب بیگ خان ہے انکے والد کا نام احمد بیگ خان تھا اور انکے دادا لطیف بیگ خان لطیف الدولہ داروغہ شکار خانہ
حضور پر نور تھے۔ آخر زمانہ ناصر الدولہ بہادر میں تراب بیگ خان کو خطاب ملا اور موروثی خدمت بھی عطا ہوئی

مستعد یار جنگ بہادر

انکا اصلی نام میر احمد خان ہے امداد ان کے باپ کا نام میر عثمان خان تھا اعظم الامرا نے میر عثمان خان کو ادانی کے وطن قصبہ [illegible] سے بیجا

طلب کر پانسو سواروں کا سردار مقرر کرکے اورنگ آباد میں متعین کیا جب میر عثمان خان مرحوم نے انتقال کیا تب میر احمد خان اپنے چچا صالح محمد خان کے ساتھ حیدر آباد آئے یہاں سرکار خلافت سے انکو منصب ہزاری یکہزار سوار و علم و نقارہ و پالکی و فیل عطا جاگیر بھی ملی اور رسالہ سواران سے سرفراز ہوئے انکے دو فرزند میر عمر خان و میر خدا داد خان تھے ۔

منشی میر حیدر خان بہادر اعتصام الملک اور انکے خاندان کا حال

منشی میر حیدر خان بہادر اعتصام الملک کی خاندان میں بادشاہان تیموریہ کے وقت سے قلعداری قلعہ دولت آباد و خجستہ بنیاد اورنگ آباد کی چلی آتی تھی منشی میر حیدر خان اورنگ آباد سے حیدر آباد میں آکر نوکر ہوئے نواب تہور جنگ وکیل الدولہ بہادر مدار المہام بارگاہ حضور پرنور نواب میر نظام علیخان بہادر سے ہوئے حضور پرنور نے انکو خدمت منشی گیری پر مامور فرمایا اور اپنے مقربوں میں بنالیا اور اسقدر تقرب کو یہانتک عزت ہوئی کہ ہمراہ حضور پرنور ہوا اور خطاب و منصب پنجہزاری سہ ہزار سوار و علم و نقارہ پالکی جھالردار و جاگیر عمدہ سے حاصل بھی مشرف ہوا اور ایام خدمت منشی گیری حضور پرنور کو اسی برس کی عمر تک خود انجام دیا اور جب بوجہ پیرانہ سالی مجبور ہوئے تو اپنے فرزند کلاں رشید الدولہ بہادر کو خدمت دار الانشائی پر حضور پرنور سے مامور کرادیا اور خود بآرام تمام زندگی بسر کرنے لگے اور خدا کی عبادت کرتے رہے آخر کار ۱۲۳۵ھ میں وفات پائی ۔

انکے دوسرے فرزند وحید الدولہ بہادر تھے نواب غفران مآب نے انکو بخطاب دولائی و منصب مناسب سرفراز کیا تھا ناصر الدولہ بہادر کے آخر زمانہ میں وفات پائی انکے فرزند مکرم جنگ بہادر بھی منصب و خطاب سے سرفراز ہوا اور عزت کے ساتھ زندگی بسر کی ۔

منشی جنتمقام مرحوم کے تیسرے فرزند میر عباس علیخان بہادر اعتصام الملک تھے انکو ۱۲۳۲ھ میں نواب سکندر جاہ بہادر نے داروغگی دیوانخانہ عرض مکرر یعنی عہدہ عرض بیگی پر مامور فرمایا اور نواب ناصر الدولہ بہادر نے عہد قدیمہ پر بحال و باضابطہ منصب خطاب جنگی ممتاز جنگ و دولائی اعتصام الدولہ و ملکی اعتصام الملک با نوبت و علم و نقارہ و نشان و عماری و پالکی جھالردار و عطائے جواہر او جاگیر عمدہ حاصل کیا و رسالہ سواران سے معزز و ممتاز فرمایا بڑے انشا پرداز بہادر جری شخص تھے اللہ مغفرت کرے ۔

انکے فرزند ارجمند میر احمد علیخان بہادر محترم الدولہ محترم جنگ تھے انکو حضور پرنور سے منصب چہار ہزاری دو ہزار سوار و خطاب جنگی و دولائی عطا ہوا تھا ہیبت جنگ بہادر بھی اعتصام الملک عرض بیگی کے نائب رہے

لہ رشید الدولہ بہادر کے فرزند رشید الملک بہادر تھے بعد وفات رشید الدولہ بہادر کے خدمت موروثی پر سرفراز ہوئے اسوقت انکی عمر پچیس سال کی تھی نواب ناصر الدولہ بہادر نے انکو خطاب جنگی و دولائی و ملکی و منصب مناسب معہ علم و نقارہ و نوبت و جاگیر قدیم موروثی و بحالی خدمت موروثی و پالکی جھالردار و عماری و قلعہ دولت آباد سے سرفراز فرمایا اور اسی عزت کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے ۔

منظور نظر تھی ایکروز حضور پر نور اس بچہ کو اعتصام الملک عرض بیگی کے ساتھ دیکھا بے اختیار زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ یہہ بیت جنگ ہے فوراً اعتصام الملک بہادر عرض بیگی نے آداب بجا لا کر بہونچایا اور نذر خطاب دلواد بعد بہادر جلا اعتصام الملک بہادر حضور پر نور نے رقاعدہ موافق حکم سرفرازی خطاب و منصب کا صادر فرمایا۔

چوتھے فرزند منشی میر حیدر خان بہادر مرحوم کے میر لاور علیخان بہادر تھے جو عین جوانی مین قضا کر گئے اور اپنی اولاد مین صرف ایک فرزند یادگار چھوڑ گئے اونکو جد امجد مرحوم نے پرورش کیا اور حضور پر نور کی پیشگاہ سے خطاب و منصب و جاگیر و قلعہ داری قلعہ پتیالہ پاڑی مرحمتی عطا ہوئی۔ اعتصام الملک بہادر عرض بیگی نے اپنی دختر سے انکی شادی کر دی تھی اونکو عز الدولہ صمصام جنگ خطاب ملا تھا پانچوین فرزند منشی صاحب مرحوم کے میر ابراہیم علیخان اعتضاد الدولہ جوہر جنگ بہادر تھے انکو حضور پر نور کی پیشگاہ سے خطاب و منصب اور عرد اروغگی ہر کارگان و جاگیر موروثی قدیم و جدید و قلعہ داری قلعہ بہادر عطا ہوئی تھی بڑی عزت سے زندگی بسر کر کے عالم بقا کا راستہ لیا۔

منشی میر حیدر خان بہادر اعتصام الملک کے ایک چھوٹے بھائی بھی تھے جنکو پیشگاہ خلافت سے خطاب عمدہ شہامت جنگ عطا ہوا تھا اون کے فرزند میر کاظم علیخان بہادر مختار الدولہ تھے اول انکی شادی میر حیدر خان بہادر کی دختر سے ہوئی تھی جب عقیفہ ایک فرزند چھوڑ کر قضا کر گئین تو حسب تجویز میر عالم بہادر انکی شادی بہرام الملک بہادر کی دختر سے ہوئی بعدہ نواب منیر الملک بہادر نے مختار کا خانجات خود مقرر کیا بعد وفات نواب منیر الملک بہادر ان کو پیشگاہ خلافت سے منصب پنجہزاری سوار و خطاب و جاگیر تیس ہزار روپیہ کی عطا ہوئی بہر دو بہادر دلیر شخص تھے بتاریخ دہم محرم الحرام ۱۲۶۸ھ وفات پائی۔ ان کے فرزند میر غلام مہدی منور الدولہ سردار جنگ بہادر تھے جنکو بعد قتل نصرت سیدہ دہلوی کے داروغگی ہر کارگان سرکار عطا ہوئی اور خطاب و منصب ہزاری یکہزار سوار اور جاگیر تیس ہزار روپیہ ذات سے سرفرازی ملی تھی

نواب طالب الدولہ بہادر مغل جان کوتوال بلدہ حیدرآباد اور اون کے خاندان کا حال

طالب اللہ بہادر مغلی ان کے جد امجد مجاہد جنگ عہد حضرت امیر الممالک صلابت جنگ بہادر مین عہدہ دیوانی پر سرفراز ہوئے تھے اور حضرت غفران مآب کے زمانہ سے اس خاندان کے سرشتہ اعلی عہدون پر بلند رہے تھے لیکن نواب نظام علیخان بہادر کے عہد مین طالب اللہ بہادر مغلی ان بعہدہ کوتوالی بلدہ حیدرآباد بحد سے زیگی طویلہ اسپان خاص بجاگیر عمدہ و منصب مناسب مامور ہوا اور تاعہد

حضرت مغفرت منزل اس جلیل القدر عہدہ کو سر انجام کرتے رہے اور اسی حال میں دنیا سے کوچ کر گئے۔ پانچ فرزندان نامی اپنی اولاد میں یادگار چھوڑے۔

سب سے بڑے **طالب الدولہ حسن علیخان بہادر** تھے بعد وفات پدر عالی قدر خدمات موروثی و قلعہ داری قلعہ جگتیال و جاگیر قدیم سے سرفراز ہوا اور پھر نواب ناصر الدولہ بہادر کے ایام سلطنت میں باضافہ منصب دو سالہ شغلیہ ایران دو صد سواران و بحالی خدمات و جاگیر موروثی سرفراز ہوا آخر عمر میں کوتوالی بلدہ کی بھی کی تھی بڑے زبردست مہمن تدبیر دار و سیج دلیر شخص تھے۔

دوسرے فرزند **نواب باقر علیخان شاہ نواز جنگ بہادر** تھے جو نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں پیشگاہ خلافت سے بخطاب و منصب و جاگیر سرفراز ہوئے۔

تیسرے فرزند کا حال کچھ نہ معلوم ہوا کہ کب پیدا ہوا اور کیا نام تھا اور کب مرے۔

چوتھے فرزند **نواب قربان علیخان فضیلت الدولہ اعتبار جنگ بہادر** تھے بعد وفات نواب مغفرت منزل کے نواب ناصر الدولہ بہادر نے پیشگاہ سے بخدمت رسالہ سواران عرب و جاگیر داد و قلعداری و داروغگی باورچیخانہ ممتاز و مشرف ہوئے خطاب و منصب سے بھی سرفرازی پائی۔

پانچویں فرزند **نواب ذوالفقار علیخان غالب الدولہ بہادر** تھے انکو بھی پیشگاہ خلافت سے آٹھ ہزار روپیہ کی جاگیر موروثی ذات و قلعداری قلعہ بیدر و خطاب و منصب سے سرفرازی ہوئی تھی۔ **سرفراز جہان جنگ بہادر مرزا محمد نصیر بیگ خان** مرزا علی بیگ خان کے فرزند اور طالب الدولہ حسن علیخان کوتوال ممالک محروسہ سرکار عالی کے داماد تھے مرزا علی بیگ خان مہتمم تعمیرات میر عالم بہادر تھے چنانچہ میر عالم کی سرا اور بارہ دری سراے میر عالم بہادر انہیں کے اہتمام سے تعمیر ہوئیں میر عالم بہادر نے انکو رسالہ دو صد سواران و جاگیر و خطاب پیشگاہ مغفرت منزل سے سرفراز کرایا تھا۔ طالب الدولہ حسن علیخان نے اپنے داماد کو خطاب ملنے کے لئے میر عالم سے عرض کیا انہوں نے پیشگاہ حضور سے خطاب جنگی و خدمت دار الضرب دلوا دی بعد وفات مرزا علی بیگ کے یہ دونو خدمات سے معزول ہوئے چند روز بعد ناصر الدولہ بہادر نے موروثی خدمت دار الضرب بحال کر دیا اور رسالہ سواران پدری بھی ملگیا علم ہیئت و رمل و نجوم سے بخوبی واقف تھے بلکہ اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے مگر بہتر کار ملنے دیکھے اور دنیا سے جلد گئے۔

مرزا محمد شمس الدین خان بہادر مشہور با بن صاحب انکے باپ کا نام مرزا ابو الفضل خان بہادر ابن علی رضا خان رضا بہادر تھا اور ہم جدی طالب الدولہ بہادر حسن علیخان کوتوال تھے پہلے تجارت کرتے تھے پھر نواب منیر الملک بہادر کے

سب سے بڑے رتبہ پر پہونچ گئے لاکھوں کروڑوں کا مقدور ہو گیا انگریزی عشقشا ولایت کی اشیا سب سے پہلے بھی حیدرآباد میں
لائے حضور پر نور خطاب و منصب وغیرہ سے بھی سرفراز ہوئے انتہا عمارات کو مثل علی وغیرہ میں اور منشی کلین دریاؤں پل اور باغ وغیرہ
بنوائے اور اپنا نام نیک صفحہ روزگار پر چھوڑ گئے۔

نصیب یار جنگ

انکا اصلی نام فتح اللہ بیگ خان تھا آپکے باپ ضیا بیگ خان حضرت غفرانمآب کے عہد میں خانساماں بلدہ حیدرآباد و قلعہ محمد نگر تھے جب ضیا بیگ خان نے
۱۲۳۳ھ میں انتقال کیا تو فتح اللہ بیگ خان خدمات مذکورہ پر سرفراز ہوا اور نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں خطاب و منصب سے بھی عزت پائی

نذر بہادر خان بہادر

خلف کلان خان جہان خان بہادر داروغہ فراشخانہ سرکار۔ بعد انتقال پدر بخدمت قلعداری قلعہ نانگل و محمد آباد بیدر و جاگیر ذات سرفراز ہوئے
اور پھر منصب پنجہزاری خطاب و جاگیر سے نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں بھی سرفرازی پائی ۱۲۶۵ھ میں انتقال کیا انکی بی بی
بادشاہ بیگم نے بعد انکے انتظام جاگیرات بطور خود دیکھا ایک فرزند صغیر سن چھوڑ مرے تھے۔

ہمت یار جنگ بہادر

ہمت یار جنگ کلان صوبہ داری بلدہ حیدرآباد کے تھے بعد وفات جد بزرگوار قلعداری قلعہ ظفر گڈہ ابراہیم گڈہ سے سرفراز ہوئے۔

قطب یار جنگ بہادر

انکا اصلی نام محمد قمر الدین خان تھا انکے باپ کا نام محمد شمس الدین خان بہادر تھا جو افغان ترین سے تھے بعد وفات پدر عالیقدر بحال جاگیر ذات و رسالہ
سواراں ممتاز ہوئے۔

قادر جنگ بہادر

میر نور الاصفیا صاحب کے فرزند تھے بعد ارتحال پدر عالیقدر دیہات جاگیر پر قابض ہوئے

علی یاور جنگ بہادر

علی یاور جنگ خلف بندہ علیخان بہادر ولد اعظم الملک محمد عظیم خان بہادر۔ انکا اصلی نام سردار علیخان بہادر ہے ان کے دادا اعظم الملک
پائیگاہ کے گھوڑوں کی خرید پر نوکر تھے اور منتظم جاگیرات پائیگاہ بھی تھے پھر حضرت مغفرت منزل کے عہد میں عہدہ خانسامانی
حضور پر مامور ہوئے اور مر گئے انکے فرزند بندہ علیخان زنبل گنڈی کی لڑائی میں خوب لڑے تھے اور شاہزادہ عالیجاہ بہادر کے مقابلہ
میں قلعہ بیدر پر بھی خوب ہی داد شجاعت و مردانگی دی اس لئے پیشگاہ خلافت سے خطاب جوہر سرفرازی ہوئی حضرت مغفرت

منزل کے عہد میں وفات پایا بعد انکی وفات کے انکے فرزند سردار علیخان بخطاب پدری سرفرازی بحالی جاگیر و سوتی منصب ہزاری بنا
سوا کے ممتاز ہوئے۔

شاہیار الدولہ بہادر

خلف شاہیار الملک بہادر برادرزادہ مظفر الملک اسد علیخان کے بھتیجے تھا انکا اصلی نام ذوالفقار علیخان تہا تھا۔ ان بزرگوں کو شاہی ہمیشہ خدمت حضور خلد مکان عالمگیر بادشاہ غازی کے حضور قلعہ سکندر پل شتر و معاش ملا تھا۔ نواب غفران مآب کے عہد میں مظفر الملک بہادر جنگ کھرڑلہ میں ساٹھ ہزار سوار جرار نواب مغفور کے شریک تھے اور مرہٹوں سے خوب لڑتے تھے۔ ان کے بھتیجے شاہیار الملک بہادر کی شادی رسلطو جاہ کے فرزند بیت الملک طالی ہیاکی ان کی دختر سے ہوئی تھی یہہ شاہیار الملک حضرت مغفرت منزل کے عہد میں حضور کے مقرب خواصی نشین تھے انہوں نے عہد جلوس حضور پرنور نواب ناصر الدولہ بہادر وفات پایا اون کے فرزند شاہیار الدولہ بعد وفات پدر بخطاب شاہیار الدولہ و جاگیر و منصب سرفراز ہوا عزت کے ساتھ زندگی بسر کرکے انتقال کر گئے۔

دلاور نواز جنگ بہادر

انکا اصلی نام محمد خان قایم خانی ہے اکن فرزند راجایان راجواڑہ کے یہاں آئے تھے رتبہ پر محمد خان راجہ ناگپور کے ملازم تھے بعد اورنگ آباد آئے وہاں سے حیدرآباد آکر منظور نظر مہاراجہ چندو لال کے ہوا اور رفتہ رفتہ بخطاب دلاور نواز جنگ بہادر و بحالی جاگیر ذات و منصب سواران و نوبت و گھڑیال و علم و نقارہ سربلند ہوا عزت سے زندگی بسر کرکے انتقال کر گئے

حسین یاور جنگ

انکا اصلی نام صفعلی بیگ تھا انکے والد کا نام مرزا شاہ علی بیگ تھا جو رکن الدولہ کے عہد دیوانی میں جوانان پلٹن کے سردار تھے اور دس برس میں انتقال کر گئے دو فرزند چھوڑا ایک صفعلی بیگ دوسرے شجاعت علی بیگ۔ یہہ دونوں سر صاحب میر عالم بہادر کے قرب سے تھے ہمیشہ ادب نشین ہے لیکن صفعلی بیگ کو بعد مدت راجہ چندو لال نے بچاس ہزار روپیہ کی ذات جاگیر بغیر فوج دلوائے دیر عالم بہادر نے حسین یاور جنگ خطاب دلوادیا تھا سنہ ۱۲۴۹ میں مر گئے

حیدر الدولہ بہادر

انکا اصلی نام سید السادات علی خان تھا خواجہ سعد اللہ خان کے فرزند تھے ان سعد اللہ خان کو بچپن سے حضرت مغفرت مآب آصفجاہ نے پرورش کیا تھا ہمیشہ خواصی میں بیٹھتے تھے صاحب منصب و جاگیر دو اسی ہزار روپیہ کے تھے ان کے والد خواجہ عبداللہ خان اعتماد سو خانم مچھلی بندر تھے جس زمانہ میں نواب مغفرت مآب نے تمامی ملک کن کو تسخیر کیا جب مچھلی بندر پر پہونچے تو ان خواجہ عبداللہ خان نے مع اپنے بھائی

رحمت اللہ خان کے حاضر حضور ہو کر تمامی ملک پر قبضہ کرا دیا اور وہ مرحوم نواب آصفجاہ بہادر کی دوستی کی اور فرمایا کہ یہ جو خزانہ مین
ملک کی محاصل کا جمع تھا بلا طلب حضور کیا آصفجاہ بہادر نے محل مین جا کر فرمایا آج خدا نے دو فرشتے بھیجے تھا مطیع کئے یعنی خواجہ عبداللہ خان
و خواجہ رحمت اللہ خان انکے ادب بہائی کو فرشتہ بتلایا اور اسکے بعد خواجہ عبداللہ خان مغفور کے بیٹا ہو گئی تھی انہون نے اکثر ذریات مغلیہ کی
خلعت خدا کو حضور پر نور سے معافی دلوائی تھی چوک کی مسجد اور معلیوں کی مسجد انہیں کے محدثات سے ہین مرتے وقت انکے دو روپیہ جو بڑے گئے انکے
فرزند کلان خواجہ نعمت اللہ خان صوبیدار بیجاپور بیگا کول محیلی بندر و راجبندری سے سرفراز ہوا اور اونکے فرزند شکوہ الدولہ
اقتدار الملک صوبیدار بلدہ حیدرآباد ہوے حمید الدولہ کی شادی مرشدزادہ فرید نجاح بہا کی دختر سے ہوئی تھی اور انکے فرزند سعداللہ خان کی دوم
شادی صمصام الملک بہا کی دختر سے ہوئی حمید الدولہ صاحب منصب شش ہزاری خطاب علم و نقارہ جاگیر ذات سے سرفراز تھے۔

جہانگیر یار جنگ بہادر

خلعت سزاوار الملک قلعہ دار ادگیر تھے بعد رحلت پدر جاگیر موروثی پر قابض ہوے تھوڑے عرصہ مین لوگون نے قلعہ کے اندر خلاف شرع بلوہ برپا
کیا جو اوس وقت قلعہ مین تھے لہذا بحکم سلطانی معزول ہو گئے لیکن تین سال بعد پھر سرفرازی پائی اور قلعہ پر قبضہ پایا اور اسی ہزار روپیہ نقد
عطا ہوا یہ قلعہ اس خاندان مین شاہان تیموریہ خصوصاً جہانگیر بادشاہ کے وقت سے ہے۔

جسارت الدولہ جسارت جنگ بہادر

انکے دادا ولایت کے تھے انہین سلسلہ ارادت سے لاکھون مریدون کو سرفراز فرمایا تھا اتفاقاً ہندوستان مین ایسی دولت و حشمت سے آئے کہ اوس سے
زیادہ ممکن نہین۔ نواب مغفرت مآب دہلی سے انکو اپنے ہمراہ حیدرآباد لائے اور یہین وفات پائی اونکے فرزند محمد سعید الدین خان سرجانی
خان جسارت جنگ کہلاتے تھے جب خواجہ محمد ظہور الدین خان داروغہ گرد خیمہ و محلات حضور نے وفات پائی تو حضور پر نور مغفرت منزل
نے جسارت الدولہ کے اون کے بہنوئی اور محمد سعید الدین خان بہادر کے فرزند کو اس معزز عہدہ پر مامور فرمایا یہ جسارت الدولہ صاحب منصب
و خطاب و جاگیر ذات سے سرفراز تھے اونکے دو فرزند عظمت جنگ اور عزت یار جنگ تھے۔

اشرف الدولہ بہادر

نبیرہ اشرف الدولہ بہادر مرحوم کے ہین جو داور الملک بہادر کے بیٹے تھے اور یہ داور الملک شرف الامراء بہادر کے بیٹے تھے اور یہ شرف الامراء اکبر الدولہ
میر سرو خان یا اون کے چھوٹے بھائی تھے اب جن اشرف الدولہ کا حال ہم لکھتے ہین انکے باپ کا نام میر سرو خان تھا اور دادا تو وہی اشرف الدولہ
ہین جو سب سے پہلے لکھے ہوئے ہین ان میر سرو خان نے ایام جوانی مین قضا کی بعد اونکے فرزند کو خطاب و منصب و جاگیر موروثی سے سرفراز ہوئے

امیر نواز الدولہ امیر نواز الملک امیر نواز جنگ بہادر

انکا اصلی نام میر نواز خان تھا قوم افغان نائتی مہدوی سے تھے لیکن ان کے باپ دولہ محمد خان المخاطب کرار نواز خان نے دست عت جمار کہتے تھے یہہ دولہ خان قلعداری ملدرگ پر سرفراز ہوا اور بدا جی بنکر مرہٹہ کو جو دس ہزار سواروں سے علاقہ سرکار عالی کو لوٹتا تھا قید کرکے شہر مین لائے اور کچھ بعد یہہ دولہ خان ۱۱۹۱ھ مین مر گئے چنچل گوڑہ مین اپنے باغ مین مدفون ہوئے اونکی فرزند امیر نواز خان بعد باپ کے موروثی جاگیر پر سرفراز ہوا اور حضور پر نور سے سرفرازی جواہر و خطاب جنگی و دولائی و ملکی ممتاز ہوئے ۱۲۳۵ھ مین وفات پائی ان کے فرزند بھی خطاب و منصب موروثی سے سرفراز و قلعداری قلعہ ملدرگ پر بحال ہے ۔

سعید الدولہ بہادر

انکا اصلی نام میر محمد سعید تھا جو فرزند میر خلیل اللہ خان سعید جنگ کے تھے اور یہہ سعید جنگ میر محمد سعید خان سعید الدولہ کلان کے بھائی تھے اور یہہ سعید الدولہ کلان میر محمد علیخان ولایتی ایرانی کے فرزند رشید تھے ۔ یہہ میر محمد علیخان مع اپنے بھائی میر محمد ہادی خان و ہادی الدولہ اپنے خسر خلیل اللہ خان کے ہمراہی مین حیدر علی نائک والی میسور کے ملازم تھے ۔ بعد ازان نواب بسالت جنگ امیر الامرا کی یہان قلعہ ادھونی مین نوکر ہوئے اونکی وفات کی بعد اون کے بیٹے دارا جاہ بہادر نے میر محمد علیخان کو عہد سفارت حضور نواب میر نظام علیخان بہادر اور میر محمد علیخان کو بخشیگری سواران و پیادگان پر مامور فرمایا اور دونوں کو حضور کی طرف سے دولائی کی خطاب ملی بعد جب دارا جاہ مر گئے اور علاقہ اونکا داخل سرکار ہوا تو دونوں بھائیوں کے حضور سے چار چار سو روپیہ ماہانہ مقرر ہوئے میر محمد علیخان کے فرزند سعید الدولہ کلان حضور کی طرف سے والا جاہ محمد علی پاس رکات گئے تھے اور جب میر عالم بہادر یونا گئے تھے تو یہہ سعید الدولہ بھی ہمراہ تھے جب وہان سے لوٹ تو اعظم الامرا بہادر نے رفاقت اتحاد سے دید لیا ان کے دو فرزند ایک ایک سو روپیہ تنخواہ پر رسالہ سواران مین نوکر تھے ایک کا نام میر محمد علیخان دوسرے کا نام میر خلیل اللہ خان تھا انہین میر محمد سعید خان سعید الدولہ بہادر مع اپنے فرزندان میر عالم کا کتبہ موضع سنوار طلیدگرا یا تھا اور تالاب میر عالم بہادر بھی سعید الدولہ نے بنوایا تھا چونکہ سعید الدولہ و میر عالم بہادر سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اسلئے حضور پر نور مین بھی رسائی ہوئی اور وہ رسائی اس درجہ پر پہونچگئی کہ خود میر عالم ہی جی مین جلنے لگے اور سعید الدولہ بہادر دور پھینکدینے کی تجویز کی مگر حضور نے نہ مانا تب مجبورًا میر عالم خاموش ہو رہے اور سعید الدولہ نیابت صوبہ داری حیدرآباد پر مقرر ہوئے اور دس ہزار روپیہ کی جاگیر بھی ملکی آخر کار ۱۲۲۹ھ مین وفات پائی ان کے ایک فرزند میر محمد علیخان نیابت نظامت بلدہ پر سرفراز ہوئے اور چالیس سال کی عمر مین ۱۲۳۲ھ مین یکایک وفات پائی ان کے مرنے پر ان کے بھائی میر خلیل اللہ خان جو قلعداری بیدر پر ممتاز تھے انکی جاگیر و نیابت نظامت

بلدہ پر سرفراز ہوے اور خطاب جنگی بھی عطا ہوا یہ بھی دفعتاً ۱۲۴۹ھ مین دنیا سے سدہار گئے انکے بعد انکے فرزند میر محمد سعید خان
سعید الدولہ بہادر ثانی بجاے باپ کے نیابت نظامت بلدہ پر سرفراز ہوے اور خطاب جنگی وو والائی و نوبت و جاگیر سے بھی سربلند ہو

سلطان نواز الملک سلطان نواز الدولہ صف افگن جنگ بہادر

انکا اصلی نام میر غلام حسین خان تھا اور یہ میر زادہ سلطان میان کے فرزند صحیح النسب تھے بعد شہادت والد بزرگوار اپنے برادر
بہائی محمد حسین خان میان صف شکن جنگ بہادر کی دامن عاطفت مین پرورش پائی اور جب وہ بھی شہید ہو گئے تو اپنی علاقجات بودی
رائچور و کنگی و گنگاوتی پر مع فوج عرب و رہیلہ سواران و علی غول و سلہا داران و پیادگان کے قابض ہوے اور بعد ازان حضور پر نور
کی پیشگاہ سے خطاب دو والائی و جنگی و ملکی و نوبت سے سرفراز ہوے۔ اور خلعت جواہر سے بھی عزت پائی اور راہی جادہ عدم کی ہوے اپنی زندگی
کے آخر کے کوچ کر گئے۔

محمد جیون خان بہادر

قوم افغان نیازی تھے اصلی وطن لاہور تھا۔ انکے والد کا نام محمد خان تھا ۱۲۰۵ھ مین اتفاق روزگار سے لاہور کو خیر باد
کہکر حضور پر نور نواب آصفجاہ بہادر مغفرت مآب کے عہد مین حیدرآباد آئے اور کسی عہدہ و سلسلہ سبب حضور نواب نظام علیخان بہادر کے جنون معاً
مین جو کہ دسترخوان مین ولیعہد تھے داخل ہو گئے جب آپ نواب آصفجاہ بہادر گدی خالی کی اور نواب نظام علیخان کا دور آیا تو انکو رسالہ
سواران کی سرداری عطا ہوئی اور خدمت اضلاع فوج بھی جو نکہ بہادر اور لائق شخص تھے اکثر لڑائیوں مین نام پیدا کیا تو نواب نے
انکو خطاب بہادری سے اور منصب ہزاری ہزار سوار و علم و نقارہ سے سرفرازی بخشی اور جاگیر ذات مین موضع کرنکوٹ تعلقہ
سیڑم ضلع گلبرگہ ۱۲۱۸ھ مین عطا ہو بعدہ ۱۲۲۰ھ مین قلعدار قلعہ محمد نگر گولکنڈہ عطا ہوئی انہون نے ۱۲۳۲ھ مین دنیا
سے پائی اور درگاہ سیانی مین بر سرنہر مین مدفون ہوے انہون نے اپنی یادگار مین آٹھہ فرزند دلبند رشید چہوڑ رہے تھے جنکی اولاد اقربا اسی
سے ہے شہر مین باقی ہو کی یہہ قلعداری قلعہ گولکنڈہ حسب قانون سلطنت بڑے فرزند سلسلہ خاندان مین چلی آتی ہو لیکن جاگیر
باقیماندہ پانچ فرزندون کی اولاد پر منقسم اور حق جاگیر سال پایا اور سلطنت کو دعا دیتے ہیں۔

ذکر دورہ عربان بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد

حضرت نواب میر نظام علیخان بہادر غفران مآب کے زمانہ مین عرب لوگ فقط سیدی عمر علیخان جمیلہ کی گرد رسالہ مین جاں نثار نوکر تھے
وہ بھی جمعیتی لیکن جب نواب نظام الامرا ارسطوجاہ بہادر یہان تو اور آئے تو ادن سید عمر خان جمعدار عرب پانسو عرب نوکر
رکھا اور عمر خان سعید کے انتقال کے بعد انکا فرزند سید حسین خان جمعدار عرب مقرر ہوا اپنے زمانہ میں حیدرآباد کے

دو دو دورہ کا تھا اور بارہ ہزار سکھ سلحہ صاحب کی ملازم تھی۔ اوسکو محمد صاحب حیدرآبادی عربونکی تعصب و قبضہ پایا کی ابوالبنج تھی۔ بعد
اوس کے حسب ایمائے مہاراجہ صاحب بہادر عبداللہ بن علی جمعدار و شیخ احمد عبادی جمعدار و ابن شاماش جمعدار نے اتفاق کرکے دو دو ہزار
عرب تازہ ولایت جمع کئے۔ جب یہ عربی فوج اس ہیبت و دبدبہ سے حیدرآباد مین جمع ہو گئی تو سکھونکو ناگوار گذرا اور عربونکی چیرہ دستی ہر طرح
کی۔ عرب تو بالکل بے باک ہو رہے تھے سو ذمہ شرندر جری اور بہادر ہوتے ہی ہین سکھونکو ایسی مار دی کہ سب کے سب پراگندہ ہو گئے جس سے مہاراجہ بہادر کا دل بھی
سکھونکی بزدلی سے ناراض ہو گیا اور بہت سے معقول نکالدیے گئے۔ آدھے سے زیادہ اپنے ملک کو چلے گئے اور باقی بڑی بے عزتی سے آوارہ پریشان ادہر ادہر
نوکری ڈھونڈتے پھرنے لگے۔ عبداللہ بن علی کو خانی اور جنگی کا خطاب حضور سے ملا چنانچہ یہی عبداللہ بن علیخان بہادر جنگ ابوالبنج عرف بابا
قرار پایا۔ اول دو سو جوانوں کی سرداری ملی پھر پانسو جوانوں اور پھر قریب ایکہزار عرب کے سردار معزز ہوا اور علاوہ خطاب
خانی و جنگی کے جاگیر ذات لکھ روپیہ علم و نقارہ و پالکی و عماری و فیل سے بھی سرفراز ہوئے۔ علاوہ ان ایکہزار عربون ملازم کے پانسو عرب
عبداللہ بن علی کے امرا و رؤسا و زمیندار ان کے یہان بھی نوکر تھے۔ شیخ احمد علیخان عبادی بہادر جنگ پہلے امین الملک بہادر
کے یہان دو سو عربونکی سرداری پر نوکر تھے جب امین الملک مرگئے تب پیلہ رسائی عرب مہاراجہ بہادر کی نوکر تھی اور آٹھ سو عربون کی
سرداری ملی حضور پرنور سے خطاب خانی و جنگی و علم و نقارہ و پالکی و عماری و تعلقات جاگیر حاصل ہوئے بھی سرفرازی پائی۔ ابن شاماش جمعدار قہار جنگ
پہلے اعتصام الملک عوض بیگی کے ملازم تھے پھر مرزا شاکر بیگ کے یہان دو سو عربون کی سرداری پر مامور ہوئے بعد سیدی شفال خان کے داماد کے
سبب مہاراجہ بہادر کے ملازم ہوا دو سو عربون کی سرداری ملی۔ اتفاقاً حضور پرنور کی سواری مین ایکروز انکی قسمت جاگی دیکھی حضور پرنور
کو انکی سپاہ اچھی معلوم ہوئی اور یک لخت پانسو پیدل اور ایکسو سوار کی سرداری عطا فرمائی اور قہار جنگ خطاب سے عزت بخشی اور لاکھ روپیہ
نقد مرحمت فرمایا۔ عمر بن عوض جان نثار جنگ جمعدار پہلے راجہ شیو راج ابن راجہ روشن رائے کے یہان ایکسو عربون کی سرداری پر تھے بعد راجہ
چندولال کے یہان پانسو عربون کی سرداری پر نوکر ہوئے اور حضور پرنور سے خطاب جنگی اور حکومت تعلقات لکھ روپیہ کی عطا ہوئی۔ عمر بن عوض
مرزا علیخان صاحب حکومت و دولت بہا ملکہ عرب کے تھے عبدالواحد جمعدار عرب انکے بزرگ پہلے پونا مین بزرگ تر عہدہ فوجی پر مامور تھے بعد انقلاب
حکومت پونا عبدالواحد جمعدار حیدرآباد مین آئے اور طالب الدین حسن علیخان بہادر کوتوال بلدہ کی رفاقت مین سکونت اختیار کی بہت دنوں چندولال مہاراجہ
تھی روپیہ کی انتہا تھی سپاہ اور کئی اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے جمعدار ان سرکار نظام ملازم تھے جنکی تفصیل انکے حالات میں ذیل مین
لکھی جاتی ہے۔ شیخ عمر جمعدار تین سو عربونکے سردار تھے۔ ابن محفوظ ابن طیران پچاس عربون کے اور سلطان غالب دو سو عربون
کا اور باعقود پچیس عربونکے اور علی بن عبداللہ پچیس عربونکے اور عبداللہ بن مبارک پچیس عربونکے اور سعید

بچاپس عربون کے سردار تھے ان کے علاوہ اور بھی بہت جمعدار تھے مگر انکی تفصیل لکھنا بیفائدہ ہے کل جمعیت عرب ملازم سرکار بارہ ہزار تھے۔ سابق مین حیدرآباد مین انکا بڑا زور شور تھا مگر اب سب قانون کے پابند ہین فی زمانا بھی سرکشی کا نام نہین جیسے سابق مین تھے ویسے ہی یہہ بھی ہین اس زمانہ مین سلطان نواز جنگ بن عمر بن عوض جانباز جنگ بہادر نامی گرامی سردار عرب ہین۔

ذکر سرداران قوم افغان مندوزئی

اس قوم کا مذہب سنت و جماعت ہے یعنی مسلمان حنفی المذہب ہوتے ہین سب سے پہلے اس گروہ کے دو سردار دایم خان بہادر و حسن خان بہادر مندوزئی اعظم الامراء ارسطو جاہ کے عہد دیوانی مین ہندوستان سے آکر سرفراز رسالہ سواران بکمال آبرو و عزت سربلند ہوئے تھے بہادر حضور پرنور حضرت غفران منزل متوسل الطاف شاہانہ ہو کر بڑے بڑے بہادر سپاہی اپنی قوم کے ملک یعنی جہان انکی حکومت تھی سے بلوائے۔ مولوی فضل عبدالکریم صاحب کی شہادت کے روز دایم خان بہادر عنایت خان پیرو زئی کو مار کر شہید ہوا اور حسن خان بہادر بہت زخم کھا کر زندہ بچ رہے۔ دایم خان بہادر کی شہادت کی خبر سنکر انکے فرزند محمد قمر الدین خان بہادر ہندوستان سے حیدرآباد آئے اور حضور پرنور کی الطاف شاہانہ کی باعث اپنے باپ کی سپاہ پر سردار مقرر ہوا انکے بہت جمعدار اس قوم کے ہین جنکا حال قلم انداز کیا گیا۔ اس وقت ۱۳۱۱ ہجری مین اس قوم کے مشہور و معروف سردار اور جمعدار مندرجہ ذیل ہین۔ فتح محمد خان صاحب غلام عثمان خان صاحب غلام احمد خان صاحب لطف محمد خان صاحب نجیب محمد خان صاحب غلام محمد خان صاحب

ذکر جمعداران قوم قایم خانی

محمد خان الملقب بہ رستم دل خان بہادر ۱۲۰۵ھ مین حضور پرنور نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد مین رستم دل خان خطاب اور رسالہ سواران پیادہ کا جمعیت عرب کی سرداری پر ملی زبردست جری سپاہی تھے اتنی رستم دل تھے ایک پٹھان نے انکے چہرہ پر ایسا زور سے چھری ماری کہ اسکا دستہ ٹوٹ گیا اور چھری ہاڑی مین پہل اندر گھس گئی انکے رخسار پر ہنوز لکیر سا رہ گیا انہون نے ایک ہی تلوار مین اوسکا کام تمام کر دیا یہہ چھری اسی طرح رخسار مین گھسی رہی تھی حضوری جراح عاجز ہوا اور سارے لکانے سے انکار کر دیا آخر کار ڈاکٹر ولن نے اس کا عمل جراحی کیا اوسے تیار ادویات کی باعث وہ چھری نکلی چہرہ درتک یہہ چھری رخسار مین رہی اور بہادر کو سوائے تکلیف کے کوئی رنج و غم نہ تھا سبحان اللہ جرات خداداد ہوتی ہے بناوٹ نہین ہوتی انکی بہادری کی خبر حال لندن تک پہونچا تک انکا خاندان موجود ہے۔

محمد قمر الدین خان قایم خانی بچاس سوار کے سردار تھے اور بلکنڈہ کے تعلقدار بھی تھے اکثر زمینداران سرکش کو گرفتار کیا انکے فرزند عثمان خان بھی بہت لایق و بہادر تھے۔ قمر الدین خان نے تعلقہ جلپل ایک الماس نی جیتہ لیا پانچ ماشہ کا سرکار مین داخل کیا۔

صالح محمد خان قایم خانی یہہ بھی ایک مختصر سپاہ کے جمعدار تھے انکا فرزند غلام محمد خان بھی بہت لایق تھا۔ مراد خان جمعدار

و بایزید خان جمعدار یہ دونون بھائی تھے نواب نظام علیخان بہادر کے عہد سے نواب ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ تک زندہ تھے - بادامی کے
قلعہ برامدہ باسم کے سرکشون کی جنگ مین خوب جوہر کئے تب بہادر آئے تو سرکار سے بڑی معزز سرفراز تھے مراد ان کی وفات کے بعد انکا فرزند سردار خان ع
کی فوج پر قابض ہوا - بایزید خان کے دونون فرزند محمد عمر خان و محمد غوث خان بھی ملازمان سرکار رہے اور با آرام زندگی بسر کی ان
خواجہ خان جمعدار امیر عالم بہادر کے عہد المہامی مین سرکاری جمعیت کے جمعدار تھے انکے انتقال کے وقت ان کے دونون فرزند فوجدار خان
و طالع مند خان نہایت ہی صغیر السن تھے اس لئے انکو ان کے ماموں محمد نامدار خان بہادر جمعدار نے اپنی نگرانی مین پرورش کیا لیکن حضور
پر نور نے ان صغیر السن بچون کو دربار ہی سے ذات و جمعیت پر سرفراز کیا جب جوان ہوئے تب اپنا کام خود درست کیا اور بڑے جری سپاہی
ہوتے تھے علاوہ امیرانہ شان بھی رکھتے تھے محمد نامدار خان جمعدار شروع مین میر عالم بہادر کے نوکر تھے اور ان کے بعد نواب منیر الملک
بہادر کی ملازمت مین رہے اور انکے انتقال کے بعد مہاراجہ چندولال کی رفاقت اختیار کی اور اسی عزت و حرمت کے ساتھ دنیا سے گئے انکے برادر
فرزند محمود خان راجہ دھرم کے یہان دو سو روپیہ ماہوار پر ملازم ہو کر بڑے عابد اور قران خوان تھے انکے فرزند غلام حسین خان حضور پر نور کی
ملازمت مین رہے اور عزت سے زندگی بسر کی - اس خاندان مین محمد خان جمعدار کے پوتے غلام علیخان صاحب اب موجود ہیں -

دیگر اہل سنت و جماعت افغان و عرب سردارون کا حال

امانت اللہ خان گلیانی - محمد خان گلیانی کے بیٹے تھے یہ محمد خان پہلے اعظم الامرا بہادر کے ساتھ آئے تھے دس سوار کی سرداری ملی تھی
جنگ مہدیان کھیل کوٹرہ مین خوب جوہر کئے اور زندہ و سلامت بچ آئے تھے انکی تنخواہ تین سو روپیہ ماہانہ تھی راجہ چندولال نے انکی
فرزند امانت اللہ خان کے نام سو پالکی و نوبت اور پانچ سو علیحدہ مقرر کر دی بعد وفات اپنے باپ کے امانت اللہ خان قدیم و جدید کل سوارون
کے سردار مقرر ہوئے انکی شادی محمد اکبر حسین کی لڑکی سے ہوئی تھی - کرم علیخان و یوسف علیخان دونون حقیقی
بھائی کرم علیخان ایکسو سوار دکن کی سرداری پر سرفراز تھے اور یوسف علیخان بھی رسالدار رسالہ چندولال دونون بڑے جری صاحب وجاہت امیر اور سپاہی تھے
محمد دلاور خان جمعدار نواب غفران مآب کے عہد مین کرنول سے آکر ملازم سرکار ہوئے اور ہشتصدی رسالہ سواران و پیادگان کی
عطا ہوئی اور جاگیرات بھی مرحمت ہوئی انکی وفات کے بعد ان کے فرزند محمد یوسف خان بجاگیر ذات و جمعیت سواران
پیادگان وغیرہ سے سرفراز ہوئے - یہ بہت ہی جوان بڑے سخی اور عالم فاضل تھے محمد یوسف جمعدار پہلے یہ جمعدار نواب شمس الملک
بہادر کے ملازم رہے انکی وفات کے بعد ان کے فرزند شاہ میاں الدولہ سے ناموافقت ہو گئی وہان نوکری چھوڑ کر راجہ چندولال کی ساتھی
پانصد سواران و پیادگان کی سرداری پر بحال ہوا اور ذات پانصدی بہ حضور ملازم ہوا اور چندولال کے امرون مین نامی ہوا اسی لئے راجہ

حیدر لال نے انکو دو تعلقہ فوجداری تنخواہ مین دیئے مگر کچھہ عرصہ بعد مع کل جمعیت برطرف ہوے شیخ حیدر علیخان و مودہمو میان
سرکار کے نامی تیرانداز و برق انداز تھے انکا جز اوس زمانہ مین کوئی نہتا تیغ جنگ نواب شمس الامرا رسالہ مین تھے بعد انکی وفات کے ارسطو جاہ نے
حیدر علیخان کو ستاسو روپیہ ماہانہ اور مودہمو میان کو دوسو روپیہ ماہانہ مقرر کرکے دو سو سوارون اور دو سو پیادون کی سرداری عطا کی حیدر علیخان کی وفات کے
بعد انکے فرزند جعفر علیخان کو صرف ایک پچیس سوارون کی سرداری عطا ہوئی مودہمو میان بھی ایک شخص سے لڑکر اور اسکو مارکر خود بھی شہید ہوگئے
حیدر علیخان کے داماد میر عظیم اللہ جمعدار تھے اول تمنے کے سوارونکی غور پرداخت مین رہے پھر انکی وفات کے بعد پچاس سوار پایگاہ کے
سردار مقرر ہوے اور عزت سے ساتھہ زندگی بسر کرکے انتقال کیا اونکے فرزند میر ببر علی جمعدار رہے تو پایگاہ سلو سوارونکے سردار
مہاراجہ چندو لال نے ایک سو سوارون اور کچھہ سلحدارون اور سو پیادون کی سرداری پر حضور پرنور مین سرفراز کردیا مدت تک زندہ رہکر وفات پایا۔

ذکر سرداران پلٹنہائے سرکار

جنگ صاحب رعدہ صاحب جاگیردار تو بہت تھے ڈیڑہ ہزار جوانان پلٹن کے سردار سیدی عبد اللہ خان بہادر جنگ کلان فرزند سید عنبر علیخان رسالہ قدیم انکے سپرد ہوا تھا
غلام مرتضی کمندان اول ہندو اور راجہ چندولال کے یہان تھے سو پیادون کی سرداری پر مامور ہو تو شجاع الدین حسین صاحب سلمان
ہوا اور بڑی عزت سے زندگی بسر کی انکی بسر کی مین علاقہ مال کی حوالات تھی تمام سیدی علاقہ مال کی حوالات مین رہتے تھے بڑے مخیر شخص تھے۔
صاحب حسین کمندان ہندو مسلمان سے ہو تھے دو سو جوان کے سردار تھے مسجد وغیرہ تعمیر کی تھی۔ پاپیا کمندان چھہ سو جوانون کا سردار
تھا سلطان شاہی مین اسکی پلٹن رہتی تھی نورن صاحب دو سو جوانون کے سردار تھے محمود خان و دلدار خان پسران سمعیل خان
بخشی ڈیڑہ ہزار پلٹن کے سردار تھے۔ فرمت سنگہ کمندان آٹھہ سو جوانونکا سردار تھا اور علیبیگ خان کی تین ہزار پلٹن کو بھی دیکھتا تھا
کہاسی رام کمندان مع سی مرادالدولہ کی جو دو ہزار فوج مین بڑا نامی گرامی سردار تھا علاوہ اسکے سدلین صاحب اور کاڈلن
صاحب اور مرزا ذوالفقار علیبیگ خان اور مرتضی یار جنگ اور فریمن صاحب وغیرہ بھی فوج کے بڑے بڑے سردار تھے جمعیت اور رسالہ
جمعداران کمندانان کی جمعیت ملاکر کل چوبیس ہزار پلٹن تھی جو نواب ناصر الدولہ بہادر کی عہد دولت مین نہ مدار المہامی نواب سراج الملک بہادر
کے سبب موقوف و برطرف کئے گئے اور حمجہا اونکی صیغہ نظامت مین سو جوان کا بیڑہ نوکر لیا گیا اور بیدرد روپیہ کا بار گران ریاست
پرسے اوٹھہ گیا۔ کچھہ پلٹنین انگریزون کے تحت مین باقی ہین۔
یہانتک ہم اون تیز زبرون امیرون و امرا اور بڑی بڑی زبردست و جری سپاہیونکا اور سرداران اور حملہ آوران میدان جنگ کا حال لکھکر
دانشمندیون اولوالعزمیون اور زور بازو اور دم شمشیر سے دولت پایدہ آصفیہ نے استحکام و استقلال حاصل ہوا اور جنہون نے اپنی انمول عزیز

جاتے ہیں اور دیگر اسلامی ریاستوں کا دور زمانہ پر پھول ہے قائم رکھا جبکہ ہندوستان بلکہ تمام روئے زمین کی سلطنتیں تہ و بالا ہو رہی تھیں
ان دانشمند و نیکو اوصاف امیروں اور ان کے سترہ ل جنگ آوروں کی مبارک نسلیں تک حیدرآباد میں موجود ہیں اس سے آگے اب ہم دوسری قسم
کے لوگوں کا ذکر کرتے ہیں جنکے وجود سے ملک دکن کا دارالسلطنت حیدرآباد نامی ہوا اور جن کے فیض سے ایک عالم فیضیاب ہوا تھا۔

ذکر حکماء حیدرآباد فرخندہ بنیاد

اب ہم یہاں ان اطباء ذی شان کی حالات لکھتے ہیں جو بشروع زمانہ قیام دولت آصفیہ میں حیدرآباد میں نامی گرامی رہے ہیں **حکیم معالج خان** عرف حکیم
محمد رضا خان خلف مسیح الدولہ حکیم معالج خان کلان اورنگ آباد کے رہنے والے تھے باپ کی وفات کے بعد حیدرآباد آئے اور شروع میں نواب امجد الملک
کے نوکر ہوئے بعد ازاں شمس الامراء بہادر تیغ جنگ کے ملازم ہوئے اور ان کی وفات کے بعد اعظم الامراء ارسطو جاہ کے وسیلہ سے حضور پر نور تک پہنچے
اور میر فرزند ادہ سکندر جاہ بہادر کے مصاحب ہو گئے پھر حضرت غفران منزل سکندر جاہ بہادر کے زمانہ میں حکماء سرکار میں داخل ہو گئے اور ۱۲۳۴ھ میں وفات
پائی انکے تین فرزند تھے اول **حکیم مسیح الزمان مسیح الدولہ** اور بہادر جیونت بہادر کے ملازم تھے پھر راجہ چندو لال کے ذریعہ سے حضور میں
باریاب ہوئے اور مسیح الدولہ خطاب ملا آخر عمر میں باختہ ہو گئے تھے اسی سال زیادہ عمر میں وفات پائی دوسرے فرزند **حکیم میر معصوم
علیخان** بعد وفات باپ کے راجہ خوشحال چند کے ملازم ہوئے اور پھر راجہ راجا گر دھاری بہادر کی ملازمت میں زندگی بسر کرکے سنہ ۱۲۔۔
میں وفات پائی انکے فرزند میر لطف علیخان آبائی جاگیر وغیرہ پر سرفراز ہوئے تیسرے فرزند **حکیم میر جواد علیخان** نے
کی زندگی میں نواب ناصر الدولہ بہادر کے زمانہ شہزادگی میں نوکر تھے بعد تخت نشینی حضور مرحوم سرکاری طبیب ہوئے شمس الامراء
امیر کبیر بہادر کے گھرانے کے بھی حکیم تھے **حکیم الحکماء محی الدولہ** انکا اصلی نام عزت یار خان بہادر تھا حکیم الحکماء حکیم جعفر خان بہادر
کے فرزند تھے یہ حکیم الحکماء حکیم جعفر خان حاجی بھی تھے اور مصاحب مقرب حضور نواب غفران مآب کے تھے جب حج سے واپس آئے تو حضور
نے محتسب و صدر الصدور بلدہ حیدرآباد مقرر فرمایا تمام محلات حضور کے معالج بھی تھے انکی وفات کے بعد حضرت حکیم الحکماء محی الدولہ
عزت یار خان بہادر طبیب خاص شہزادہ بلند اقبال سے سرفراز ہوئے انکی شہادت کا حال ہم پیشتر لکھ چکے ہیں جو سنہ ۱۲۳۹ھ میں مہدیان
کو پیش آیا تھا وہ واقع ہوئی سبحان اللہ انکی بازندگی پر رشک آتا ہے اور شہادت جو محض بقصد و خطا واقع ہوئی وہ اصل
جنتی ہونے کی دلیل ہے۔ اللہ مغفرت کرے انکا مقبرہ بود ضامن کی کھڑکی کے باہر صوفی صفا کے حظیرہ میں ہے تین فرزند نامی
چھوڑ گئے چنانچہ حسب ترتیب **محی الدولہ احمد یار خان بہادر** تھے جو بعد شہادت پدر عالی قدر موروثی خدمات و جاگیر سے سرفراز ہوئے شعلہ
زدہ میں کی مزاج کو کار سے طرفی ہوئی لیکن نواب ناصر الدولہ بہادر نے پھر انکو خدمت موروثی پر سرفراز فرمایا بڑی عزت و احترام سے زندگی

حکیم شفائی خان معتمد الملک شاہجہان آباد کے باشندہ تھے اپنے وقت میں بے نظیر حکیم تھے دہلی سے بنگالہ گئے اور وہاں چند برس رہ کر
حیدرآباد آئے اور باستصواب آصف جاہ ثانی بالرضا بارِ حضور نواب سکندر جاہ بہادر کے ہوا اول راجہ چندو لال کے نوکر ہوئے تھے اور پانصد روپیہ ماہانہ
پاتے تھے قسمت رسائی حضوری کی حکیم مقرر ہوئے نواب ناصر الدولہ نے بہ معتمد الملک خطاب پایا آخر ۱۲۵۵ ہجری میں بعارضہ ... یک وفات
پائی راجہ چندو لال اور سارا حیدرآباد کو سخت افسوس ہوا کیونکہ یہ بے عدیل و بے نظیر حکیم تھے ہندوستان سے آج تک کوئی ایسا حاذق حکیم
دکن میں نہیں آیا ان کے فرزند حکیم میر سلامت علی باپ کے سامنے مر گئے تھے دوسرے فرزند میر امانت علی باوجود علم و فضل کے آوارہ مزاج نکلے اور
چند شخصوں کو حیدرآباد میں قتل کیا باپ کے زمانہ میں تو بچ گئے مگر بعد ان کی وفات کے مارے گئے ان کے خاندان کی پرورش حتی الوسع راجہ
چندو لال نے کر رہے میر امانت علی کا فرزند ایک سو روپیہ ماہانہ پاتا رہا حکیم شفائی خان کے داماد **حکیم میر صفدر علی** بالکل اپنے خسر کے
طریقہ پر طبابت کرتے تھے گویا خود شفائی خان تھے راجہ چندو لال کی ملازمت میں عمر بسر کی حکیم شفائی خان کے دوسرے داماد حکیم سید
اعظم الحسینی تھے راجہ چندو لال کے ان بیٹا یہ بھی ملازم رہے **حکیم عبد الحسن** حکیم شفائی خان کے شاگرد تھے یہ بھی بجمعیت ملازم تھے۔

حکیم بندہ علی خان ہندوستان سے حضرت غفران مآب کے عہد میں دکن وارد ہوئے تھے چند سال بعد باستصواب جعفر یار جنگ کے
حضرت مغفرت منزل کی حضور میں باریاب ہوئے اور پانسو روپیہ مہینہ مقرر ہوا پھر ایک سال کی رخصت لیکر ناگپور گئے تین سال
بعد واپس آئے اور پھر بحال ہوئے ۱۲۳۰ ہجری میں وفات پائی **حکیم شاہ علی** شاہ علی کرنول سے حیدرآباد آ کر نواب شمس الملک
کے ملازم ہوئے پھر راجہ چندو لال کے یہاں ڈیڑھ سو روپیہ ماہانہ پر نوکر رہے دو بار حج بھی کیا تھا ان کا فرزند عباس میاں جوانی کی
اوس کی عمر میں فقیری اختیار کی **حکیم احمد اللہ خان** کرنول سے آ کر مہاراجہ چندو لال کے ملازم ہوئے صاحب جاگیر تھے۔

حکیم میر کاظم علی خان گوالیار سے حیدرآباد آ کر تین ہزار روپیہ ماہانہ پر نوکر رہے ہو دو دل کی بعد راجہ گوالیار نے طلب کیا بتنخواہ
وہاں بھی مقرر کیا لاجواب تھے **حکیم مولوی سید ابراہیم** دو سو روپیہ ماہانہ تنخواہ سرکار سے پاتے تھے مولوی قطب الدین کے
فرزند تھے نواب ناصر الدولہ بہادر کے حکیم تھے ان کے بڑے بھائی **حکیم سید صاحب** سرکار سے چالیس روپیہ مہینہ ماہوار پاتے تھے۔

حکیم عافیت طلب خان حکیم شفا طلب خان کے فرزند تھے یہ شہر سورت کے حضرت نواب غفران مآب کے عہد میں حیدرآباد
آئے اور کہ چند روز عالیجاہ بہادر کے یہاں متعین ہے ہو گئے آخر کار شہزادہ کی بغاوت کے زمانہ میں یہ بھی نیابت سے ہٹا دی ان کے
فرزند عافیت طلب خان بعد وفات باپ کے بڑی سختیوں کے بعد ان کے پچاس روپیہ ماہانہ پر دو بیرہ سو روپیہ ماہانہ پر راجہ چندو لال کی
نوکر رہے پھر چار ہزار روپیہ کی جاگیر ملی اور پانصد روپیہ ماہانہ ماہوار مقرر ہوئی تھی۔

حکیم غلام حسین خان شاہجہان آبادی یکتائے روزگار اور بے مثیل تھے بڑے جید عالم تھے فاضل اور بے بدل طبیب تھے
راجہ گوبند بخش کے یہاں پانسو روپیہ ماہوار پر ملازم ہوئے پھر بعہد چندو لال کی سعی سے عدالت العالیہ کے حاکم مقرر ہوئے بے عدیل
اور جید عالم بحر العلوم تھے۔ ایسا عالم آج تک ہندوستان سے دکن کو کوئی نہیں آیا حکیم محمود خان حضرت غفران مآب کے عہد میں وارد
حیدرآباد ہوئے اور دو سو روپیہ ماہانہ سرکاری ملازم ہوئے انکی وفات کے بعد انکے فرزند حکیم علی رضا کو بھی یہی ماہوار سرکار سے عطا ہوئی
بہت بڑے صاحب فن تھے حکیم صادق حسین خان معروف حکیم مشار الملک صاحب حضرت وجیہ الدین عارف کے پوتے تھے حضرت
غفران مآب کے عہد میں کرنول سے حیدرآباد آئے اور دربار سے حضور پر نور دو سو روپیہ ماہانہ مقرر ہوا [illegible] رکھتے تھے لیکن نہایت باریک کام کا تعزیہ
اپنے ہاتھ سے ہر سال بناتے تھے ارسطو جاہ اور حضور پر نور نے دس ہزار پانسو روپیہ انعام اسکی کاریگری کا دیا اور حضور پر نور سے دو سو روپیہ سالانہ اس تعزیہ
کے نام جاری ہوا سنہ ۱۲۳۰ھ میں وفات پائی انکے بڑے فرزند حکیم لطف حسین خان سکندر جاہ بہادر کے حکیموں میں نوکر رہے انہوں نے ۲ محرم
سنہ ۱۲۴۰ھ میں وفات پائی دوسرے فرزند حکیم محمد اکبر حسین خان بھی حضور کے حکیموں میں تھے ایک روز انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ
کہتا ہے کہ اکبر حسین تمہاری عمر کے چھ ماہ اور باقی ہیں ہوشیار ہو کر خدا کی عبادت کر دوسرے صبح ہی انہوں نے تمام تعلقات دنیوی کو ترک
کر کے خدا کی عبادت شروع کی ہر چند عزیزوں نے سمجھایا کہ خواب پریشان دیکھی ہے اسکا خیال مت کرو اور دربار کو جاؤ مگر انہوں نے
کہنا نہ سنا آخر کار چھ مہینے ختم ہوئے اور انکو درد شکم شروع ہوا اور اسی عارضہ سے ۶ ذی الحجہ سنہ ۱۲۴۰ھ کو وفات پائی ہر شخص کو کمال حیرت ہوئی
کہ چھ ماہ سے ایکدن بھی زیادہ نہ ہوا۔ انکے تین فرزند تھے اول حکیم محمد نعیم الدین خان عرف نواب صاحب منصب جاگیر تھے دوسرے محمد احسن الدین
خان حسینی میاں یہ بھی منصبدار سرکاری تھے تیسرے عبد القادر سلمہ اللہ یہ بھی منصبدار تھے تیسرے فرزند حکیم مشار الملک صاحب کے حکیم محمد قمر الدین
خان جو منصبدار سرکار اور متوسلین حضور پر نور سے تھے چوتھے فرزند محمد وجیہ الدین خان عرف امین میاں یہ سرکار عالی میں داخل
اور عہدہ جلیلہ کا سعادت بہرہ ور تھے حکیم محسن خان دہلوی انکے بزرگ دہلی میں خاندانی شاہی حکما تھے نواب غفران مآب کے عہد میں دہلی سے
حیدرآباد آئے اور ظفر الدولہ مرزا ابن اللہ بیگ کے ملازم ہوئے اور انکے قتل کے بعد ارسطو جاہ کے یہاں چار سو روپیہ ماہانہ پر نوکر ہوئے حضور پر نور میں بھی
بار پایا ہو کر سرور الملک حضرت سکندر جاہ بہادر ہوئے ایک روز حسب الحکم خلوت مبارک میں بیٹھے تھے کہ دفعتاً مزاج بگڑ گیا اور غش کھا کر
گر پڑے اور ملازمین پالکی میں ڈالکر مکان کو لے چلے راستہ ہی میں روح پرواز کر گئی سنہ ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی انکے فرزند اول حکیم باقر
علیخان باپ کے منصب پر سرفراز ہوئے حکیم شفائی خان بھی [illegible] حاذق حکیم تھے انہوں نے سنہ ۱۲۴۲ھ میں وفات پائی
دوسرے فرزند حکیم محسن علیخان کے قاسم علیخان تھے جو عین ایام شباب میں گذر گئے [illegible]

جو باپ کی جاگیر پر سرفراز ہوئے میر فرزند حکیم محسن علیخان کے میان سو انام جوان مرگ ہوا درمیان نا علی مرزا حکیم محسن علیخان کے مدت تک زندہ رہا۔

علماء حیدرآباد فرخندہ بنیاد

ہمکو یہ عنوان مندرجہ بالا تحریر کرتے ہوئے ایک طرح کی الجھن پڑتی ہے دراصل یہ لوگ حیدرآبادی نہ تھے سب کے سب ہندوستانی تھے اسوجہ سے ہم انکو حیدرآبادی صرف اسوجہ سے کہہ سکتے ہین کہ انکا انتقال یہین ہوا اور اب تک انہی مقبرون ہین اسوقت تمام میرزہ دانشمند یہانکا سیاحی مرد ان حکیم عالم فاضل سب ہندوستان شمالی سے یہان آکر خاک یہین ملگئے ہین اس ملک کا باشندہ کوئی بھی کسی طرح کی فضیلت رکھنے والا ہماری نظر مین نہین آیا جو اسوقت ملکی و غیر ملکی کو جانکر اس مسئلہ پر بحث ہو مین وہ مبتلا مین کہ خود کون ہین ایکے پیر مین ذکر ہین انکی پیدایش کہانسے ہوئی اور کسوجہ سے اپنی ایکو ملکی کہتی ہین خیر ہمکو اس بحث سے غرض نہین ہے ہماری تاریخ کی ہر بہی والے خود جانتے ہین کہ اصل معاملہ کیا ہے ہماری تاریخ کی تالیف و تصنیف کا اصلی سبب یہی ہے کہ ہم ملکی غیر ملکی مسئلہ پر لڑنیوالونکو بتلادین کہ دراصل تم کون ہو۔ مولوی قطب الدین دہلوی بڑے راست گفتار نواب غفرانمآب کے عہد مین اور دکن ہو سید الیب استاد مقرب عالم بہادر تھے ۱۲۳۰ھ مین وفات پائی حکیم بھی تھے انکی فرزند بکمال زمرہ علماء کا مین لکھا گیا۔ مولوی حمید لکھنوی فرنگی محلی ان بزرگونکا سلسلہ نسب ملا نا عبد العلی ملک العلماء قدس سرہ تک پہونچتا ہے مولوی حمید مولوی مبین کے فرزند تھے اپنی زندگی مین لکھنؤ سے حج کو تشریف لے گئے اسی وقت جہاز طوفان مین گھر گیا جہان لیکر حیدرآباد پہونچے اور مکہ مسجد مین نہایت فصاحت و بلاغت سے وعظ کیا اور لوگ انکے گرویدہ ہو گئے حضرت مغفرت منزل کا زمانہ تھا حیدرآباد مین ایک ہزار روپیہ ماہانہ مقرر ہو گیا پھر اسکے عوض مین بارہ ہزار روپیہ سال کی جاگیر ملگئی بعہد سید محمد صفی استاد نور الامراء کے شادی کر لی ۱۲ آ مین دنیا سے ... انکی وفات کی خبر سنکر انکے فرزند مولوی ظہور لکھنوی جمال بقدر لکھنؤ سے حیدرآباد آئے اور نصف جاگیر پر سرفراز ہوئے مدت تک یہ بھی حیدرآباد مین مع اہل و عیال عزت و حرمت سے رہے اور دنیا کو کوچ کیا یہ بھی باپ کی طرح جید عالم تھے۔ مولوی میر تراب فاضل بہت ہی بڑے فاضل بحر العلوم عالم تبحر تھے بہادر کے استاد تھے مولوی صفدر اورنگ آبادی مرشد زادہ عالیجاہ بہادر کے جلیس و ندیم تھے ۱۲۱۲ھ مین وفات پائی انکے فرزند مولوی احمد صاحب بھی بڑے عالم مشہور زمانہ تھے مولوی کرامت علی شاہجہان آبادی تھے نواب میر الدولہ بہادر کے عہد مین ملازم انگریزی یہان آئے اور علم الدین بلند و نامی تمام تک محرر دفتر کار عالی کے حاکم مقرر ہوئے تھے۔ اولاد حضرت جعفر طیار سے تھے انکے فرزند مولوی عبدالعلیخان بھی بڑے عالم تھے مولوی اکبر سائن ہند سور رہتے تھے مگر ابو الظفر محمد اکبر شاہ ثانی بادشاہ دہلی یہان بر منصب تھے اور خطاب ... ممتاز نواب میر ... کے عہد مین حیدرآباد آئے اور ... روپیہ ... مقرر رہے۔ مولوی محمد عالم ناصر الدولہ بہادر کے استاد تھے۔ مولوی محمد لائق بیشاد رشید آباد آئے اور ... طبیبی مقرر رہے۔ مولوی حافظ محمد شمس الدین فیض مخلص کے ... حضرت غفرانمآب آصفجاہ

اور نواب غفران مآب کے عہد میں خدمات لائقہ پر سرفراز ہوئے مولوی شمس الدین بڑے باخدا عارف کامل تھے شاعر حق گو تھے صاحب تصانیف تھے مرید بھی کرتے تھے اور انکی کہیں تنخواہ بھی بڑا با سیر نفس تھے اللہ مغفرت کرے۔ مولوی کلیم اللہ بہت ہی بزرگ تھے انکے شاگردوں کی انتہا نہیں رہا نپور سے حیدرآباد آئے اور مسجد لشکر گنج میں مقیم ہو متوکل رہے۔ مولوی عماد الدین حسن لکھنوی تھے انکے پردادا مولوی محمد عظیم شہنشاہ ہندوستان کے استاد تھے مولوی محمد عظیم کے فرزند مولوی محمد اعظم تھے اور انکے فرزند مولوی عطا حسین تھے اور انکے فرزند مولوی محمد عماد الدین حسن تھے انکی جاگیر میں باون دیہات سرکار شاہی سے تھے شجاع الدولہ حاکم لکھنو نے ضبط کر لئی تب میر عماد الدین حسین عالم شباب میں حیدرآباد آئے اور مرشد زادہ سلیمان جاہ کے نوکر ہوئے بعد میں صاحب کی ملازمت رعبدہ بیگم صاحبہ رہے۔ بڑے اچھے عالم تھے۔ مولوی مظہر کرنول کے دیوان تھے وہان سے ناراض ہو کر حیدرآباد آئے نواب سکندر جاہ بہادر کے عہد میں مہاراجہ چندولال نے تین سو روپیہ ماہانہ پر نوکر رکھ لیا اور عزت سے رکھا۔ مولوی بدر الدین انکے آبا ہندوستان سے حیدرآباد آئے تھے بڑے عالم تھے اون کے انتقال کے بعد اون کے فرزند مولوی بدر الدین منصبداران سرکار میں داخل ہوئے اور عزت سے زندگی بسر کی۔ شریعت پناہ قاضی شریعت اللہ دہلوی نواب نظام علیخان بہادر کے عہد میں شاہجہان آباد سے حیدرآباد آئے اور قاضی معین الاسلام خان کے وفات کے بعد قاضی بلدہ مقرر ہوئے ۱۲۰۰ھ میں وفات پائی تب اون کے فرزند قاضی محمد ذو الفقار خان صاحب اونکی جگہ قاضی مقرر ہوئے اور نواب ناصر الدولہ بہادر کے آخر عہد تک بلدہ کے قاضی رہے۔ فتح اللہ بیگ خان مفتی نواب ناصر الدولہ بہادر کے عہد میں سب سے اول مفتی بلدہ مقرر ہوئے۔ مولوی خواجہ شہاب الدین سرہند کے رہنے والے تھے نواب غفران مآب کے عہد میں حیدرآباد آئے امیر کبیر بہادر کی مرضی کے موافق شمس الامرا تیغ جنگ بہادر کے معلم مقرر ہوئے آخر سرکار سے چار روپیہ روزینہ ملا کرتا تھا شریعت طریقت معرفت حقیقت میں مقتدا عصر تھے ۱۲۱۰ھ میں ایک سو برس کی عمر میں وفات پائی اونکے فرزند مولوی خواجہ نعیم الدین باپ کے روزینہ پر سرفراز ہوئے یہ بھی عالم شخص تھے۔

سوائے ان نو گوہروں کے اور بھی بہت سے علما و فضلا دار با علوم عقلی و نقلی اوس عہد میں بہ قرار شاہرہ پر سرفراز تھے۔ مگر اس زمانہ میں مشہور علما میں سب سے زیادہ عالیجناب مولوی سید حسین صاحب بلگرامی المخاطب بہ نواب عماد الملک عماد الدولہ مؤتمن جنگ المہار خان بہادر ہیں جو کل ملک سرکار عالی کے صیغہ تعلیم کے ڈائرکٹر ہیں۔

تاریخ نظام اردو

حصہ چہارم

فقراء کاملین جو اندرون و بیرون بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد مین آسودہ ہین اور
عرس کوہ شریف کوہ مولا علی اور عشرہ محرم الحرام اور صاحبان عالیشان
وکلاء سرکار انگلشیہ کے حال مین —

مولوی محمد عبدالرحیم خانصاحب

حنفی النعمانی ناظر مدارس ضلع ورنگل صوبہ شرقی ممالک محروسہ سرکار عالی نے بغرض تفریح
طبع ارباب دکن کے معتبر تاریخون اور تذکرون سے تصنیف کیا
اور جسکو سنہ ۱۳۱۱ ہجری مین

حاجی منشی لطف علیخان صاحب تاجر کتب بازار چار مینار

نے مطبع اخبار حیدرآباد گزٹ مین نہایت صحت و صفائی کے ساتھ طبع کرایا

حصہ چہارم ذکر فقرائے کاملین کے اندرون بیرون بلدہ حیدرآباد میں آسودہ ہیں

حضرت حسین شاہ ولی قدس سرہ العزیز[1] بن حضرت شاہ صفی اللہ بن شاہ اسد اللہ بن شاہ عسکر اللہ بن شاہ صفی کلان بن سید محمد اکبر بن حضرت سید محمد گیسو دراز بندہ نواز۔ انکا اصلی نام ابی عبد اللہ الحسین تھا اور لقب نصیر الدین تھا ارادت و خلافت اجداد سے رکھتے تھے سلطان ابراہیم قطب شاہ نے انکو اپنی دختر سے منسوب کیا تھا یہ مدت تک اوسکی رفاقت میں رہے بعد سلطان محمد قلی قطب شاہ اور سلطان محمد قطب شاہ و عبد اللہ قطب شاہ کی عہد تک اپنی جمعیت کے ساتھ حاضر دربار شاہی رہتے تھے عبد اللہ قطب شاہ انکی دل سے بہت عزت کرتا تھا ایکروز بادشاہ سواری میں جاتا تھا ایک چیل نے بادشاہ کی لباس پر بیٹ کر دیا یہ بھی ہمراہ تھے اوس چیل کو انکا غضب سے دیکھنا تھا کہ گر پڑی اوس روز سے انکا معتقد ہو گیا ان کے ایک فرزند بھی تھا جسکا نام امام الملک تھا آخر سنہ ... میں چودھویں جمادی الثانی کو انکا وصال ہو گیا مقبرہ انکا قلعہ گولکنڈہ کے پاس موجود ہے ہر سال عرس ہوتا ہے مال نذر جمع ہوتا ہے اب تک لاہیں انکے نام سے مشہور ہے **شاہ راجو**[2] رحمہ یہ حضرت شاہ سید راجو جو بیجاپوری برادر خورد حضرت حسین شاہ ولی کے بیٹے فرزند تھے شاہ راجو کلان اسوجہہ سے حیدرآباد چلے گئے تھے کہ بادشاہ محمد قلی قطب شاہ کا بھائی خدا بندہ باغی ہو گیا تھا جرم بغاوت میں گرفتار ہو کر قید ہوا تھا کہ فوراً حیدرآباد سے چلا اور ہانکا بادشاہ علی عادل شاہ انکا معتقد ہو گیا ان کے پوتے کے بیٹے سید شاہ راجو عبد اللہ قطب شاہ کے عہد میں حیدرآباد آئے جاگیر و معاش بھی پائی ابو الحسن تانا شاہ کی شادی کا قصہ ہم نے لکھا ہے جو انکی کرامات سے وقوع میں آیا جب انھوں نے وفات پائی تو انکا مقبرہ غازی بنڈہ حیدرآباد میں ابو الحسن تانا شاہ نے بنوایا اب بھی انکی اولاد موجود ہے ہر سال عرس بھی ہوتا ہے مرجع خلائق ہے۔ **سید حسن برہنہ صاحب**[3] سالک مستان مجذوب دیوانہ ہندوستان سے حیدرآباد میں آئے پہلے بندہ نواز کی درگاہ پر رہتے تھے پھر حیدرآباد میں اقامت اختیار کی پہلے بندہ کا مشہور روضہ تبرک سے سنتری کی طرف ہوتی سے مرید خلیفہ تھے ... سالک ستر خان وہ انکی خدمت کیا کرتا تھا جس جگہہ یہ آکر بیٹھے وہاں باغ جا بجا بنوا تھے ایک یہ تھا کہ سالک ستر خان گل ملازم رہتا تھا اور غریب مفلس تھا ان سید برہنہ کی دعا سے اوسکو کچھہ دولت ملگئی۔ اوس نے اپنے آقا کہا مالک ستر خان کی ... بیاہ تعین مگر کسی اولاد تھی یہ خبر سنکر مالک ستر خان انکی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کیا کہتا ہے اوس نے کہا کہ غلام اولاد نہیں رکھتا آپ نے ایک پیالہ پینگ کا اوسکو عطا فرمایا وہ پی گیا اوس روز سے اولاد ہونا شروع ہوئی کہ تعداد شمار سے باہر ہو گئی سلطان عبد اللہ قطب شاہ نے مالک ستر خان سے پوچھا کہ تمہاری اولاد کس قدر ہے اوس نے کہا کہ دفتر دیکھکر عرض کرونگا آخر کار ان سید صاحب نے ماہ جمادی الاول سنہ ... کو انتقال کیا مرقد مبارک اونکی جگہہ ہے سالک ستر خان اور اونکی فرزند و نکی اکثر قبر اونکی گنبد کے قریب ہیں

[1] مولف مخازن الاعراس [2] مولف تاریخ قطب شاہی [3] مولف مشکوة النبوة [4] اخبار ما لا نور ا

ہین امراء اس زمانہ مین بھی ہزار ہا نامی گرامی کشور ستان ہاں سو رہے ہین سید صاحب کی ولادت اتہا ہی ہر سال عرس ہوتا ہی۔

شاہ شبلی صاحب انکا اصلی نام زین العابدین تھا یہہ حضرت شاہ شبلی خراسانی کی اولاد مین تھے انکا اور انکی آباو اجداد کا سلسلہ بیعت اپنے ہی خاندان مین تھا یعنی جو شخص پیدا ہوا اپنے باپکا مرید ہوا۔ یہہ شاہ شبلی بغداد شریف سے آئے اور حیدرآباد کے شمالی پہاڑ پر سکونت اختیار کی تھی بڑا جلال و کمال حاصل تھا ان کے ایک فرزند شاہ مصطفی شبلی تھے آخر کار زین العابدین شاہ شبلی نے ۳ ماہ صفر المظفر سنہ ۔۔۔ کو وفات پائی مزار شریف اوسی پہاڑ پر واقع ہی۔

حضرت بابا شرف الدین صاحب حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے خلیفہ تھے زمانہ سلف مین حیدرآباد کو تشریف لاکر بسمت جنوب ایک پہاڑ پر سکونت اختیار کی اور مدت مدید تک ایک غار مین بیٹھکر عبادت کرتے رہے آپکا مقبرہ اوسی پہاڑ پر ہے آپکا عرس ۱۹ شعبان کو ہوتا ہے مکر سن وفات تحقیق نہوا بہت سے عمارات نئی بنا گئے ہین

حضرت میر صاحب کاوانی عرف میر انجی خدانما متصل کاروان بلدہ حیدرآباد آئے یہہ حضرت سلطان عبد اللہ قطب شاہ کے ملازم تھے ادنکو حکم سے کسی کار ضروری کیلئے بادشاہ بیجاپور بھیج گئے جب یہہ بیجاپور مین بتقضیہ معاملہ کے لئے مقیم تھے تو ایکروز انہون نے سنا کہ شاہ امین الدین اعلی سے حجرہ سے نکلے ہین اور خلق خدا اونکی زیارت کیلئے دوڑ رہی ہے یہہ بھی گئے جا کر دیکہا حضرت سر زانو بہ ہاتہ بیٹھے ہین اور سب لوگ انکی طرف دیکہ رہے ہین یکایک آپنے سر اوٹہایا اور لوگون نے سیر کر لئے شاہ صاحب کی آگے ایک پتہر تھا اوسکو دیکھکر فرمایا کہ یہہ پتہر کیا کہتا ہے تمام مرید خاموش رہی مگر میر انجی نے عرض کیا کہ یہہ پتہر یہہ کہتا ہی کہ امین الدین خدا ہوگیا اور خدا امین الدین ہوگیا یہہ سنکر شاہ امین الدین انکو حجرہ مین لیگئے اور تہوڑی دیر کے بعد میر انجی باہر آئے تو لوگون نے شاہ امین الدین انہین کو سمجھا اور تعظیم بجا لائے مگر پہر معلوم ہوا کہ میر انجی ہین اسکے بعد شاہ امین الدین پہر باہر آئے اور لوگون سے کہا میر انجی امین الدین ہوگیا اور امین الدین میر انجی پس انکو کمالات باطنی حاصل ہوگئے چند روز بعد مرشد سے رخصت ہوکر حیدرآباد آئے اور شاہ امین الدین کے خلیفہ ہو مدت تک ہدایت خلق اللہ مین مشغول رہے چند رسائل تصنیف کئے ایک مدت تک کوئی عرضہ اپنے مرشد کو نہ لکہی تب مریدون نے شاہ امین الدین سے عرض کیا کہ میر انجی اب بزرگی پر کسی کو ترجیح نہین دیتا شاہ امین الدین نے ایک کتے کے گلے مین رقعہ باندہکر انکے پاس بھیجا انہون نے تین کوس تک جا کر اوس کتے کا استقبال کیا اور اوسکو پالکی مین سوار کر کے خود کاندہے پر اوٹہا کر لائے اور شہر کو خیمہ دبار مین پہرایا اور اوسکو مسند پر بٹہایا اور خود مودب کہڑے رہے کئی روز رکہکر رخصت کیا اور جواب بھی لکہا اور تین کوس تک پہر استقبال کیا تب یہہ حال سنکر شاہ امین الدین مرید شرمندہ ہوئے ان میر انجی کی اولاد مین ایک فرزند امین الدین نامی تھے انکا وصال ۸ جمادی الاول سنہ ۔۔۔ مین ہوا عالمگیر نے اون سے کہا کہ خدا نما ہین میر انجی نے کہا اور کیا خدا دینا نہین بتاؤن مقبرہ شریف حیدرآباد کی باہر مغرب کی طرف کاروان مستعد پورہ کے متصل عبد اللہ پورہ مین ہی یادگار خاص و عام ہی انکی فرزندون نے مزار شریف پر گنبد بنوایا جسکو مکری کی گنبد کہتے ہین۔

حضرت شاہ میر محمود اولیا ۔ یہ سید اور نجف اشرف کے باشندے تھے سلطان عبد اللہ قطب شاہ کے زمانہ میں حیدر آباد میں آئے اور
جہاں اب تالاب میر عالم ہے وہاں ٹھہرے اور خود تنہا حضر میں ایک پہاڑ پر سکونت اختیار کی بیس برس اس پہاڑ میں بھی رہے تھے اور سید شاہ شمس مولا ان کے جانشین تھے شاہ
خلیل اللہ بت شکن فرزند حضرت شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی مرشد سلطان احمد شاہ بہمنی سے ارادت حاصل کی تھی کہتے ہیں انکو دست غیب حاصل تھا سلطان
ابو الحسن کے زمانہ میں جمال بنات … اعلیٰ حضرت عالیجاہ … مزدور انکو بادشاہ کی طرف سے … مزروعی دیتے تھے وفات کی تحقیق نہ
ہوئی یہاں انکی وفات ہوئی وہیں پہاڑ پر مقبرہ ہے ۔ انکے فرزند **شمس مولا** عہد حضرت آصفجاہ میں زندہ تھے سوا پنجشنبہ کے کبھی باہر نکلتے تھے اور جب نکلتے
تھے تو ترک شان سے مسلح نکلتے تھے شاہ میر محمود اولیا کے عرس کے دن راستہ میں ایک شیر آ بیٹھا راستہ بند ہو گیا انہوں نے خود جاکر اس شیر سے کہا آج عرس
کا دن ہے لوگ تم سے ڈرتے ہیں چلے جاؤ اور پھر مت آؤ اس روز سے پھر شیر نہ آیا اور اسی وقت چلا گیا انکی عمر اسی سال کی ہوئی اور بتاریخ ۱۴ ماہ
جمادی الاول ۱۱۷۱ھ میں وفات پائی باپ کے پہلو میں دفن ہوئے ۔ انکے فرزند چار تھے اول شاہ سید علی جو بالا ہوا دوم سید محمد سوم عظیم الدین
چہارم … سے نہیں ہوئے ۔ **شاہ سید علی** کا حال ہم ضرور لکھیں گے کیونکہ یہ بھی صاحب کشف و کرامات تھے انکے باپ نے انکی نسبت فرمایا تھا کہ شاہ
علی بارہ برس مجذوب رہیگا چنانچہ بعد وفات پدر یہ مجنون ہو گئے اور انکو قید شدید میں ڈالدیا اور انکی جگہ سید علی صاحب چھوٹے بھائی سجادہ نشین ہوئے
… کے بعد ان کے فرزند میر نصیب صاحب نے … حکم سے انکو قید شدید سے نکالکر مسند پر بٹھایا ثابت جذب میں بر زبان اور … بیٹھتے اور اپنی بولیاں
بولتے تھے یہ بھی … کہتے ہیں کہ … ہو بعد مسند نشینی کبھی مکہ مسجد اور حسینی علم میں تشریف لایا کرتے تھے حسینی علم میں
انکی مسند … آپ دیا ان … علی کو بھی جاتے تھے اور اسی راستے سے … گھوڑے پر سوار جاتے
تھے جس راہ سے گذرتے شور مچ جاتا … خلق اللہ آپ کے مرید معتقد تھے انکے سر پر … سے لیکے شہر … نذریں دیتے تھے جس روز جنگ کھرلا
ہوئی تھی اس روز دن بھر یہ بہت مضطرب تھے اور صبح شام دونوں وقت کا کھانا نہ کھایا درویش حسن نام ملا نے عرض کیا کہ قدسی آج جناب
کی حالت … فرمایا آج … بڑی آفتیں ہیں مدد … حضور … کھا کر تھے سارا دن اسی … میں رہا
رہتی فتح … درویش حسن کو حکم ہوا کہ طعام حاضر کر کہ فضل الٰہی شامل حال ہوا آخر کو معلوم ہوا کہ اسی وقت کھرلا میں فتح ہوئی تھی
اور … حضور … میں داخل ہو گئے تھے ۔ ان حضرت نے ۲۰ رمضان ۱۲۱۰ھ میں وفات پائی مرقد مبارک … عبد الحمید …
بزرگوار کے پہلو میں … خلائق ہے ۔ انکے فرزند **حضرت شاہ میر نصر صاحب** بھی بہت … تھے حضرت مغفرت
منزل … محمد نگر … نواب … اور یہ بھی … ان سے … ہو کر … اور …
فرمایا نواب … منظور کیا ۱۲…ھ میں وفات پائی ان کے بعد کوئی شخص … نشینوں میں ایسا نہیں جس کا حال قابل تحریر ہو۔

مراد شاہ دہوتی صاحب حال تہی ہمیشہ بخلاف طریقہ فقراء اسلام دہوتی باندہتی تہی اسکی ساری فقیران سی ملتی تہی
نہ کچہ کہانا کسی سی لیتی غلہ لیتی تہی ایک عورت شیخ شمس مولا کی یہان فقیرونکے کہا بیلی ہم کہالین تب انکو جنس دینا انہون نے شمس مولا سی
ایسا ہی کردیں فقرا کہانا کہا یا مگر سب نے تی کردی ایک بہی باقی نرہا اب جگہہ ہندو جوگیون کے ساتہہ ہوا بینا کہانا تو جوگا وغیرہ
دینے تلک لگا کر ہندؤن کی طرح پکایا ہی کرتی تہی اور ان جوگیون کے سا پکایا اور جب انکو معلوم ہوا کہ یہہ مسلمان ہین تب اونہون نے
ان سے کہا آپنے ہم سب خراب کردیا انہون نے کہا جہوٹہا کوئی کہتا ہی مین تمہار گروہ سے ہون چنانچہ اپنا ستا ہتہ اونکو بے خطنہ بریدہ
دکہلایا وہ مطمئن ہوگئے مسلمان فقیرونے غل کرکے انکو گہیر لیا انہونے کہا مین مسلمان ہون اور اپنا ستر ختنہ بریدہ دکہایا پس تمام
فقراء اسلام معتقد ہوگئے ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۰۰ سنہ کو وفات پایا انکا مقبرہ آصف نگر کے قریب باغ گوردہنداس پر موجود ہے۔

سید احمد صاحب گوسفند والہ رح یہہ بیجاپوری ان کے باپ سید فرزند درگاہ پیشہ تہے جب انکی بی بی اور بیٹیان مرگئین تب بید
سے موضع چنچولی مین آکر ترک لباس کر محی الدین حبیب اللہ کی خدمت مین بکرفقیر ہوگئے اور سالک مجذوب ہو گئے پہر بعہد عماد الملک مبارز
خان ناظم بلدہ حیدر آباد دو محل کے نیچے آکر رہنے لگی جب نواب آصفجاہ دکن کو آتے تہے تب عماد الملک انکی جہونپڑی پر آیا لیکن ایک کی
سے اونکی دستار گرگئی اور یہی بدشگونی ہوئی حضرت نے کہا آصفجاہ سے مت لڑ مگر اوس نے نمانا اور مارا گیا۔ حضرت سید احمد صاحب
بکریان پالا کرتے تہے اسیوجہہ سے ابتک اونکی نام کی بکریان اور بکرہی نذر دجاتے ہین اور وہ بازار مین دن بہر پہرکرات کو زیارت پر آجاتے
ہین ۲۶ ذی الحجہ ۱۲۳۲ سنہ کو وفات پایا مقبرہ اونکا موجود ہے ہرسال عرس ہوتا اور ہمیشہ نوبت بجتی ہے **حضرت شاہ جان اللہ صاحب**
رح یہہ حضرت بہی بیجاپوری تہے ان کے فرزند منصبدار شاہی تہے مگر یہہ ترک خدمت سلطانی کرکے شاہ محی الدین خداوند بادی
کے مرید ہوا اور پہر وہان سے چلکر حیدر آباد مین آئے اور چار مینار مین سکونت لیتا کی ہر قت حالت جذب مین رہتے تہے لوگون کے مدعا مین آپکی دعا
اکثر قبول ہوئین موسی ندی طغیانی آپکے مزار تک اب بہی نہین پہونچتی آصفجاہ ثانی نے حکم دیا کہ تمام رستے کو ر ادر جی حیدر آباد
اوسیون سے خالی ہوجاوین کوئی مرد نرہے تا کہ ہمارا زنانہ تماشا شہر کی سیر کرے چنانچہ سارا شہر مردون سے خالی ہوگیا۔ بہادل خان
نے ان سے آکر کہا کہ جناب بہی باہر تشریف لیجاوین انہون نے فرمایا کہ اپنی آقا سی کہہ کہ رہتا ہی یا دوسرے کو تجویز کرون۔ کہتے ہین
یہہ عبارت اس ہیبت وصلابت سے کہی کہ بہادر دل خان ناظم بلدہ حیدر آباد زمین پر گر پڑا اور لرزہ بدن پر چہا گیا۔ آخر کار یہہ ساری
کیفیت ناظم نے حضور پرنور مین عرض کی حکم ہوا کہ اب ہرگز اون سے کچہہ مت کہو جب نواب مغفرت مآب سوار ہوتے تو پہلے انکی
خدمت مین حاضر ہوا وہ نذر دین مین پینا حضرت نے دعا دی کہ تیری اولاد قیامت تک یہانتک حکومت کرے انتقال چند روز

پہلے چار مینار سے نکلکر جابجا گشت کرتے تھے آخر کار رجب ۱۲۱۱ھ میں واصل ہوگیا مقبرہ شریف دریا موسی کے کنارے دہلی دروازہ کے قریب
موجود ہے ہر سال عرس ہوتا ہے **حضرت شاہ خاکی صاحب** رح حضرت شاہ عبدالقادر لنگ بند کے مرید تھے ہمیشہ سنگھاڑہ میں بیٹھے رہتے تھے اور پہر
رات گئے حسینی علم کے اوس طرف کنارہ ہمسایہ کے مکان سکونت میں چلے جاتے تھے ہر شخص بہت ہمیشہ خدمت کیا کرتے تھے اور ساتھ ساتھ کنارہ تالاب
تک جایا کرتے تھے وہاں سے شاہ خاکی انکو رخصت کر دیتے تھے ایکروز دو نو شخص کھڑے ہوئے چھپکر دیکھنے لگے کہ حضرت ہمکو ان تک کبھی
نہیں لیجاتے تھے اسمیں ضرور کچھ بھید ہے یہ چھپے ہو دیکھتے ہیں کہ شاہ خاکی پانی پر اسطرح چلے جاتے ہیں جیسے زمین پر جب ان
شخصوں نے اس حال کو ظاہر کیا اوس روز سے پھر سنگھاڑہ کو نہ آئے ایکروز ایک شخص نے ان پر تھوک دیا آپ کچھ نہ بولے دوسرے شخص نے زوال
سے دعا کر دیا تب بھی خاموش رہے مقام تسلیم و رضا میں مستعد تھے رجب ۱۲۳۰ھ کو وفات پائے **حضرت شاہ علی عباس ثانی** رح
ہمیشہ حالت جذب میں رہتے تھے ایکروز حوض میں پاؤں لٹکا بیٹھے ان کے والد نے کہا انکی قاب گرم دم کے ہاتھ بھیجی وہ قاب پانی میں
گر گئی خادم نے اسی طرح جاکر عرض کیا انہوں نے کہا اون سے کہو وہ قاب لے رکھا ہا دوسرے شخص کے لئے تھا اولیکن دو انہوں نے ہاتھ ڈالکر
پانی دہ قاب گر پڑی طعام سمیت نکالکر حوالہ کر دی محرم ۱۲۳۶ھ میں وفات پائے مزار حسینی علم کے قریب موجود ہے مکان سکونت میں مدفون ہوئے
حضرت اود باد شاہ رح سالک مجذوب تھے ایک شخص سے کہا شلر لا وہ دو شیشی لایا لیکن انہوں نے ناپسند فرمایا اور اپنا
لوٹا دیا سا شخصوں نے رات بھر پی اور خوب مست ہو صبح کو دیکھا کہ لوٹا پانی سے بھرا ہوا ہے نواب آصفجاہ بہادر کے آخر زمانہ تک زندہ رہے
رمضان کو انتقال کیا سنہ تحقیق نہوا مقبرہ شاہ علی بنڈہ پر موجود ہے **شاہ قناعت** رح فرسپاہی پیشہ شاہ عبدالنبی کے
مرید ہوکر ترک لباس کر کر فقیر ہوگئے تھے انہوں نے اپنے مرشد سے کہا کہ اسرار معراج مجھپر ظاہر کرو انہوں نے کہا کہ کالا منہہ کرکے گدہے پر
سوار ہوکر شہر میں چکر لگا اور لڑکوں سے گالیاں سن پھر آ تو بتاؤنگا۔ چونکہ پہلے اسرار معراج کے لکھا پر ذلفیہ سے تھے
سب کچھ کیا اور آئے لیکن مرشد نے تین روز سمجھا کر ٹالا مگر انہوں نے نہ مانا آخر کار شاہ مراد سے مطلب حاصل ہوا انبا خان عماد الملک کے
زمانہ تک زندہ رہے ۱۱ ذیقعدہ ۱۲۴۰ھ میں وفات پائے قبر اوزلکی تالاب میر جملہ کے قریب ہے **حضرت شاہ مجد الدین** رح
شیخ احمد خلیفہ کے تھے جامع علوم کے عامل تھے اون کے مرید شاہ غلام احمد کمبل پوش اور شاہ حفیظ اللہ علوی اور رشید وغیرہ تھے جو
قبر اوزلکی دروازہ چادر گھاٹ میں باسہ موسی ندی کے اون فرش تک نہیں پہونچتی **حضرت شاہ عنایت** رح حقیقت
شیخ دلی کے باشندے تھے ٹاٹ کا لنبا جبا پہنے رہتے تھے اور کاغذ کی ٹوپی سر پر پہنتے تھے اس لئے ٹاٹ شاہ مشہور ہوئے کاغذ
کی ٹوپی پلنگ پایک ریک سے بیچ بند ہی رہتی تھی ہندستان سے اورنگ آباد میں آئے سو سید قمر الدین صاحب انکے مرید تھے حضرت مغفرتمآب کے

زمانہ تک زندہ رہے۔ **حضرت شاہ جہاں** رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کے جاروب کش تھے اتفاق زمانہ سے جہاز پر سوار ہو جہاز برباد ہوا
انکا بھائی جو ساتھ تھا ڈوب گیا مگر یہ ایک تختہ پر زندہ و سلامت کنارے پر پہونچے اور رو با بندر [illegible] وارد دکن ہوا اور شاہ عالم حسینی فرزند شاہ راجو کے
مرید ہو چند روز میں حالت جذب بہم پہونچی ہمیشہ جنگل میں رہا کرتے تھے اور جہاں مسجدیں ٹوٹی دیکھتے تھے جھاڑو دیکر خس و خاشاک سے پاک کرتے تھے۔ اکبر [illegible]
سلطان ابو الحسن تانا شاہ کے سوار رہا تھے انہوں نے بے تحاشا گالیاں دینا شروع کیں سلطان نے حکم دیا انکو پابزنجیر قلعہ گولکنڈہ میں مقید
کر دو چنانچہ ایسا ہی ہوا لیے دوسرے روز سپاہ کے گھر میں موجود تھے اس کرامات کو دیکھکر لوگ معتقد ہو گئے انکا سن ایک سو سال تک پہونچا تھا مقبرہ
انکا متصل دروازہ نوبت محل شاہ علی بندہ کے راستہ پر موجود ہے ہر سال عرس ہوتا ہے۔ **حضرت شاہ میر اولیا** رحمۃ اللہ علیہ انکا مقبرہ اندرون
جلو خانہ نوبت محل سر مبارک کی قبر اسی محل کے اور گرد ہے کہتے ہیں کہ یہ لڑکر شہید ہوا اور سر کہیں گرا دھڑ لڑتا ہوا یہاں تک پہونچا تو
کہا [illegible] کی لڑائی میں شہید ہو [illegible] مقبرہ بھی غیب ہوا تاہم صندل بھی لگاتے ہیں۔ **حضرت شاہ نور محمد صاحب**
آپ باپ کو [illegible] سوداگری کرتے تھے باپ کے [illegible] تمام مال و متاع خیرات کر ڈالا بیجاپور باشندہ تھا سیر حیدر آباد شاہ علاء الدین
کے مرید ہو سلطان عبد اللہ قطب شاہ کے عہد میں حیدر آباد آکر محلہ [illegible] میں بیرون شہر سکونت اختیار کی [illegible] و اللہ [illegible]
[illegible] ایک [illegible] شاہ [illegible] کی جانب [illegible] آتا تھا [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] ہاتھی [illegible] چنانچہ ہاتھی چلا گیا یہ کرامت دیکھ
[illegible] مقبرہ [illegible] عرس بھی ہوتا ہے۔ **حضرت شاہ یوسف صاحب**
و حضرت شاہ شریف صاحب [illegible] شاہ یوسف صاحب اور شاہ شریف صاحب اہل کنعان تھے [illegible]
[illegible] چراغ گل ہو گیا [illegible] مقبرہ پر قایم ہا اور چراغ بھی
[illegible] تھی [illegible] میں [illegible] سلسلہ قادریہ [illegible]
[illegible] حیدر آباد میں سکونت اختیار کی [illegible]
[illegible] انتقال کیا [illegible] شاہ شریف [illegible]
[illegible] انتقال [illegible] الی اللہ [illegible]
[illegible] سفید لباس پہنا اور ایک سفید چادر [illegible] انتقال [illegible]
[illegible] انتقال کیا [illegible] انکا مقبرہ [illegible]

حضرت شاہ عبدالقادر چشتی رح اپنے باپ کے مرید تھے کثرت مراقبہ میں کوزہ پشت ہو گئی تھی تمام عمر عالم تجرید میں بسر کی
صفر سنہ ۱۱۹۰ھ میں وفات پائی قبر شریف محلہ دبیرپورہ کے پاس ہے شافعی طریقہ پسند تھا حضرت شاہ ابوالحسن چشتی رح
سلسلہ نسب انکا عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے طریقہ شافعی رکہتے تھے مرید خاندان درویشی تھے ترک ملازمت کرکے شاہ جعفر خلیفہ
نظام الدین اورنگ آبادی کے مرید ہوئے تھے مدت مدید ریاضت میں گذار کر حیدرآباد آئے اور یہیں اقامت اختیار کی ۲ شوال سنہ ۱۱۶۷ھ میں وفات پائی قبر شریف
بیرون شہر محلہ دبیرپورہ میں ہے حضرت شاہ موج چپ سیاح تھے دیوار قہقہہ تک ساتھہ فقیروں کے گئے تھے دیوار قہقہہ پر چڑہکر
دوسری طرف گرا چاہا مگر فقرا نے جو رسی باندہ دی تھی اوسے کہینچ لیا مگر بیہوش ہو گئے ہوا لگا باغ کی فضا دیکہکر لوٹے تھے جنگل کی سیاحی میں ہوا
مزار شریف بیرون شہر لال دروازہ کے پاس ہے نوبت بھی بجتی ہے۔ یومیہ بھی مقرر ہے حضرت شاہ امین الدین ثانی میراں جی
کے فرزند تھے انہوں نے اپنے باپ کے مزار پر گنبد بنوایا اور ایک بہانجے کو خلافت دیکر رخصت کیا دوسرے کو سجادہ نشین کیا سنہ ۱۱۲۱ھ میں
انتقال کیا انکی قبر بھی گنبد میں باپ کے پہلو میں ہے حضرت شاہ میران حسینی ثانی رح ان کے باپ سید حسین شاہ صاحب
میراں میراں جی خدا نما داماد تھے میراں حسینی شاہ امین الدین ثانی کے مرید تھے ان کے فرزند امین تھا بعد باپ کے سجادہ نشین ہوئے آخر کار شاہ ملک
نے ہول ہیبت یعنی ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۱۳۰ھ میں وفات پائی حضرت سید علی بخاری رح مرید و خلیفہ شاہ سید محمد کے تھے بہت تھے عبداللہ
قطب شاہ کے زمانہ میں تھے بادشاہ کی سلطنت تلنگ ندیم ان فرزند شاہ حیدر نے انکو بعد وفات پاس شہزادہ خان وزیر سلطان عبداللہ قطب شاہ
نے بوجہہ ارادت ان کی قبر سنگ مرمر کی بنوائی حضرت سید بخاری کے ملے بھی یہیں مدفون ہیں یہ مقبرہ محلہ کاروان میں پیچھے موسی ندی کے لبنا موجود ہے
حضرت شاہ مشیت اللہ صاحب رح بدل سپاہی تھے بادشاہ اور فرخ سیر بادشاہان دہلی کے وقت میں نوکر تھے تمام بدن زخموں سے چور تھا
آخر کار ترک ملازمت کرکے حیدرآباد آئے اور فتح دروازہ کے مسجد میں سکونت اختیار کی اور عبادت الہی میں مشغول ہوئے صندل خان نامی انکی خدمت
کرتا تھا لوگ انکو کیمیا گر سمجھتے تھے ایک روز ناظم بلدہ حیدرآباد نے آکر عرض کیا کہ فدوی کو کیمیا سکھلا دیجئے مسجد سے غائب ہو گئے اور دوسری مسجد میں
جاکر مقیم ہوئے لوگ وہاں بھی پہنچے دو مہینے بعد ایک روز بعد نماز صبح کے روبقبلہ ہوکر لوگوں سے فرمایا کہ اگر آسو صندل خان ہوتا جس قدر سونا بنا
لے لیتا محمد قاسم مرید سمجھتا تھا کہ اوس وقت تمام در و دیوار طلائی احمر کی نظر آتی تھی اور تہوڑی دیر بعد کچھ نہ تھا قاسم مرید کہتا تھا صاحب
کے انتقال کیا ایک روز باقی رہا تو سیر بادشاہ سے مرید نے فرمایا کہ کل ہمارا انتقال ہوگا ہمارا سامان دفن و کفن محمد قاسم مرید لادیگا خانہ
چار گہڑی رات سے حضرت کا انتقال ہو گیا دوپہر دن وقت محمد قاسم سوداگر تبریز کا مرید سوا سو سامان تجہیز و تکفین نقد پچیس روپے لیکر آیا
اور دفن کیا وہ کہتا تھا پانچ روز پیشتر حضرت نے مجھہ سے خواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارا مرنا نہیں پانچ روز باقی ہیں تم بہت جلد آؤ

سامان تجہیز و تکفین بہائی نا اور دفن کرنا۔ قبر مبارک بہو ر کی کہڑکی کے پاس ہے جو دکنا ہے غسلہ انکی اولاد ایک شخص سجادہ نشین شاہی
حضرت شاہ مخفی صاحب رح فقیہ ہوا انکا مخدوم سالار تھا کامل الفقیت تھے بیرون لال دروازہ مقبرہ موجود ہے **حضرت شاہ لال**
شاہ درویش رح بیدر سے حیدر آباد میں آئے ۱۱۸۰ھ میں وفات پائی منجمل گور ہ مشرق طرف مقبرہ موجود ہے **حضرت شاہ**
حبیب اللہ صاحب رح اہل یورپ سے تھے شاہ غلام احمد مرید تھے شاہ ولی خان ناظم بلدہ انکا معتقد تھا رفعت الملک کے مکان کے قریب مقبرہ موجود
۷ صفر ۱۱۸۸ھ میں وفات پائی **حضرت شاہ ولی الہی صاحب** رح نام میر علی شاہ ولی اللہ بن شاہ برہان الدین بن شاہ بندگی حسینی بن شاہ ید اللہ
بن شاہ گیسو دراز ثانی بن شاہ حسن بن شاہ سید قبول اللہ حسینی بن سید اصغر حسینی بن شاہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز۔ قادریہ اور چشتیہ دونوں خاندان
مرید تھے۔ انکا انتقال ۱۲۰۰ھ ارکاٹ میں ہوا مگر ایکسال کے بعد حیدر آباد لائے اور جوہری کوچہ بلدہ میں دفن کیا ۲ محرم کو وفات پائی انکے فرزند
درویش شاہ محی الدین شاہ نصیر صاحب چہوڑے۔ **شاہ میران حسینی** رح ٹہتہ بنگال کے باشندہ تھے شاہ خداوند ہادی کے مرید ہو کر بلدہ
میں آئے۔ انکی خدمت میں ضلع چنچولی میں رہے پھر حیدر آباد آئے اور یہیں وفات پائی قبر شریف محلہ علی آباد میں برسر راہ شاہ علی بندہ اسود موجود ہے
حضرت شاہ امین رح فرزند حضرت میران شاہ حسینی پہول بیچہ والی تخت کامل تھے ۱۲۲۲ھ میں وفات پائی اور پہول بیچہ میں دفن ہوئے
انکی کمالات میں مذکور ہے کہ ایک روز کہیں فاتحہ سوم میں گئے اثبات نفی کا ہو رہا تھا یہ بھی موجود تھے ان کا چہرا ہاتھ میں تھا لوگوں سے کہا
اثبات و نفی دیکھو چنانچہ جب لا الہ کہتے چہرہ غائب ہو جاتا جب الا اللہ کہتے نظر آتے تھے۔ **حضرت شاہ رضا صاحب** رح
سادات رضوی تھے ان کے باپ کا نام سید علی خان تھا جو منصبدار شاہی تھے ان کے چار فرزند تھے سب سے چھوٹے شاہ رضا صاحب تھے والد کے فوت ہونے کے
بعد چاروں بھائیوں نے مال و متاع تقسیم کر لیا مگر انہوں نے نہ لیا اور جنگل میں نکل کھڑے ہوئے اور دہلی چلے گئے اور حضرت شاہ نظام الدین
اولیاء سے درخواست ارشاد کی تیسرے روز خواب میں کہا کہ حکم ہوا کہ شاہ اسرار اللہ کے پاس جاؤ صبح کو بیرون شہر منسوبہ کے چشمہ پر بیٹھے تھے کہ
ایک بزرگ نمودار ہوئے اور ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لے گئے اور مرید کیا یہی شاہ اسرار اللہ تھے انکو گجرات لے گئے اور پہر شاہ رضا صاحب حیدر آباد
آئے اور سکونت اختیار کی انکی بزرگی اور کمال کا حال سنکر نواب بسالت جنگ نے ایک مکان رہنے کو دیا اور ملاقات کی اور جاگیر بہی مقرر کر دی
رکن الدولہ وقار الدولہ ناظم بلدہ دونوں انکے معتقد تھے کوہ مولا علی کی زیارت کو گئے تھے وہاں گروہ عارضہ سے ہوا ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۱۷ھ کو
وفات پائی انکا جنازہ مولا علی سے وقار الدولہ پالکی میں ڈال کر لایا اور انہیں کے مکان میں جو برسر راہ تالاب میر جملہ واقع ہے دفن کیا انکے فرزند
تھے اول شاہ میر حسن صاحب کہ سجادہ نشین ہوئے یہ بھی نہایت بزرگ تھے اور جملہ امرا انکی ملاقات کو آیا کرتے تھے اعظم الامرا ارسطو جاہ کو بڑی
راسخ عقیدت تھی کہرلہ کی لڑائی کے بعد انہوں نے بھی انتقال فرمایا اور باپ کے پہلو میں دفن ہوئے دوسرے شاہ رضا صاحب تیسرے شاہ حسن صاحب کہ

یہہ بھی انتقال کر گئے انکی اولاد مین سے ہمیشہ کوئی نکوئی سجادہ نشین رہتا ہے **سید شاہ میران بخاری** رح بیجاپور کے باشندے حافظ
کلام اللہ اور شاہ محمد مدرس کے مرید تھے جب عالمگیر بادشاہ بیجاپور سے حیدرآباد آئے تو یہہ ہمراہ آئے دو فرزند قطب عالم اور دوسرے حافظ محمد ابراہیم انکی
قبرین بارہ دری شمس الامرا کے قریب دیوار مین مسجد کے اندر موجود ہین سجادگی قائم ہے **شاہ محی الدین احمد** رح سید عبدالقادر جعفری صاحب کے جانشین تھے
یہہ ۲۰ رجب [illegible] کو وفات پائے انکا تکیہ قریب قبر موجود ہے **شاہ غلام محمد کمل پوش** رح شاہ محمد الدین کے مرید خلیفہ تھے مزار شریف دروازہ یاقوت پورہ
کے پاس ہے عرس ہوتا ہے **شاہ غلام آبرو** رح حضرت محمد غوث گوالیاری کی نواسی اور مرید خلیفہ حضرت شاہ نجم الدین آبرو کے تھے انہون نے شاہ امین الدین
اعلی کو بیجاپور مین شاہ برہان الہی کو برہانپور مین مرزا عبدالقادر بیدل کو شاہجہان آباد مین دیکھا تھا حیدرآباد مین حضرت نواب غفرانمآب کے اول سال
جلوس مین آئے تھے ایکسو سولہ سال کی عمر ہوئی ۹ جمادی الاول ۱۲۰۱ھ مین وفات پائے مقبرہ انکا محلہ دبیر پورہ مین ہے اب کوئی انکا سجادہ نشین نہین ہے **قاضی
خلیل** رح حضرت نواب آصفجاہ کے عہد مین قاضی بلدہ تھے ۱۱۸۱ھ مین وفات پائے مقبرہ انکا فرحت محل کے قریب ہے **شاہ یوسف** رح مقبرہ انکا
[illegible] صاحب کی لڑکی کو دیا بہر مرشدزادہ عالیجاہ کی بنیاد مین بھی سب تیر **حضرت حلبی حافظ مولوی شاہ سید نور العلی صاحب**
یہہ مولوی سید قمر الدین صاحب کے مرید خلیفہ ہین ان حضرت سید قمر الدین صاحب کا مزار اورنگ آباد مین ہے انکی وفات کے بعد سید نور العلی صاحب
حیدرآباد مین تشریف لائے اور درس وہی شروع کئے بڑے جید متبحر عالم تھے سو برس کی عمر مین ۶ ربیع الاول ۱۲۰۴ھ مین وفات پائے اور جس جگہ اب مرقد مبارک ہے
دفن ہوئے انکے بجائے فرزند بڑے **سید نور الانبیا صاحب** سجادہ نشین ہوئے یہہ بھی بڑے بزرگ تارک الدنیا تھے یاقوت پورہ دروازہ
الماس [illegible] کی مسجد کو درست کرایا اور وہین مکان سکونت بنوایا تھا اور بعد وفات وہین دفن ہوئے **سید نور الاولیا صاحب** رح فرزند دوسرے
فرزند سید نور العلی صاحب مرحوم تھے بڑے قوی ہیکل اور زبردست جوان تھے یہہ بھی اپنے باپ کی پہلو مین دفن ہوئے تیسرے فرزند **سید نور الاصفیا صاحب**
کرنول کو گئے اور الف خان نواب کے یہان بھی عزت پائے پہر واپس حیدرآباد آئے ۲۰ ذیقعدہ ۱۲۵۵ھ مین وفات پائے اور اپنے بزرگوار کی پہلو مین
دفن ہوئے **شاہ محمد ان الحسینی معروف بہ سید ابن صاحب** رح حضرت شاہ سید اعظم الحسینی کے فرزند ثانی تھے شاہ اعظم الحسینی بہاری [illegible]
تھی باوجود دولت و ثروت اپنا سودا بازار سے خود خرید کرتے تھے جانماز [illegible] سواری سے اُتر پڑتا اور تعلیم بجالاتا اور انکا سامان بہ دوش [illegible]
پہنچا جاتا تھا اسی سال کی عمر ہوئی ۲۸ صفر ۱۲۱۱ھ مین وفات پائے حضرت کا مزار مقدس شیر ل کی کمان کے قریب ہے اور فرزند [illegible] مسجد مین مدفون
ہوا انکے فرزندان نامی جا اول **حضرت سید ابن صاحب** رح آپ کے وقت مین جامع علوم ہو گئے تھے بعد وفات اپنے بزرگوار کرنول کے
نواب الف خان نے بلایا [illegible] آدھا سال بعد تشریف لا شیر ل کی کمان کے پاس شاہ انصار کی مسجد کو درست کر کر زمانہ مشغول بخشش رہے
اور پہر [illegible] ربیع الثانی ۱۲۴۶ھ کو وفات پائے دوسرے فرزند شاہ اعظم الحسینی کے سید عبدالولی [illegible] ہمیشہ تکلیف مین

بسر ہوئی تھی سید باقر حسینی جو رسل صاحب رزیڈنٹ کے اوستاد تھے ان صاحب رزیڈنٹ کی سفارش سے انکو پانچہزار روپیہ کی جاگیر پیشگاہ
خلافت سے عطا ہوئی تھی اون کے مرنیکے بعد اون کے فرزند منصبدار بنائے گئے۔ جو فرزند تھے عین جوانی مین انتقال کیا تھا اس خاندان کی اولاد
ابتک موجود ہے **حضرت شاہ موسیٰ قادری** رح یہ اولاد حضرت محبوب سبحانی غوث الاعظم دستگیر سے ہین انکے والد کا نام قادر بادشاہ تھا اور انکے
دادا کا نام سید محی الدین تھا جنکی قبر قلعہ گولکنڈہ کے لنگر کے حوض پر ہے حضرت شاہ موسیٰ کے جد امجد پیر شاہ محی الدین ۱۱۴۰ھ مین وفات پائے
اونکا مقبرہ حضرت موسیٰ قادری نے تعمیر کرایا ۹۰ سال کی عمر مین شاہ موسیٰ قادری بعد باپ کے سجادہ نشین ہوئے اور کنج عزلت اختیار کیا نواب غفران مآب انکے
پاس گئے تو اونکو اپنے برابر بیٹھایا ۱۲ ذیقعدہ ۱۲۱۱ھ کو وفات پائی ۱۱۲۵ھ مین پیدا ہوئے تھے باپ کے روضہ کے پاس مدفون ہوئے۔ انکے فرزند
حضرت سید غلام علیشاہ بڑے عابد زاہد متقی عارف باللہ تھے ریاضت و عبادات مین محنت شاقہ اوٹھایا تھا اس لئے سخت ضعیف و نحیف ہو گئے
انکی دعا سے اکثر لوگ فیضیاب ہوئے ۲۶ جمادی الاول ۱۲۵۰ھ مین وفات پائی اپنے والد ماجد کے پہلو مین دفن ہوئے **حضرت شاہ
فتاح** رح صاحب اولاد حضرت پیران پیر دستگیر سے تھے مبارز خان ناظم حیدر آباد نے انکو اپنے مکان پر طلب فرمایا یہ تشریف لیگئے مگر مبارز خان
اوس وقت بیت الخلا مین تھا حضرت دیوانخانہ مین بیٹھ گئے مبارز خان کے نکلنے سے پہلے ان سے بے ادبی کر کر کہا کہ لوگ جبہ و دستار پہنکر مکاری کرتے
ہین درحقیقت کچھ بھی نہین ہے یہ سنتے ہی حضرت وہان سے سوار ہو کر مکان کو چلدیئے اوسی حال مین اوسکو درد شکم اوٹھا اور قریب المرگ ہو گیا
مبارز خان بیت الخلا مین مدت تک بیٹھا رہتا تھا آخر اس بیوقوف کے درد شکم کی اطلاع مبارز خان کو پائخانہ مین کی گئی مبارز خان
نے یہ دریافت حال اپنے دونون فرزندونکو ہاتھی مین سوار کر کر دوشالہ اوڑھا کے آپکے قدمون پر گرا دیا اوسی وقت نکلے آخر آپنے اون بیوقوف
کو ایک پیالہ پانی پر کچھ پڑھکر پلایا اوسی وقت اچھا ہو گیا اور مرید بھی ہو گیا نصرت خان بھی مع متعلقان مرید ہوئے سوائے انکے ہزارہا لوگ
مرید تھے اس مبارز خان عماد الملک کو ان حضرت نے بھی نواب آصفجاہ بہادر سے لڑنیکی اجازت نہ دی تھی مگر اوسنے نہ سنا اور مارا گیا نواب
آصفجاہ نے انکا مکان پر آکر ملاقات کی اور معتقد ہو کر نذر گزرانی۔ یہ حضرت خیرات بھی بہت کرتے تھے مگر خفیۃ کرتے تھے کسی پر ظاہر نہ ہوتا تھا ۱۱۸۸ھ
مین وفات پائی انوار چوک مین مدفون ہوئے ہر سال عرس ہوتا ہے انکے نواسے مشہور آفاق ہین **شاہ تجلی علی** رح حضرت شاہ معین تجلی کے
مرید تھے۔ شاہ معین تجلی بھی صاحب کشف و کرامات تھے۔ شاہ تجلی علی مصوری اور آہنگری و زرگری و نجاری مین
بے مثل تھے اعظم الامراء اور شمس الامراء بہادر بہت قدر کرتے تھے ۱۲۱۵ھ مین مر گئے اور دائرہ میر مومن مین دفن ہوئے تزک آصفیہ کی تالیف کے
سبب امراء آصفیہ نے انکو پچاس ہزار روپیہ انعام دیا اور حضور پر نور نواب میر نظام علیخان بہادر نے اون کے لڑکی کی شادی کے لئے پچاس ہزار روپیہ عنایت
فرمایا تھا اور راجہ رگھوتم راؤ پیشکار نے تین ہزار روپیہ دلائے وہ وقت کہان گئے کوئی ایک حبہ دینے والا نہین۔

حضرت سید پیر پادشاہ صاحب نلنکا رح قصبہ نلنکا کے رہنے والے تھے سخت گرم پانی سے نہاتے تھے اور کچھ ضرر نہ ہوتا تھا ایک بچہ کو بھی نہلایا مگر اوسکو بھی ضرر نہ پہونچا۔ بہت لوگ معتقد تھے انکا گنبد اور مزار قصبہ نلنکا واقع حیدرآباد میں موجود ہے **حضرت شاہ برہان الدین** رح نہایت بزرگ تھے نان تنوری سب کو کھلاتے تھے بعد وفات شاہ یوسف شاہ شریف کے مزار انکے اوسی پاس مدفون ہوے۔

حضرت شاہ عبد اللہ رح اونکے فرزند تھے۔ یہہ بھی بہت ہی بزرگ اور باپ کے سجادہ نشین تھے **شاہ طاہر** رح اولاد حضرت محبوب سبحانی سے تھے بڑے قوی ہیکل جوان تھے بعد وفات مسجد موسی باؤلی میں دفن ہوے **سید احمد علی صاحب** رح اونہوں نے زمانہ مرشد زادگی میں نواب ناصر الدولہ بہادر کو بشارت دی تھی کہ بعد رحلت والد کے تم مسند نشین ہوگے اسمین کچھ شک مت جانو چنانچہ بعد تخت نشینی حضور پرنور نہایت معتقد ہو گئے بعد وفات سید احمد علی صاحب کو سعد اللہ ولی کی قبر کے پاس دفن ہوے **مطلبی صاحب** رح کوہی رنڈی نیسی کے پاس انکے مرشد کا اور انکا گنبد موجود ہے

حضرت شاہ خاموش رح انکا مقبرہ اندرون دروازہ چادرگھاٹ موجود ہے کسی سے نہیں لیتے تو بھی ان کے فرزند شاعر۔ **کرامت شاہ** اصل نام کرامت خان تھا ہندوستانی تھے اول جیور سے حیدرآباد آئے سواروں میں نوکر تھے ایک مست فقیر کا پیالہ پیکر خود بھی مست ہوگئے اور گھوڑا اور کل سامان لوگوں کو بخشدیا اور خود اپنے دونوں ہاتھ پشت پر رکھکر کوچہ گردی شروع کی لڑکوں نے خوب خوب دق کیا مگر یہہ چپ تھے کسیکو جواب نہ دیتے تھے دس برس اسی طرح کوچہ گردی میں گذرے چوک کے درمیان ایک مکان میں بیٹھے تھے منیر الملک بہادر نے اوس مکان کو درست کراکر اوسمیں ایک گہوارہ منوا دیا اور خدمتگار مقرر کر دئے اور روپیہ چالیس بھی بھیجے جب بازار میں نکلتے دو آدمی ہمراہ مل ہلاتے اور لڑکوں کا ازدہام ساتھ ہوتا لوگ ان کے سر پر چہار اور بادام ڈالتے تھے اونکو چنبر اور کہا جاتا اور عجب طمطراق سے یہہ اوس وقت اطفال کے درمیان چلتے اور اشارہ سے اوس لشکر پر حکومت کرتے کبھی دوڑتے اور کبھی ہنستے اور کبھی بڑے تحمل سے آہستہ چلتے مرشد زادہ سلیمان جاہ بہادر ایک عرصہ بصورت پالکی بھیجا اوسپر بڑی شان وشوکت سے سوار ہوتے اور اپنے لشکر لیکر بازار میں نکلتے حتی کہ حضور نے ہاتھی اور ایک گھوڑا اور رسالہ سواران اونکے لیے مقرر کیا اور جاگیر بھی مقرر کردی اب کیا کہنا تھا ہر سواری میں حضور پرنور کے آگے رہتے تھے ہاتھ جو دونوں کاندھوں پر دہرے رہنے سے خشک ہو گئے تھے پھر درست ہوا اور اشارہ سوال و جواب بھی کرنے لگے حضور پرنور سے ملاقات بھی کی اسی برس کی عمر میں ١٢٥٩ھ میں وفات پائی اور چوک میں مدفون ہوے حضور نے ہر سال عرس ہوتا ہے۔ **میر نواب صاحب** بھی وہ بھائی شیدہ بزرگ تھے انکے والدین اون دونوں بچوں کو چھوڑکر مر گئے تھے مراد میوہ فروش حسینی علم نے ان کی پرورش کیا اوسکی مرنیکے بعد میر نواب کا دوسرا بھائی کہیں چلا گیا مگر میر نواب ایک دوکان میں بیٹھ گئے اور وہیں خاک کی وہڑیاں بناتے رہتے تھے وہیں پیشاب پائخانہ کرتے تھے بالکل مست مخدوم دیوانہ تھے تیس سال اوس دوکان ہی میں رہے اور وہی خاک کی وہڑیاں بناتے اور بگاڑتے رہے نواب ناصر الدولہ بہادر سواری آتی اونکو دکانمیں دیکھتے اور اشرفیاں دیکر جاتے راجہ چندو لال کو ان کی خدمت

کرتے اور صاحب مذاکی بہانکا کہانا کہلایا کرتے تھے ایکروز اتفاقاً وہ کان سے باہر نکلکر ایک کرایہ کی گاڑی مین جہپکر دولتخانہ حضور پرنور
مین پہونچے حضور پرنور نے فوراً باغ مین بلاکر ملاقات فرمائی اور ایک دوشالا اوڑہا کر دو ہزار روپیہ بھی دئیے یہہ پہر اپنے مکان مین آئے اور شکلہ مین
مر گئے انکی قبر پرانے پل کے دروازہ کے باہر کاروان کے بیچ مین موجود ہے ہر سال دو ہزار روپیہ کا عرس حضور کیطرف سے ہوتا ہے میان مسیا بھی پاس رہ
ہوا ہیون کہیے بدولت انہی کے مشہور ہو گئے تھے یہہ پل کے دروازہ کے پاس بدلخانہ مین رہتے تھے انکی قبر موجود ہے **حسینی بادشاہ** رح سید موسیٰ نام تھے انکی طاقت مین
بیٹھتے اور حالت جذب مین رہتے تھے عمر خان سیدن جمعدار عرب انکا معتقد تھا قبر انکی کاروان کے بیچ ایک چھوٹی سی خوش وضع مکان مین موجود ہے سید محمد حسینی مین
مدفون ہے **حسینی بادشاہ ساکن مستعد پور** ہندوستان سے حیدرآباد مین آئے تھے نواب ناصر الدولہ بہادر کے چھوٹے ہونے کی بشارت قبل از وجاہ
حضرت فضیلت النساء بیگم کو دی تھی مستعد پور مین قبر انکی موجود ہے - **قادر بادشاہ** مست تھے بازار بیگم مین لنبے پاؤن کرکے سوتے تھے جو جابجا کا
کہانا فراہم کرکے مسجد چار مینار و چار کمان مین کہلا کر کہاتے تھے آخر عہد نواب سکندر جاہ بہادر مین وفات پائی انکی قبر حسینی بادشاہ کے قبر کے پاس ہے
شاہ کوڑا کڑک بجلی ایک لنگوٹا باندھے کمل اوڑھے رہتے تھے اکثر راستہ دیکہا برہنہ صاحب دروازہ مقبرہ رفیع الملک بہادر کے روبرو بیٹھے
رہتے اور بہاری خبر کہکر آنے جانیوالون سے بہیک مانگا کرتے تھے رفیع الملک نے انکو دیہا اور ہٹا دیا یہہ قریب کی مسجد مین جہان بڑی بھی
جا بیٹھے صاحب کشف و کرامات تھے بیعلت انتقال کیا اور اسی مسجد کے صحن مین دفن ہوئے **محبوب علیشاہ** ستر برس کی عمر تھی ایک لنگوٹہ اوڑھ چہولا
ساکرتہ پہنے رہتے تھے اور کوٹھہ بازار مین کپڑون کاغذون چیتھڑون اور بکریون کے سینگ ٹکر جمع کرتے تھے جب کوئی انکو اپنے گھر لیجا کر کہانا کہلاتا
تو رکوع و درکوع قرأت سے کلام شریف سناتے کبھی مرثیہ کبھی ہندی گیت گاتے گاتے عربی فارسی کبھی تلنگی ہو [illegible] کنڑی مین بات کرتے تھے صاحب فقر
کمال تھے جب منتقیم الدولہ کو ارسطو جاہ نے قید کیا تھا تو انہون سے کسی نے پوچھا کہ منتقیم الدولہ چھوٹیگا اور چین پائیگا یا نہیں انہون نے کہا نہ ظالم خراب
اوسکا جنازہ بھی شہر مین نہ آئیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا مرنے سے ایکروز پہلے یہہ سرراہ بیٹھے تھے کہ خلاف معمول آواز دیا کہ علی بیگ خان یہان آؤ یہہ پاس
آیا اوس سے کہا کل ہم دنیا کوچ کرینگے جو کچھ تیرا مدعا ہو سو کہہ اوس نے جواب دیا تم روز ایسے ہی کہتے ہو اور پہر آجاتے ہو یہہ کہکر چلا گیا شام کو پہر اوس سے
کہا کہ اگر جو کچھ مدعا ہو کہہ اوس نے پہر وہی جواب دیا اور چلا گیا آخرکار دوسرے دن صبح دم وفات پائی علی بیگ خان نے بیٹا لیا اور اوسی مین
دہوکر مین ہا محلہ چیکٹی پور بیرون شہر دفن کئے گئے **شاہ کمال** رح سید صبیح الدین تھے سرکار حیدرآباد مین آئے صرف ایک لنگوٹہ باندھ
برہنہ رہتے تھے اور ایک ہنڈی پر جہولا رکھکر بیٹھتے تھے ایک شتر سوار آگے آگے نقارہ بجاتا چلتا تھا ترقوی الجثہ تھے فصیح و بلیغ خوش
آواز طوطی دکن مشہور تھے شعر پڑھتے خوش الحانی سے پڑہتے تھے ایک گاؤن مالگزاری بھی تھا سنہ [illegible] مین وفات پائی منڈی چھوٹی بیگم مین سنی کے
کنار انکی قبر موجود ہے صاحب اولاد تھے **حضرت شاہ قاسم معروف بہ شیخ خالی** پہلواری کے رہنے والے حضرت شاہ ابو المعالی

اوائل مین یہہ تھے نواب سکندر جاہ بہادر کے عہد مین وارد حیدر آباد ہوے اور سلطان میان کے یہان نوکر رہے ایک روز ایک افغان پر توجہ پڑ گئی وہ بیحال ہو گیا
اوس روز سے صد ہا مرید ہونے لگے مجبوراً یہہ نوکری چھوڑ کر وطن کو چلے گئے پہر دوبارہ آئے اور اچھی طرح مرید حسب محفل مین گئے پچاس ساٹھ آدمی انکی توجہ سے
وجد مین آئے اور مرید ہوے محمد شفیع خان جمعدار دنیا کو ترک کرکے انکا مرید ہو گیا انہون نے اوسکو خلیفہ مقرر کیا سنہ ۱۲۶۳ھ مین وفات پائی مقبرہ ان کا
محلہ [illegible] مین مسجد کے پیچھے ہے **حضرت شاہ غلام محی الدین صاحب خطیب مکہ مسجد** رح شاہ غلام [illegible] صاحب خطیب مسجد کے فرزند تھے صاحب کمال تھے ہمیشہ
وعظ و نصیحت انکا کام رہتا تھا اس زمانہ مین بھی یہی چرچا رہتا تھا سنہ ۱۲۵۰ھ مین انتقال کیا [illegible] صاحب کی لڑکی کے باہر فون مین [illegible]
مزہ عبودیت انتہا سے پہنچے **حضرت میر بادشاہ مدنی** رح یہہ حضرت سید عبداللہ مدنی کے فرزند تھے مدینہ منورہ کے باشندے تھے نقابت [illegible] حسین
تھا مدینہ منورہ سے چلکر بندر سورت مین آے زبان ہندی سے واقف نہ تھے اس لئے گفتگو روزمرہ سے سخت عاجز تھے حضرت سے روضہ پر دعا مانگی کہ یہ سختی مجھ سے ہو
اردو مجھکو نہین آتی گلزار آصفیہ کا مولف لکھتا ہے کہ مراقبہ مین دیکھا کہ آنحضرت نے روضہ سے لب مبارک انکے منہہ مین دیا اور ایک سیب تازہ ہاتھہ مین دیا جب
یہہ ہوش مین آے تو دیکھا کہ سیب ہاتھہ مین ہے انہون نے کہا لیا اوسیوقت سے اردو زبان بولنے لگے پہر جہان آباد گئے محمد شاہ بادشاہ اور نواب امیر خان انکے مرید
ہوے یہہ خود [illegible] دہلی مین بھی ہو [illegible] بعد ازان نواب آصفجاہ بہادر انکو اپنے ساتھ حیدرآباد لائے اور [illegible] کے بعد وفات نواب آصفجاہ بہادر وفات
پائی اور وہین دفن ہوے مقبرہ انکا آصف نگر کے قریب موجود ہے عرس بھی بتکلف ہوتا ہے انکے فرزند **حضرت سید علی صاحب** مدنی انکے سجادہ
نشین ہوے تھے **جناب حافظ حاجی مولوی میر شجاع الدین حسین** صاحب سادات حسینی [illegible] کہ بزرگ اون کے
میر جلال الدین علیہ الرحمۃ اولاد حضرت خواجہ احمد بسوی قدس سرہ العزیز سے تھے اکبر بادشاہ کے عہد مین عہدہ قضا مالوہ پر مامور ہوے پانچ پشت کے
بعد سید محمد دائم چودہ برس کی عمر مین مالوہ سے دہلی گئے اور محمد شاہ بادشاہ سے ملاقات کی اونہون نے انکی لیاقت سے خوش ہو کر عہدہ [illegible] سے
سرفراز کیا یہہ مالوہ سے دکن کو آئے اور نواب ناصر جنگ شہید کے رفیق ہوے بغیر انکی صلاح ناصر جنگ شہید کوئی کام نہ کرتے بعد شہادت
ناصر جنگ بہادر کے سید محمد دائم برہانپور گئے ان کے فرزند میر کریم اللہ خان نے ساٹھہ برس کی عمر تک شادی نہ کی تھی لیکن [illegible] دیکھنے
خواجہ [illegible] صاحب کی دختر سے کتخدا شادی کی اور [illegible] میر شجاع الدین حسین تولد ہوے والد انکے ایکسال بعد قضا کی ۱۲ سال کی عمر مین میر
شجاع الدین حسین صاحب مکہ کو گئے اور حج کرکے واپس آئے معہ اہل و عیال حیدرآباد مین چلے آئے اور قصبہ [illegible] مین جاکر مولانا رفیع الدین سے بیعت
کی اور چاروں طریقون کی اجازت حاصل کی اور پہر حیدرآباد آے ہزارون کافرونکو مسلمان کیا آخر کار سنہ ۱۲۶۶ھ مین وفات پائی اونکے
بیٹے میر شجاع الدین حسین ثانی سے ہماری بھی ملاقات ہے بہت بزرگ شخص ہین میر شجاع الدین حسین مغفور کی زیارت کا گنبد بہت عمدہ بنا ہوا ہے
جہان ہر سال عرس ہوتا ہے [illegible] ماہ محرم مین لگتا ہے **حضرت شاہ غلام جیلانی الحسینی** حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے

اولاد میں سے بھی کامل شخص تھے اُن کے فرزند شاہ غلام صمدانی حسینی بھی بہت بزرگ ہوئے ہیں مقبرہ دونوں کے موجود ہیں میر محمد مومن مشہور
انہیں کے عہد میں ایران سے سب خاندان ہمارے ہند میں آئے ایران میں اکثر بزرگ وزارت کے عہدے پر سرفراز تھے یہ لوگ یہیں آ کر سلطان محمد قطب شاہ کے وزیر
سلطان عبد اللہ قطب شاہ کے عہد میں لنگر کشتی اختیار کی اور کنج عبادت میں دن کاٹنے لگے اور دروازہ یاقوت کو بند باہر نہیں نکلتے اکثر اسماء اعظم پڑھا
اور سب کے لئے دعا کرتے اور کربلا معلی کی خاک شفا کہ اس میں یہ خاصیت دی ہے نعمت خانہ عالی بھی اسی اثرہ میں ہیں اور میر مومن صاحب بھی اسی کے
دنوں کے بھی کامل شخص اون کے کرامات کی ہزاروں کہانیاں مشہور ہیں

کیفیت عرس کوہ شریف جناب امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

شہر حیدرآباد سے پانچ کوس سمت شمال واقع ہے یہ عرس سویں رجب المرجب سے شروع ہوتا اور سولہویں
سنہ کو نکلتا ہے کہ اون دنوں میں انبوہ خلائق ہزار ہا اور دکانیں اور خیمے کے ساز ندی مردم جمع ہوتے ہیں کہ اہل اسلام پر منحصر نہیں ہندو بھی
لاکھوں آتے اور نذر چڑھاتے ہیں تاریخ ترک قطب شاہیہ میں لکھا ہے کہ بناء عرس کوہ مولا علی یہ ہے کہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کے عہد میں یاقوت نام خواجہ سرائی
بادشاہی کو عرض دستی ریاح تو ان اور ہمیشہ اس موضع کے گوشہ میں آتا کبھی کسی دوسرے کام پر مشہور تھا اتفاقاً بیمار
ہوا ہوئیں بیت وقت شب تاریخ ستر ہویں قریب صبح کے یاقوت مذکور سو رہا تھا خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص لباس سبز پہنے ہوئے
آ کے آیا اور اس نے کہا کہ جناب امیر المومنین حیدر صفدر اسد اللہ الغالب علیہ السلام تم کو یاد فرمایا ہے میرے ساتھ چلو غرض کہ یاقوت اوس کے ساتھ
حضرت میں گیا دیکھا کہ جناب امیر علیہ السلام اسی پہاڑ پر جس جگہ آپ کا دست مبارک ہے بیٹھے ہیں یاقوت آداب بجا لایا اور مسعود بسجدہ گر پڑا
ملا سو جناب نے کچھ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ یاقوت بیدار ہوا یہ وقت صبح صادق کا تھا اور بیمار بالکل چنگا ہو کر اس پہاڑ پر گیا اور اس ساعت سے بہتر ہی
اور جس جگہ پتھر دیکھا تھا وہ جگہ یاقوت کو یاد تھی جس جگہ کہ جناب کو بیٹھے دیکھا تھا اوسی کو تلاش کر کے پہونچا اور وہ مقام بچشم خود دیکھا کہ نقش دست
مبارک بعد پنجۂ شریف کا اوس پتھر پر جس تکیہ کئے ہوئے بیٹھے تھے منقش تھا یاقوت نے بوسہ دیا اور فوراً اسے اوس کے ایک بڑا طاق اوس جگہ
تعمیر کرایا جواب چاندی کے طاقچے کے اندر رہی جس پر پردہ پڑا رہتا ہے اور وہ پتھر جس پر نقش ہے شیشوں کے اوس طاق میں نصب ہے فاتحہ و درود شریف
رجب المرجب کو یہ خبر سلطان ابراہیم قطب شاہ کو پہنچی وہ خود زیارت کے لئے آیا اور طاق کے سامنے ایک مسجد تعمیر کرائی تھا جو بنایا
کچھ عمارت بنائی گیا تھا پھر بھی بس گیا آدمی انتہا عمارات کا ہجوم ہو گیا یہ اسی کی قدرت ہے ایک خواجہ سرا کی خواب پر یہ استعداد
ظل اللہ بادشاہ لیکر فقیر تک اس جگہ کے معتقد ہیں سال نہایت ہی ہجوم ہوتی ہے حضور پر نور خلد اللہ ملکہ بھی خود تشریف لے جاتے ہیں
وہیں بھی آراستہ پیراستہ ہوا کرتا ہے خلقت کا ہجوم پانچ لاکھ تک شمار ہوتا ہے اور سنا گیا ہے اس کے حالات لکھنے کے لئے ایک
علیحدہ دفتر درکار ہے

ذکر عشرۂ شریف محرم الحرام بلدۂ حیدرآباد فرخندہ بنیاد

قبل ہلال محرم الحرام

فلک سیاہ ماتمی لباس پہنے نمودار ہوتا ہے اور اسوقت حسینی علم و نعل مبارک کا علم بی بی کو استاد کرتے ہیں پہلوں کا شہر اول حضور پرنور کے
طرف سے گشت کرتا ہے بعدہ ملالین کا شہرہ ہو دھوم ماتم کی پڑ جاتی ہے جابجا عاشور خانوں میں علم کھڑے ہوتے ہیں ماتمی نوحے پڑھتی ہیں سنکر سامعان سبکو
ہیں پہلی تاریخ سے اکثر لوگ ماتمی لباس پہنتے ہیں اور بچوں کو فقیر بناتے اور زر و روز بوریا آراستہ کر کے [illegible] کرتے ہیں اور بہتے ہیں جابجا تعزیہ خانی
ہوتی ہے ان فقیروں کی بیل بال زنانیں بیکر لگاتے اور بڑے بڑے امیر ان حضور پرنور سے معمولی رقم وصول کرتے ہیں حسینی علم جبکہ جلد کے پاس پہونچتے
ہیں اور سب ماتم سے متفرق ہو جاتے ہیں نہیں اکثر لڑائیاں بھی ہوا کرتی تھیں مگر اب نواب لکر جنگ بہادر کوتوال بلدہ حیدرآباد فرخندہ بنیاد نے
ایسا زبردست انتظام کر دیا گیا کہ ممکن نہیں کسی طرح کا فتنہ فساد برپا ہو اکثر مرد ان از راہ امتحان و دلگی شیر بنتے ہیں اس شہر میں کوئی
شیر کی وضع قطع نہیں ہوتی تاہم شیر ہوتے ہیں بازوں پر دس بیس باندھتے ہیں اور [illegible] کو جسم پر لگا کر بنچیرا ہی کمر میں باندھ کر پھرتے ہیں اور بدن پر
بنتے شاید حیدرآباد ہی کی خلقت خوش ہوتی ہو ورنہ دیکھنا تو کچھ بھی نہیں تمام گردان کے مکرر اور بار بار گھر میں پھر بس یہی دو شیر تھے جو کیسا ہا
دیکھا ہے یہ سب بے لطف و بے نتیجہ کام ہے یہ کیا دکن جتنے کام ہیں سب بے لطف و بے نتیجہ ہیں کوئی سید بنتا ہے کوئی دیوانہ اور کوئی گنگری والے انتہ ہیں اور
دوسرے بنتے ہیں شہر گلی کوچہ میں پھرتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ انتہا ہے بنتے اقسام لوگ اپنا روپ بدلا کر کے گلیوں اور گھروں میں پھرتے ہیں بھیک کے ساتھ
پھیرتے ہیں محرم کیا آتا ہے خلق اس شہر کی ہوش میں نہیں ہوتی شہر کو گھروں سے باہر ہو کر نکلتے ہیں ہندو مسلمان سب ہی شریک ہوتے ہیں ہندو
قسم کے رنگ بنا کر جاتے ہیں شہر آوارہ گرد بدمعاش جمع ہو کر ایسی ہی واسطے [illegible] لوگونکو جمع کر لیتے ہیں اور نعلین بعضیں گرم کر کے
ہاتھوں پوری پوری کمائی بھی کر لیتے ہیں نہایت غل شور سے آئے نگ الونکو خاص حضور پرنور سے تنخواہ ملتی ہیں محرم الحرام کو لنگر حضوری میں کام
نوکری بالیقین مدد رسانی اور توپخانہ اور رسالہ آراستہ و پیراستہ ہو کر اول دیوان رنگ کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور پھر حضور پرنور ملاحظہ فرماتے
ہیں تمام بڑے بڑے جلیل القدر امراء کی فوجیں بھی آراستہ و پیراستہ ہو کر حضور کے روبرو سے نکلتے اور سلامی دیتے ہیں محل میں یہی لنگر
سیر گاہ باقی خیریت سے بارہ النگر نکلتے ہیں اور علموں پر چڑھا جاتی ہیں غرضکہ ۸ ۹ محرم تک یہی لنگر کی دھوم دھام ہوتی ہے ۱۰ محرم
دن جب گذر جاتا ہے شام ہوتی ہے تو فوج فوج تعزیہ نکلنا شروع ہوتے ہیں نعل مبارک کی سواری بھی نکلتی ہے اور تمام شب کو ہزارہا بلکہ لاکھ مخلوق
ہمراہ کئے ہوئے شعلین ہلکا بازار میں گروہ گروہ نکلتے ہیں اور نعل مبارک کی سواری اسی تزک و شان سے لیجاتے ہیں کہ جسکا مطلب دیکھنے سے متعلق
ہے سنا گیا مگر ذہن میں ہوتی ہے کہ الاماں والحفیظ دسویں محرم کو تعزیہ بہت بڑے طمطراق سے نکالے جاتے ہیں فوجیں آراستہ پیراستہ ہوتی ہیں
بیسا ماتم ہوتا ہے سواں تعزیوں میں علموں نکلنے وغیرہ کا کربلا سے پہنچا ہے اور وہاں رات تک مشغول ہو کر دھوم دھام ہوتی ہے بعدہ وہاں سے پھر
اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں اور یہ آفت اندوہ ماتم شہر کم ہو جاتا ہے توبہ توبہ

ذکر بعض فقرائے کاجواب بقید حیات ہین اور اونکے مرشدون کا ۔ حضرت سید شاہ نور الدین فیضی قادری قدس سرہٗ

عہد نواب ناصر الدولہ بہادر غفران منزل مین اپنے وطن سادہوڑہ ملک پنجاب سے مع پانچ خادم اور ایک مہار اونٹ اور ایک گہوڑی کے وارد بلدہ حیدرآباد ہوے چونکہ آپ ایام طفولیت سے ہی مرتاض تھے اور چلہ کشی اور اعتکاف مین مصروف رہتے تھے یہانتک کہ نماز تہجد بھی عمر بہر کبھی ناغہ نہین ہوئی اور نہایت حسین اور وجیہ تھے کہ اکثر زن و مرد انکے حسن و جمال کے ہی دیکھنے کے مشتاق رہتے تھے اور متانت سنجیدگی مین اپنا نظیر نہ رکہتے تھے اور باوجود اس فقر و ریاضت کے پابند شرع شریف تھے اور علم دوست تھے یہانتک کہ اپنے جیب خاص سے وہ مدرسہ عربی و فارسی کے جاری کر رکھے تھے جہان طلبا کو خرچ خوراک وغیرہ دیا جاتا تھا چنانچہ اب تک امداد سرکاری جاری ہین اسی ہزارہا آدمی آپکے مرید ہوگئے اور نواب ناصر الدولہ بہادر ملاقات کو تشریف لائے اور موضع داسیرا و رساگن پانچہزار روپیہ سالانہ آمدنی دیگئی بعد ازان نواب افضل الدولہ بہادر غفرت مکان انکے مرید ہوے اور ایک گاؤن کو پہین ہزار کا اپنی طرف سے دیا اور یہانتک اعتقاد بڑہا کہ ایک روز اپنی نذر و ماہی نشان شاہی اور علامت سلطانی تھی انکو دیدی مگر نواب مختار الملک مرحوم نے حضرت سے کہا کہ یہ نشان شاہی ہے اگر آپکے یہان ہوگا تو مجھے آپکے سلام واسطے آنا پڑیگا حضرت شاہ صاحب سمجھ گئے اور ماہی واپس کردی مولوی محمد شاہ صاحب آپکی مشہور خلیفہ ہین آپنے ایک مرتبہ بہت سے ہمراہیون کے ساتھ حج کو تشریف لیگئے تھے اور تمام مقامات متبرکہ کی زیارت کی تھی مگر باوجود اسکے لوگ انکو بکار دنیا دار بتاتے ہین کہ آخر ۷۰ برس کی عمر مین ۷ شوال ۱۲۹۵ھ کو وصال حق نصیب ہوا اور نام پلی واقع حیدرآباد مین متصل مزار یوسف صاحب و شریف صاحب کے زیر زمین آسودہ ہین تاریخ وفات کی اون کے نام خاص شاہ سید نور الدین فیضی القادری سے نکلتی ہے بعد اون کے اونکے ارشاد کے موجب اون کے ہمشیرہ زادے حضرت حاجی شاہ سید عبد الرحیم فیضی القادری جانشین ہین جنکو ابتک تقریبا چار ہزار روپیہ ماہانہ کی آمدنی اونکی ذاتی تنخواہ ایکہزار روپیہ ہے اور اونکے بیٹے کو پانچ روپیہ روزانہ ہے ۔ اور شاہ صاحب موصوف کے عرس کا خرچ سرکار سے ملتا ہے

حضرت محمد نعیم المعروف بمسکین شاہ صاحب ابن مولوی محمد حفیظ مرحوم حیدرآبادی

خلیفہ شاہ سعد اللہ صاحب کے ہین جو خلیفہ حضرت شاہ عبد اللہ المعروف بہ غلام علی شاہ صاحب دہلوی مرید و خلیفہ حضرت مرزا مظہر جانجانان شہید رحمۃ اللہ کے تھے شاہ صاحب کی عمر اسوقت ۱۳۱۲ھ مین ۱۲۳ برس کی ہے اکثر لوگون کا آپ پر حسد ہوتا مگر سب کی محمدو پر اتفاق ہے و حج بھی کئے ہین اگرچہ آپکا اصل طریقہ نقشبندیہ مجددیہ ہے مگر

خاندان قادریہ سہروردیہ چشتیہ کبرویہ مین بھی مرید کرتے ہین مریدون کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ اور معتقدین کا شمار دو لاکھ سے بڑھکر ہے حضرت کے کئی بیبیان ہین اور چار فرزند ہین منجملہ صاحبزادے غلام محمد المعروف خیراتی میان صاحب کو آپنے اپنا جانشین مقرر فرمایا ہے حضرت کے خلفہ صاحب اجازت بکثرت ہین ۲۲ صفر کو بوقت عرس غلام علیشاہ صاحب اون مریدون کو جنکا سلوک طی ہو چکا ہی تاج خلافت عطا فرمایا کرتے ہین اور جنکی تعداد سالانہ اکثر دس بارہ ہوتی ہے ۔

خلفاے ذیل بہت مشہور ہین

نام خلفا	علاقہ جات مفوضہ	تعداد مریدین
غلام محمد شاہ صاحب	ملہاری رایچور تا مدراس	۲۰۰۰ ہزار
داؤد شاہ صاحب مرحوم	مدد و سلاخ پور ورنگل [?]	۲۰۰۰ ہزار
جنکے فرزند عبد اللہ شاہ صاحب اب سجادہ نشین ہین ۔		
مولوی محمد علی صاحب	الگندل کریم نگر وغیرہ	۵۰۰ سو
مولوی سلطان الدین صاحب	بیدر و کوہیر	۱۰۰۰ ”
محمود شاہ صاحب	ناندیڑ وغیرہ	۱۰۰۰ ”
محمود علیشاہ صاحب	ٹانڈور اورنگ آباد وغیرہ وغیرہ ۔	۵۰۰ سو
مولوی احمد خیر الدین صاحب	حیدرآباد مین ہین مرید نہین کرتے جنکے وعظ مین اکثر بہر گلی پر حضور پر نور خلد اللہ ملکہ تشریف لاتے ہین ۔	
منشی غلام حسین صاحب	انکو حضرت زرخالص کے لقب سے یاد کیا کرتے ہین بہت سیکڑو مرید ہین	
مولوی معیز اللہ خان ولایتی	غزنین ملک افغانستان مین ہین اور انکے بیشمار مرید ہین ۔	

مولوی عبد القادر صاحب بو طاہر انہون نے رسائل اور ارشادات حضرت کے فراہم کئے ہین اور بیس بائیس جز کی ضخامت مین ترتیب دیکر اپنی ذاتی روپیہ سے چھپوا رہے ہین اس کتاب کا تاریخی نام لذات مسکین ۱۳۱۱ھ ہے اس مجموعہ مین اہل حدیث کا رد بھی [illegible] جنکے جوابات طرفشانی سے بہت دے گئے ہین ۔

نعمان بن عبدان یمانی انکو عرب لوگون کے مرید کرانیکا کام سپرد ہے۔ حضرت کے سوا انکی اور بہت خلیفے ہین ہر سال حضور پر نور خلداللہ ملکہ حضرت کے مکان پر تشریف لایا کرتے ہین اور نامی امرا اور مدارالمہام بھی آتے ہین۔

حضرت معین الدین شاہ خاموش صاحب رحمۃ اللہ علیہ خاندان بدری ملتانی سے ہین جب ان کو ان کے بہائی نے تنگ کیا تو بدر سے نکلکر پنجاب کو چلے گئے حضرت حافظ موسی صاحب کے ہاتہہ پر بیعت کی اور خلافت حاصل کر کے شہر امروہیہ واقع روہیلکنڈہ مین ۱۲ سال تک آکر ہدایت طالبین مین مشغول رہے بعد ازان ۱۲۵۰ھ مین وارد بلدہ حیدرآباد ہوے اور اسی سال سے خاموشی اختیار کرلی جس سے آپکا لقب شاہ خاموش ہوگیا ۱۲۶۰ھ مین ہندوستان تشریف لیگئے تھے اور حج بیت اللہ بھی کیا تھا مگر وہان سے واپس ہونیکے بعد حیدرآباد مین ۲۸ ذیقعدہ ۱۲۸۹ھ ظہر کے وقت پیر کے دن بہشت برین سدہارے خانقاہ آپکی مکہ مسجد کے عقب مین ہے اور روضہ شریف آپکا نامپلی مین یوسف صاحب کے درگاہ سے متصل ہے نواب افضل الدولہ بہادر آپکے بڑے معتقد تھے اور ہمیشہ بہت کچھہ مال و دولت نذر کیا کرتے تھے اب اسوقت ۱۳۱۲ھ مین سید ہاشم حسینی عرف محمد شاہ صاحب ان کے سجادہ نشین ہین انکو بھی سرکار اور امرای نامدار سے تخمیناً تین ہزار روپیہ ماہانہ آمدنی ہے اور انہون نے اپنے فرزند اصغر حسنی صاحب عرف منجلی میان صاحب کو اپنا جانشین قرار دیا ہے۔

صاحبان ذیل مشاہیر فقرا حیدرآباد سے ہین جو اب اسوقت ۱۳۱۲ھ مین بقید حیات ہین اور انکا فیض جاری ہے اور جن کے مفصل حالات ہم تک نہین پہونچے۔

فضل اللہ شاہ صاحب قادری جو موسی صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان مین سے ہین سجادہ نشین ہین انکو علاوہ جاگیر کے ایک ہزار روپیہ ماہوار سرکار سے مقرر ہے۔

ملک شاہ قادری رحجناب زرد علیشاہ صاحب قادری کے فرزند اکبر اور سجادہ نشین ہین یہہ صاحب بھی تہہ گہٹی پر چند روز سے وعظ فرمایا کرتے ہین اور وعظ مین اکثر امرا اور مدارالمہام بھی تشریف لایا کرتے ہین قریب تین ہزار روپیہ ماہانہ کی آمدنی ہے۔

حسین شاہ ولی قدس سرہ کے اکبر حسینی جو نہایت خرد سال سات برس کی عمر کے ہین سجادہ نشین ہین اور ان کے چچا سید گیسو دراز ان کے ولی ہین۔

امداد علیشاہ صاحب خلیفہ مرزا سروار بیگ صاحب مرحوم کے ہین اور اکثر مرید کرتے ہین۔

عجیب علیشاہ صاحب۔ خلیفہ حافظ محمد علی صاحب خیرآبادی کے ہین انکو سرکارسے جاگیر او منصب ہی قریب دو ہزار روپیہ کے آمدنی ہے ہزارون مرید کرتے ہین اور اور ہر سال اپنے پیرو مرشد کا بڑے دہوم دہام عرس کرتے ہین۔

شیخ عبداللہ شاہ صاحب یہہ بڑے اولیاے دکن سے ہین جنکے ہزارون کرامتین مشہور ہین اور ہزارون معتقد مرید ہین۔

محمد اکبر خانصاحب میر نواب صاحب قدس سرہ کے درگاہ کے سجادہ ہین سرکارسے روپیہ منصب ملتاہی اور عرس مین بھی چار پانچ سو روپیہ مل جاتے ہین۔

۲ آغا داؤد صاحب۔ خلیفہ مولوے محمد حسن صاحب کے ہین۔

---

۲۹ ماہ آذر ایک ہے اونتیس کا	ہر بشر خوشحال ہے اس سے بڑا
۳۰ شہر دے اور بہمن تو اسفندیار	تیس دن کے یہہ مہینے ہین چار
۳۱ ۱۳ فروردی اردی بہشت یہہ ماہ دو	ایک اور پرتیس کے ہین نیک خو۔
۳۲ ایک ماہ بتیس کا خورداد ہے	جسکے غم سے ہر طرف فریاد ہے
شہر تیر ہے امرداد شہریور	مہر آبان پانچ ہین صاحب ہنر
۳۱ ایک اوپر تیس کے ہین اے ولی	ہمکو آگاہ کرد یا نوشہ علی

نوٹ صفحہ ۱۹۷ ذکر محمد جیون خان بہادر۔ اس خاندان کے لوگ اکثر منصب رکاب مین ملازم ہین اور چند انمین سے حضور کے پلنگ کی نشست مین بھی متعین ہن۔

تاریخ نظام اردو ساتہہ صحت کے تمام ہوئی۔

المشتہر

حاجی نوشہ علیخان کتب فروش واقع چارمنار حیدرآباد دکن۔